ISSN 2395 - 1494
APRIL-2016
اپریل ۲۰۱۶ء
Rs.20/-
اہلِ سُنّت کا ترجمان
معراج مصطفےٰ اور تحفۂ نماز
ماہنامہ
کنزالایمان
دہلی
ہند میں اسلام کی باغ و بہار
خواجہ غریب نواز کی دعوت و تبلیغ کا ثمرہ
قافلہ سالارِ سلسلۂ عالیہ نقش بندیہ مجددِیہ
حضرت ابوبکر صدیق کی روحانی زندگی، اسلامی خدمات
حقیقی اور جعلی صوفیہ کی شناخت کا وقت
اہل اللہ کا مخالف اولیاء اللہ کی درگاہ کا ناظم، ایصال ثواب کا منکر اوقاف
کا نگراں اور تصوف کو باطل مذہب سمجھنے والا صوفی بنا بیٹھا ہے۔ صحیح اور غلط،
سچ اور جھوٹ، اصلی اور جعلی میں شناخت کب ہوگی؟ سمجھ کر بولئے!
ایڈیٹر
محمد قمرالدین رضوی

مجلسِ مشاورت
سوادِ اعظم اہلِ سنت و جماعت کے مشاہیر علمائے ہند
① شیخ عبد الحق محدث دہلوی
② مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی
③ علامہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی
④ علامہ عبد العلی فرنگی محلی لکھنوی
⑤ شاہ عبد العزیز محدث دہلوی
⑥ شاہ غلام علی نقشبندی دہلوی
⑦ شاہ احمد سعید مجددی رام پوری
⑧ علامہ فضلِ حق چشتی خیرآبادی
⑨ علامہ عبد العلیم فرنگی محلی لکھنوی
⑩ علامہ فضلِ رسول عثمانی بدایونی
⑪ سید شاہ آلِ رسول احمد مارہروی
⑫ مفتی ارشاد حسین مجددی رام پوری
⑬ مفتی غلام دستگیر قصوری لاہوری
⑭ علامہ عبد القادر برکاتی بدایونی
⑮ امام احمد رضا قادری برکاتی بریلوی
⑯ سید شاہ علی حسین اشرفی کچھوچھوی
⑰ شیخ الاسلام شاہ انوار اللہ فاروقی حیدرآبادی
کے مسلکِ حق و صداقت کا نقیب و ترجمان
ڈاکٹر فضل الرحمٰن شرر مصباحی (دہلی)
سید وجاہت رسول قادری (کراچی)
مولانا افتخار احمد قادری (مدینہ منورہ)
مولانا محمد عبد المبین نعمانی (مبارک پور)
علامہ بدر القادری (ہالینڈ)
مولانا محمد قمر الحسن قادری (امریکہ)
سید شمیم الدین منعمی (پٹنہ)
مولانا محمد فروغ القادری (برطانیہ)
سید حسن اشرفی کچھوچھوی (انگلینڈ)
مولانا محمد حنیف خاں رضوی (بریلی شریف)
ڈاکٹر سید علیم اشرف جائسی (حیدرآباد)
مولانا قاضی فضل احمد مصباحی (بنارس)
مولانا محمد معین الحق علیمی (ممبئی)
مولانا مقبول احمد مصباحی (دہلی)
الحاج محمد سعید نوری (ممبئی)
انجینئر سید محمد فضل الرحمٰن چشتی (دہلی)
قاضی عبد الرحیم مصباحی (رتناگیری)
مولانا مجاہد حسین حبیبی (کولکاتا)
بفیضِ حضور مفتی اعظم ہند حضرت علامہ شاہ مصطفیٰ رضا قادری برکاتی علیہ الرحمۃ والرضوان
ماہنامہ
کنز الایمان
دہلی
اپریل ۲۰۱۶ء
جمادی الثانی / رجب المرجب ۱۴۳۷ھ
جلد
شمارہ
مجلسِ ادارت
مدیر مسئول: محمد ظفر الدین برکاتی
منیجنگ ایڈیٹر: عرفان احمد انصاری
سرکولیشن منیجر: عمران انصاری
معاون منیجر: محمد سعید انصاری
اشتہار منیجر: امام الدین قیصر
تزئین کار: محمد نظام الدین انصاری
آپریٹر: محمد کامل نعیمی
مشیرِ اعلیٰ
علامہ یٰسین اختر مصباحی
ایڈیٹر
محمد قمر الدین رضوی
پرنٹر، پبلیشر، پروپرائٹر اور ایڈیٹر حافظ محمد قمر الدین رضوی نے ایم، ایس پرنٹرس دہلی ۶ سے چھپواکر آفس ماہنامہ کنز الایمان دہلی ۴۲۳، مٹیا محل دہلی سے شائع کیا۔
تفصیلِ ممبرشپ
قیمت فی شمارہ: ۲۰/ روپے
سالانہ: ۲۴۰/ روپے
اعزازی: ۵۰۰/
تاحیات: ۵۰۰۰/
بیرونِ ممالک: ۳۰/ امریکی ڈالر
تاحیات: ۲۰۰۰/ امریکی ڈالر
رسالہ آپ کے ہاتھوں میں ہے پڑھنے سے پہلے غور کرلیں کہ سالانہ زرِ تعاون ختم تو نہیں ہوگیا اگر ایسا ہے تو فوراً منی آرڈر یا ڈرافٹ کے ذریعہ اسکی ممبری فیس روانہ فرماکر رسالے کو چلا بخشیں (ادارہ)
نوٹ: رسالے سے متعلق کوئی بھی مقدمہ صرف دہلی کی عدالت میں قابلِ سماعت ہوگا۔ مضمون نگار کی رائے سے ادارے کا متفق ہونا ضروری نہیں۔ (ادارہ)
ڈرافٹ
KANZUL IMAN MONTHLY
کے نام سے بنوائیں
مراسلت و ترسیلِ زر کا پتہ
ماہنامہ کنز الایمان دہلی
۴۲۳، مٹیا محل جامع مسجد، دہلی ۶
KANZUL IMAN MONTHLY
423, Matia Mahal, Jama Masjid, Delhi-6 (India)
Ph:.23264524 Email. Kanzuliman@yahoo.co.in
3

رسالہ سے متعلق کسی بھی طرح کی شکایت یا معلومات کے لیے آفس کے نمبر پہ صبح ۱۰ سے ۲ بجے دوپہر تک فون کریں۔ آپ کے لیے بینک اکاؤنٹ میں روپے جمع کرنے سے بہتر ہے کہ منی آڈر کریں۔

فون نمبر: 011-23264524

اداریہ — کار جہاں بینی

حقیقی اور جعلی صوفیہ کی شناخت کا وقت

اہل اللہ کا مخالف اولیاء اللہ کی درگاہ کا ناظم، ایصال ثواب کا منکر اوقاف کا نگراں اور تصوف کو باطل مذہب سمجھنے والا صوفی بنا بیٹھا ہے۔ صحیح اور غلط، سچ اور جھوٹ، اصلی اور جعلی میں شناخت کب ہوگی؟ سمجھ کر بولئے!

محمد ظفر الدین برکاتی☆

مداہنت اور منافقت میں معنوی طور سے تھوڑا سا فرق ہے کہ مداہنت جھوٹ اور نفاق کو کہتے ہیں اور منافقت باہر سے دوستی اور اندر سے دشمنی کو کہتے ہیں لیکن اصطلاحی اعتبار سے دونوں میں واضح فرق ہے کہ خوشامد وچاپلوسی میں اپنی حیثیت عرفی اور تشخص کو چھپا لیتے ہیں اور کبھی عقیدہ ہی چھپا کر ذاتی مقاصد حاصل کیے جاتے ہیں جس کے نتائج آسانی سے ظاہر نہیں ہوتے جب کہ منافقت کا انجام بہت جلد ظاہر ہوجاتا ہے کیوں کہ اس پر شخصی ریاکاری کا پردہ پڑا ہوتا ہے جو مفادات کے خطرہ میں آتے ہی اٹھ جاتا ہے لیکن دونوں ہی غلط اور شرعی طور سے جرم ہیں، البتہ منافق اسے کہتے ہیں جس کی زبان پر اسلام ہو مگر دل میں اسلام کی دشمنی، اس لیے یہ بہرحال جرم ہے اور معافی کے قابل نہیں اور منافقت، صریح کفر سے بھی خطرناک ہوتی ہے۔

آج ایمان وعقیدے کے اعتبار سے ہمارے درمیان میں ایسے لوگ نہیں پائے جاتے لیکن معنوی طور سے عملاً ضرور پائے جاتے ہیں۔ خدا کا فضل وکرم ہے کہ اِس کمزور میں یہ دینی کمزوری نہیں پائی جاتی اور جن لوگوں میں ہے، اللہ تعالیٰ ان کی ہدایت فرمائے۔ (آمین)

البتہ مداہنت کی تشخیص اور شناخت تھوڑی مشکل ہے، اس لیے جسے معلوم نہیں، وہ کسی مداہن کے فریب میں آجائے تو کوئی بات نہیں، اسے دانستہ طعن وبہتان کی مرگھٹ پہ قربان نہیں کرنا چاہیے لیکن دانستہ جو چپکا رہے، اسے اپنی اصلاح کر لینی چاہیے اور مداہن کو بھی اصلاح کر لینی چاہیے تاکہ آئندہ اس کے عقیدت مند اور قریبی بدظن اور بدگمان ہوکر دور نہ ہوجائیں اور کسی بڑی معروف اور مقبول مذہبی شخصیت کے لیے زیادہ ضروری ہے کہ وہ مداہنت اور منافقت سے کام نہ لیں تاکہ عوام اہل سنت کا علما ومشائخ پر جو اعتماد اور بھروسہ ہے، وہ قائم رہے اور عام آدمی بدگمانی کے بعد بدزبانی کا گناہ نہ کرے۔

اسی طرح کی حقیقی اور خطرناک مداہنت اور منافقت وادی کشمیر میں نظر آئی ہے جہاں صوفی مشرب اہل سنت وجماعت کے بدخواہ وہابیوں نے بھی ایک صوفی جماعت تیار کی ہے اور بڑی چالاکی سے صوفی مشن کو بدنام کر رہے ہیں۔ ان کے عقائد ونظریات وہابیوں اور غیر مقلدین کے ہیں لیکن سادہ لوح سنی مسلمانوں کو گمراہی اور فریب میں رکھ کر اُن میں اپنی جگہ بنانے کے لیے ''صوفی'' کی حیثیت سے اپنے آپ کو پیش کرتے ہیں۔ ان کی کیا حقیقت ہے، گہرائی سے جائزہ لے کر نقاب کشائی کرنا ہوگی۔ اگر عالمی، قومی اور جماعتی مسائل میں الجھ کر ہم اِن بہروپیوں اور منافقوں سے غافل رہے تو مستقبل میں ایک نیا مسئلہ کھڑا ہوجائے گا۔ آنکھیں کھولے رکھنے اور چوکنا رہنے کی ضرورت ہے۔ ہم یک طرفہ دیکھنے، سننے، بولنے، لکھنے اور کرنے کے عادی ہوتے جارہے ہیں، ہمیں اپنی یہ روش بدلنا ہوگی کیوں کہ ہمارے اسلاف نے ہر طرف دیکھا ہے، اس لیے ہمیں صحیح اسلام ملا ہے لیکن ہم نے اپنی روایت نہیں بدلی تو صحیح اسلام اپنی نسل کو منتقل نہیں کر پائیں گے۔

دوسرا مسئلہ ہمارے سامنے محتاط اصطلاحی الفاظ کے استعمال کرنے، سیاسیانے اور جذباتی مفادات کے لیے بھنانے کا ہے، جیسے تصوف، جہاد، جہادی، مجاہد، صوفی، صوفیہ، انتہاپسندی، بنیاد پرستی، دقیانوسی اور معصوم وغیرہ۔ اِس طرح کے الفاظ واصطلاحات کو استعمال کرنے میں ہم بڑے غیر محتاط اور جلد باز ثابت ہوئے ہیں، وہی حال صلح کلیت کا بھی ہے۔ ہمیں کب جارحانہ لب ولہجہ اختیار کرنا ہے، اس کا خیال نہیں رکھتے اور کب انہی الفاظ کو اپنے حق میں گھما دینے کا ہنر دکھانا ہے، یہ ہماری ذہنیت اور مزاج وطبیعت پر منحصر ہے۔ یہ روش بھی خطرناک ہے جس میں تبدیلی کی ضرورت ہے۔ اِس تعلق سے بڑی پیاری اور تاریخی بات حضرت علامہ یٰسین اختر مصباحی صاحب نے فرمائی ہے کہ

”مغربی افریقہ کے ایک بہادر وجاں باز مسلم قبیلہ ”بَربَر“ نے ان یوروپی ممالک کی فوجی قوت وطاقت کے خلاف، نہایت بہادری و بے جگری کے ساتھ، محاذ آرائی کر کے جارِح وغاصِب دشمنوں کی ایک بڑی تعداد کو موت کے گھاٹ اتار دیا تھا۔ اپنے اِنتقامی جذبات سے مغلوب ہوکر یوروپی ممالک کے اَربابِ سیاست وصحافت اور ان کی پروپگنڈہ مشنری نے دنیا بھر میں:

تصوف وصوفیہ کو بدنام کرنے اور مسلم قبیلۂ بربر کو درندہ وخونخوار قبیلہ کی شکل میں پیش کرنے کے لئے اپنی تجوریوں کے دِہانے کھول دیے۔ تصوف تو اپنی روحانی توانائی کے ساتھ، آج بھی زندہ سلامت ہے۔ لیکن درندگی وخونخواری کی مثال بنا کر، رائج کی گئی ایک نئی اِصطلاح کا یہ مظلوم ”قبیلۂ بربر“ کہیں ”بربریت“ کہیں ”بربرتا“ کہیں ”بربر ازم“ کا آج تک، بری طرح، شکار ہے۔

اور المیہ، یہ ہے کہ مسلمان بھی اپنی تاریخی بے خبری کے نتیجے میں اس ”اِصطلاحی دہشت گردی“ کو قبول کر کے اپنے ہی مسلمان بھائیوں کی روح کو تڑپا رہے ہیں اور کسی فرد و جماعت کی جارِحیت و درندگی کو ”بربریت“ سے تعبیر کرتے چلے آرہے ہیں۔ یہ، وہ مسلسل ظلم عظیم ہے جس کا کسی کو اِحساس وشعور بھی نہیں ہو پارہا ہے۔“

اور سب سے بڑا مسئلہ دوسرے کی اصلاح کی فکر کا ہے۔ ہم اگر اپنی اصلاح کرلیں اور خود پہلے صوفی بن جائیں تو ممکن ہے کہ ہماری اصلاحی تحریر وتقریر، صوفیت کی آبرو بچانے کی کوشش میں من جانب اللہ کامیاب ہوگی۔ اِس تناظر میں عالمی حالات کا جائزہ لیں تو ہماری ایک ذمے داری یہ بنتی ہے کہ جہادی وہابیوں اور امریکہ واسرائیل نواز سعودی وہابی کے ذریعہ اسلام کو ”انتہا پسند، اور اعتدال پسند اسلام“ میں تقسیم کی جو حرکت ہوئی ہے، اس کی حقیقت کا پردہ چاک کرنے کے لیے متحد ہوکر کام کریں اور بروقت صحیح مشورہ دیں۔ بات ملاقات اور ایک دوسرے کو سمجھنے کی کوشش کریں۔

دشمن احمد پہ شدت کیجئے ملحدوں پہ کیا مروّت کیجئے

یہ شعر رُحَمَاءُ بَیْنَھُمْ کی اگلی کڑی اَشِدَّاءُ عَلَی الْکُفَّارِ کی تفسیر ہے۔ اسی کی دوسری تعبیر ہے ”وہابیوں کی نہ امامت قبول ہے، نہ قیادت قبول“ ظاہر ہے، گستاخانِ رسول، باغیان اسلام اور فاسدین زمانہ قدرتی طور سے شدت کیے جانے کے لائق ہیں کیوں کہ قرآن حکیم نے اِس کی نہ صرف اجازت دی ہے بلکہ ایک مومن کی یہ خوبی بتائی ہے کہ آپس میں بڑا نرم رویہ رکھنے والا لیکن کافر کے لیے نہایت گرم ہوتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ شدت اور سختی کے بغیر کافر اپنی کافرانہ حرکتوں سے باز نہیں آتے، اس لیے ان کی تادیب کی خاطر سختی ضروری ہے لیکن تشدد کی اجازت نہیں اور شدت اس شخص پر کی جاتی ہے جو متعین اور معلوم ہوتا ہے کہ یہی ظالم، گستاخ، فسادی اور فتنہ پرور ہے لیکن تشدد عام ہے جس میں ظالم اور مظلوم دونوں پر ہی سختی ہوجاتی ہے بلکہ ظالم محفوظ رہتے ہیں اور بے قصور ومظلوم انسان ہی اس کا شکار ہوتے ہیں اس لیے تشدد کسی بھی امن پسند سماج اور مذہب میں جائز نہیں اور مذہب اسلام نے اس کی کئی جہتوں سے تردید کی ہے اور بتایا ہے کہ انسانوں کے جان ومال کے تحفظ کی خاطر جو سخت قدم اٹھایا جائے، اسے شدت سے پیش آنا اور تادیبی کارروائی کہتے ہیں اور جو ذاتی اور نفسانی مفادات کے لیے کیا جائے، وہی تشدد ہے۔

دیکھئے کتنا فرق ہے شدت اور تشدد میں کہ شدت ضروری ہے متعین شخص، مُبَیَّن آبادی اور نشان زد سماج کے لیے تاکہ دوسرے انسان اس کے ظلم اور فتنہ وفساد سے محفوظ رہیں۔ یہ خدا کا حکم ہے اور ایمان والوں کی خوبی ہے، جب کہ تشدد ظلم اور فساد ہے کیوں کہ اس میں بے قصور بندے ظلم کا شکار ہوتے ہیں یا پھر ظالم کے ساتھ مظلوم بھی تشدد کی زد میں آجاتے ہیں اور یقین رکھئے کہ ”گیہوں کے ساتھ گھون“ ہمارے بنائے ہوئے نظام کے تحت پستا ہے، قدرت کا نظام اِس عیب سے پاک ہے کہ ظالم کے ساتھ مظلوم بھی شدت کا شکار ہوجائے۔ اس باریکی کو سمجھنے، شدت وتشدد کو بطور خاص اور تمام اِس طرح کے لفظوں کے استعمال میں احتیاط کی ضرورت ہے۔

عرب وخلیجی ممالک میں داعش اور طالبان وغیرہ جو بھی کررہے ہیں، وہ تشدد ہے جسے دہشت گردی کہتے ہیں اور کرنے والے خود کو مجاہد کہتے ہیں جب کہ اسلامی جہاد سے اس کا ذرہ برابر تعلق نہیں، جیسے ہندوستان میں بھگوا تنظیموں اور تحریکوں کی انتہا پسندانہ اور دہشت گردانہ حرکتوں کا ”دیش بھگتی“ سے کوئی تعلق نہیں۔

اس لیے شدت اور تشدد میں جو فرق نہ کرے، وہ بھی ظالم ہے کہ اس نے نظام قدرت اور احکام الٰہی کو بدنام کرنے کا ظلم کیا ہے۔ یہ دوسری بات ہوئی جس کا تعلق فکر وکردار کے انجام اور نتیجہ سے ہے۔

اب آپ ایک بات ایمان داری سے بتایئے کہ معیارِ سنت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری محدث بریلوی نے ”دشمن احمد پہ شدت“

کرنے اور ”ملحدوں سے مروت“ نہ کرنے کی جو بات کہی ہے، وہ اِس بات کے لیے کسی نرمی کی اجازت دیتی ہے؟ کہ مسلمانوں کے درمیان پیدا ہونے والی اب تک کی سب سے بدترین قوم ”وہابی“ پر شدید نظریاتی حملے کیے جائیں، ان کی تاریخی اور فکری حقیقت اور حیثیت بتائی جائے، خالص مذہبی مسائل میں ان کی امامت وقیادت سے سختی سے انکار کیا جائے لیکن قومی اور ملی مسائل میں ان کی قیادت تسلیم کرلی جائے؟ جب یہ ملحد ہیں تو مروّت کی گنجائش کہاں؟ جب وہ مقلد نہیں تو مقلدین کے ساتھ ان کی گنتی اور شمار کیوں؟ ہم نے تو ہندوستانی حالات کے تحت قومی وملی اجتماعی مسلم مسائل کے نام پر رخصت کا جائز حیلہ تلاش کرلیا ہے لیکن جس کی امامت نہیں، اس کی قیادت کا کیا مطلب؟

دراصل ہم نے امامت اور قیادت کے درمیان کی نسبت اور تاریخی توازن کو ذہن سے نکال دیا ہے۔ خلفائے راشدین، مسلم سلاطین اور حکمرانوں کی تاریخ اٹھا کر دیکھ لیں، شرعی امامت تو کسی غیر مسلم کی تسلیم ہی نہیں، البتہ قیادت کی کئی مثالیں غیر مسلموں کے لیے مل سکتی ہیں لیکن کسی گستاخ رسول، باغی اسلام اور حقیقی منافق کی قیادت کی مثال نہیں ملنے والی اور امامت کا تو سوال ہی نہیں ہوتا۔ ہاں! بوجہ مجبوری اور صحیح وقت کے انتظار میں خاموشی کی مثال ضرور مل جائے گی۔

ہندوستان میں ہماری مسجدوں اور صوفیوں کی درگاہوں پر قبضہ کرنے کی کوشش اور سبھی اوقاف پر قابض ہونے میں کامیاب وہابیوں سے کیا مروت جائز ہے؟ جنہوں نے نماز کا ادب واحترام چھین لیا، بزرگوں، ولیوں اور نبیوں کی حرمت وعظمت کی دشمنی میں مسلم سماج کو تقسیم کردیا۔ دیہی اور شہری زندگی کی فطری کیفیت اور نوعیت کے مطابق منصوبہ بند کے ساتھ مسلمانوں کے ایمان وعمل پر حملے کیے، تین رکعت وتر کو ایک رکعت اور بیس رکعت تراویح کو ۸ رکعت رواج دینے لگے۔ قرآن کریم کو رحل کی بجائے دونوں قدموں اور پنڈلیوں پر رکھ کے تلاوت کی راہ نکال دی، کرتا پاجامہ یا فل پائنٹ شرٹ کی جگہ ٹی شرٹ اور ہاف پینٹ (گھٹنوں سے تھوڑا نیچے تک) اور بغیر ٹوپی کے نماز پڑھنے کی گستاخیاں شروع کی۔ اسلام میں داڑھی نہیں، اِس خود ساختہ دلیل کا سہارا لے کر داڑھیاں ختم کرانے کی عملی تحریک شروع کی، یہاں تک کہ جس وہابی نے داڑھی میں اسلام دیکھ لیا، اس نے ناف کے نیچے تک داڑھی بڑھالی اور نماز میں ناف پر یا، ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے کی بجائے سینے پر باندھنے لگا۔

نمازی کے آگے سے گزرنا کتنا بڑا جرم ہے، رسول پاک ﷺ نے فرمایا کہ گزرنے والے کو معلوم ہو جائے تو برسوں کھڑا رہے لیکن حدیث، حدیث کی وکالت کرنے والے اہل حدیث نمازی کے آگے سے اس طرح گزرتے ہیں کہ پاگل بھی ایسی حرکت نہیں کرتا۔ گھروں میں عورتوں کی بابرکت محفل میلاد کو حرام کردیا لیکن گھریلو پارٹیوں میں عورتوں کا مردوں کے ساتھ اجتماع، اختلاط اور فوٹوگرافی کو حلال کردیا۔

یہ سب وہ نشانیاں اور حرکتیں ہیں جنھیں ہم اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہیں اور سنتے بھی ہیں یوم ولادت رسول منانا سخت حرام ہے لیکن ابن سعود کی پیدائش اور سعودی عرب کے تاسیس کا دن اور قومی تہوار لازم ہے۔ سماع رقص ابلیس ہے لیکن ابن سعود کی پیدائش اور سعودی عرب کی سالانہ تقریب میں مغربی ڈانس عربیت کے لیے لازم اور سعودی ہونے کی نشانی ہے۔ کلمہ طیبہ کی ضرب (خفی اور جلی) کلمہ کا مذاق ہے لیکن سعودی عرب کے فٹ پال، والی وال، سعودی پرچم، دفتری ڈِسک، ٹی شرٹ اور پٹی پر لکھوانا جائز وحلال اور لازم ہے۔

اِن وہابیوں نے دین کا مذاق بنا کر رکھ دیا ہے، نماز، روزہ، حج سب کی عظمت اور تقدس کو پامال کردیا، مسجد کے آداب کا مذاق اڑاتے ہیں۔ اولیاء اللہ یعنی اللہ والوں اور اللہ کے دوستوں کو غیر اللہ کہہ کر گالیاں دیتے اور گستاخیاں کرتے ہیں، نبی کو معصوم نہیں مانتے، اولیا کی قبروں کو چھوٹا بت اور پیغمبر اسلام کی قبر انور کو بڑا بت کہتے ہیں۔

کیا نہیں لکھا ہے، کہا ہے اور کرتے ہیں وہابی۔ مسلمانوں کی آبادی میں مسلمانوں کی شکل میں تاریخ کی سب سے بدترین قوم کوئی ہے تو یہی وہابی، اہل حدیث، غیر مقلد سلفی ہیں اور جو بھی اُن کے ہم نوا ہیں، ان کو یا اُن کے بانی پیشوا محمد ابن عبدالوہاب نجدی کو صالح، مصلح اور مسلمان تسلیم کرتے ہیں، وہ بھی انہی میں سے ہیں۔ ابن الوقتی اور منافقت کے تحت گرگٹ کی طرح رنگ بدلتے رہتے ہیں۔

اِن سب کے باوجود، اہل سنت وجماعت کا کوئی بے باک سنی یہ کہتا ہے کہ ایسے گستاخوں کی نہ امامت قبول ہے، نہ قیادت قبول ہے تو کیا غلط کرتا ہے اور کیا غلط کہتا ہے؟ آخر ہمارے بزرگوں نے بھی تو یہی تعلیم دی ہے اور یہی کہا ہے اور لکھا ہے! دوہری پالیسی تو ہمارے بزرگوں کی پہچان نہیں اور حالات زمانہ کی رعایت فروعی عملی مسائل میں ہوتی رہی

ہے، اعتقادی مسائل میں کسی طرح کا سمجھوتہ کوئی نہیں دِکھا سکتا پھر یہ کہ رسول پاک کے گستاخوں اور بدمذہب وہابیوں کے ساتھ معاملاتی رویہ رکھنے کا طریقہ مختلف بھی ہوسکتا ہے اور مشترک ملی مسائل کے لیے متحد ہونے کا طریقہ بھی الگ ہوسکتا ہے، کسی کا سخت اور کسی کا نرم رویہ۔ کسی بھی طرح کی بات ملاقات میں سخت رویہ ہے تو اعلیٰ حضرت کی سنت اور نرم رویہ ہے تو گلابی سنی کی پہچان۔ اب آج کے ماحول میں جو مسلمان اپنی مذہبی شناخت اور تصلب کے ساتھ یہ اعلان کرتا ہے کہ 'وہابیوں کی نہ امامت قبول ہے نہ قیادت قبول' اور دوسرا مسلمان کہتا ہے کہ یہ سماج کو تقسیم کرنے کا طریقہ اور حالات سے ناواقف ہونے کا نتیجہ ہے تو کون اِن میں سے اعلیٰ حضرت کی سنت پر عمل کرتا ہے اور کون اعلیٰ حضرت کی سنت سے انحراف کرکے مسلک اعلیٰ حضرت سے بغاوت کی راہ دِکھا رہا ہے؟ فیصلہ ضروری ہے اور دونوں میں جو بھی اپنی کسی ذاتی، سیاسی اور سماجی مصلحت کے نام پر مداہنت سے کام لیتا ہے، اس کی تحقیق اور تادیب بھی ضروری ہے۔

''امامت وقیادت قبول'' نہ کرنے کو ملت کی تقسیم کا سبب قرار دینا بھی عجیب لگتا ہے۔ ہمارے اکابر علمائے اہل سنت نے ہمیشہ یہی لکھا ہے اور حکم دیا ہے کہ بدعقیدوں، بدمذہبوں، وہابیوں اور پیغمبر اسلام کے گستاخوں کے پیچھے نماز نہیں ہوگی۔ اِس کا مطلب تو یہی ہوا کہ وہابیوں، گستاخوں اور بدعقیدوں کی امامت قبول نہیں؟ رہی بات قیادت کو قبول نہ کرنے کی تو گزشتہ ۶۵ سالوں کی تاریخ اٹھا کر دیکھ لیں کہ اِن وہابیوں نے اوقاف کی مساجد، اوقاف بورڈ، حج کمیٹی، مسلمانوں سے متعلق سبھی سرکاری محکموں اور شعبوں پر قبضہ کیا ہے اور قیادت کے ساتھ امامت کے منصب پر بھی بیٹھ چکے ہیں بلکہ قیادت کے ساتھ امامت بھی کررہے ہیں۔

یہ کہتے ہیں کہ اسلام خطرے میں ہے، متحد ہوجاؤ! ہم متحد ہوجاتے ہیں اور جب بھی ان کی قیادت میں ہم متحد ہوئے تو ہماری اقتدا کا فائدہ اٹھا کر انہوں نے اپنی فکر ہم پر ہی مسلط کردی، سرکاری تحفظات اور مراعات کا سہارا لے کر اپنی وہابی آئیڈیالوجی کو خوب پروان چڑھایا، ہمارے بزرگوں کے آستانوں پر بیٹھ گئے، جہاں جانے کو شرک اور حرام کہتے ہیں۔ اس کے بعد صوفی مشرب سنی مسلمانوں کے ذریعہ وقف کردہ اوقاف کی سرکاری زمینوں پر اپنی دعوتی اور تربیتی عمارتیں بنوالی ہیں، حج کے دنوں میں اپنے عقائد کی کتابوں کی تقسیم وترویج لازم کردی اور ہمارے عقائد کی کتابوں پر پابندی لگوادی، ہر جگہ وہابی عقائد کے امام منتخب کردِیے اور سنی مسلمان انہی کے پیچھے نماز پڑھنے پر مجبور ہوگئے۔ حیدرآباد، دہلی، ممبئی، کلکتہ، ہر بڑے شہر کی قدیم تاریخی اور شاہی مسجدوں میں ان کے امام منتخب ہونے لگے۔

اب بتایئے کہ ہماری ذاتی زمین پر کوئی ظالمانہ اور غاصبانہ طریقے سے قبضہ کرتا ہے تو ہم قانونی اور سماجی ہر طریقے سے لڑائی لڑتے ہیں، مقدمہ بازی کرتے ہیں اور اپنا حق حاصل کرنے کا ہر حیلہ اور طریقہ اپناتے ہیں تو پھر ہندوستان میں سنی مسلمانوں کی مساجد، مقابر، مناصب اور حقوق پر وہابیوں نے غاصبانہ طریقے سے قبضہ کرلیا ہے تو کون آئے گا ہماری لڑائی لڑنے؟ ہمیں کو لڑنا ہے اور تیاری اور منصوبہ بندی کے ساتھ لڑنا ہے۔ یاد رکھئے کہ ظلم اور غصب وتسلط کے خلاف آواز بلند کرنے میں جتنی تاخیر ہوتی ہے، اتنی ہی زیادہ قربانی دینی پڑتی ہے۔ اب وقت آگیا ہے قربانی دینے کا، کیوں کہ وہابیوں اور بدعقیدوں کے عناد وغصب اور تعصب وتنگ نظری کے خلاف ہماری خاموشی کے دن کئی دہائیوں پر محیط ہیں۔ آج ایک بے باک سنی نے قربانی دینے کی ٹھان لی ہے تو ہماری ذمے داری کیا یہی بنتی ہے کہ ''ملت کو تقسیم کرنے کا وہابی جگاڑ'' اور ''انٹرنیشنل یہودی سازش'' کی دہائی دے کر اپنے بھائی کے بڑھتے قدم روکنے کی کوشش کریں؟ طریقۂ کار میں اختلاف ہوسکتا ہے، اس کا یہ مطلب نہیں کہ اس کی مخالفت کرکے اپنی قوم اور ملت کے نقصان کا گناہ کیا جائے۔

ہمیں معلوم ہونا چاہیے کہ اِن وہابیوں نے اس سے بھی خطرناک اور بھیانک جرائم کیے ہیں۔ عرب ویورپ کے ملکوں میں صوفی اور تصوف کے نام پر جب کوئی سمپوزیم، سیمینار، کانفرنس ہوتی ہے تو یہی لوگ نقشبندی، صابری، چشتی اور مجددی شیخ اور صوفی بن کر شریک ہوتے ہیں۔ بتایئے کہ اب تک انہوں نے صوفی مشرب سنی بن کر اور مذہبی منافقت کرکے تصوف کو بیچنے کا کام نہیں کیا ہے؟ شیعوں کے مقابلے میں سنی بننے کا حیلہ نہیں اپنایا ہے؟ یہی جعلی صوفی جب سعودی عرب جاتے ہیں تو پکا وہابی ہوجاتے ہیں۔ یہ صوفیت اور سنیت کی خرید وفروخت نہیں ہے؟ اِن جعلی صوفیوں اور نقلی سنیوں کے چہرے سے منافقت کا پردہ ہٹانے کے لیے ہمارا کوئی سنی بھائی حکومت کی حمایت سے عالمی پیمانے پر صحیح اور حقیقی صوفیت اور سنیت کی پہچان کرانے کی ہمت کرتا ہے تو ہم آپے سے باہر ہوجاتے ہیں اور مخالفت شروع

کر دیتے ہیں کہ یہ تصوف اور صوفیت کی تجارت ہو رہی ہے۔

مقصد سامنے ہے اور ہم تاریخ کے دوراہے پر خود بھی کھڑے ہیں پھر بھی فروعی اختلاف کی وجہ سے پورے صوفی سنی اقدام کی مخالفت پر اتر آتے ہیں۔ یہ ہمارا طریقہ نہیں۔ یہ اُن کا طریقہ ہے جن کی پول کھلنے والی ہے اور جن کے چہرے سے نقاب اترنے والا ہے۔

کیا عالمی حالات کے تناظر میں اختیار کی گئی حکمت عملی کے تحت ہو رہی پیش قدمی کے نتائج کا ہمیں احساس نہیں کہ جب ہمارے ہندوستان کی راجدھانی میں ان ملکوں کے صوفیہ اور مشائخ ایک ساتھ جمع ہوں گے جہاں ہندوستان کے وہابی دیوبندی مولوی، صوفی، سنی اور نقشبندی، صابری چشتی شیخ بن کر جاتے ہیں۔ اس وقت جب سبھی ہوں گے اور یہ بہروپیے نہیں ہوں گے تو میڈیا میں، عوام وخواص میں اور سبھی بیرونی علما ومشائخ میں یہی پیغام جائے گا کہ صحیح اور حقیقی صوفی مشرب سنی مشائخ یہی لوگ ہیں اور جو لوگ اپنے کو صوفی سنی کہلاتے ہیں، وہ جعلی اور نقلی صوفی ہیں تو پھر ان کی حقیقت کھل جائے گی اور ہم اِس حد تک اپنے مقصد کے قریب ضرور ہو جائیں گے کہ سنی کون ہے، وہابی کون ہے۔ دیوبندی کون ہوتے ہیں اور سنی کون ہوتے ہیں، اِس تاریخی حقیقت سے قوم بھی واقف ہو جائے گی۔ یہ لوگ جب صوفیوں سنیوں کے اس عالمی اجتماع میں نہیں ہوں گے تو یہ بھی صاف ہو جائے گا کہ سوادِ اعظم اہل سنت وجماعت کے نمائندے کون ہیں پھر بڑی خاموشی سے ہندوستانی مسلمان بھی دیکھ لیں گے اور محسوس کر لیں گے کہ حقیقی اور جعلی صوفی سنی میں فرق کیا ہوتا ہے۔

ایک اہم فائدہ تو بہر حال یہ بھی ہونا ہے کہ اہل تصوف کی افرادی قوت، شخصیاتی اجتماع، امن پسندوں کی کثرت، صحیح اسلامی نمائندوں کی وحدت اور عالم گیر حیثیت کا مظاہرہ ضرور ہوگا۔

ہم سنی صحیح العقیدہ اور خوش فکر مسلمان ہیں، سوادِ اعظم اہل سنت وجماعت کے ہم ہی نمائندے اور ترجمان ہیں۔ وہابی دیوبندی اہل حدیث غیر مقلد، قادیانی سب دائرۂ اسلام اور دائرۂ اہل سنت سے خارج ہیں۔ البتہ یہ سب بنام مسلم پہچانے جاتے ہیں۔ ان سب کو گزشتہ سو سال میں سب سے زیادہ جس شخصیت اور فقیہ ومفتی سے نقصان پہنچا ہے، وہ ہمارے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری ہیں، اس لیے ان بدمذہبوں نے ہمیں بڑی چالاکی سے ''بریلوی'' نام دے دیا۔ حسن اتفاق کہ یہ نام ان کو دیا گیا جو صحیح معنوں میں مسلمان اور سنی صوفی ہیں، اسی لیے ہم نے اعلیٰ حضرت کی عقیدت میں قبول بھی کرایا لیکن نتیجہ غلط نکلا کہ وہابی دیوبندی خود کو اہل سنت اور ہم کو بریلوی کہنے لگے۔ یہاں بھی ہماری حقانیت اور حقیقت چھپائی نہیں جاسکتی کہ ہماری ایک الگ طبقہ شناخت کرانے کی وہابیوں نے جو منصوبہ بندی کی تھی، وہ بری طرح فیل ہو رہی ہے اور پھر ایک دوسری حقیقت دنیا دیکھ رہی ہے کہ بریلوی وہی ہیں جو سچے پکے صوفی مسلمان مشرب سنی مسلمان ہیں۔

اِس کے باوجود اِس وقت جماعت اہل سنت کے ہمارے بہت سے حضرات اسلام کی دعوت، اہل سنت کی خیر خواہی، بددینوں کی بدخواہی اور گستاخ وہابیوں کی تردید وتکفیر کا میدان چھوڑ کر داخلی جنگ اور فتویٰ بازی میں مصروف ومگن ہیں اور لاکھوں مخلص اور جماعتی ہمدرد سنی نوجوانوں پر شکنجہ کسنا چاہتے ہیں کہ فلاں آرہا ہے، دور ہو جاؤ!

حالاں کہ ہماری پہچان یہ رہی ہے کہ جو بھی سنی مفادات کے لیے کام کرتا ہے، ہم اس کی حمایت کرتے اور ساتھ دیتے ہیں اور، دیتے رہیں گے۔ کون آرہا ہے اور کون جا رہا ہے، ہم یہ نہیں دیکھتے، ہم یہ دیکھتے ہیں کہ کون کراتا ہے اور کس مقصد کے تحت کرا رہا ہے۔ اب ایسے میں کوئی ایسا شخص آرہا ہے جس پر کئی قسم کے فتویٰ دِیے گئے ہیں تو ہم اپنی ہمیشہ کی دیرینہ دوستی، ہمدردی کے سابقہ تعلقات ختم کر دیں اور حمایت وتعاون سے دست بردار ہو جائیں؟

ہم ایک بات جانتے ہیں کہ کوئی آئے، کوئی جائے، ہم آپس کی دوستی میں دراڑ نہیں آنے دیں گے۔ آپسی تعاون اور باہمی امداد وہمدردی کا رشتہ ہم نہیں توڑنے والے۔ اِس کو آپ کو جرم کہیں تو کہتے رہیں۔

ایک خاص بات ہمیں یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ فرضی اندیشوں نے ہمارا بڑا نقصان کیا ہے اور ہمارے کان کا کچا ہونا بھی خطرناک ثابت ہوا ہے۔ وقت پر خاموشی اور بے وقت ہماری احتجاجی روِش نے بھی ہمیں انتشار، بدگمانی اور غلط فہمی کی کھائی میں ڈھکیلا ہے۔ اسی طرح صرف دوسروں کی اصلاح کی فکر وتدبیر میں ہم خود کو بھول جاتے ہیں۔ یہی بھول ہماری سب سے بڑی بھول ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنے سچوں کے ساتھ قائم رکھے۔ (آمین)

☆☆☆

z.barkati@gmail.com

انوار قرآن — راہ عمل

سات سات کی آغوش میں

محمد علی قاضی مصباحی☆

عربی واسلامی نصاب کی مشہورِ زمانہ کتاب قلیوبی میں بزرگوں نے فرمایا ہے کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے سات باتوں کو سات باتوں میں چھپا رکھا ہے:

(۱) اللہ تعالیٰ نے اپنی رضا وخوشنودی اپنی اطاعات میں سے کسی اطاعت میں چھپا رکھا ہے تا کہ لوگ اسے پانے کی جستجو میں ہر اطاعت کی بجا آوری کریں۔ اللہ تعالیٰ بڑی سے بڑی نیکی پر کچھ نہ دے مگر کسی قلیل عمل خیر پر بہت کچھ عطا کر دے، یہ اس کی قدرت ورحمت کے فیصلے ہیں۔ ہوسکتا ہے کہ ایک آدمی زندگی بھر راہ خدا میں جہاد کرے کچھ نہ پائے مگر دوسرا ایک گنہگار راستہ سے کانٹا ہٹا کر انعامِ ربانی وعنایتِ رحمانی کا حقدار ہو جائے۔ اس کی مثالیں کتابوں میں بھری پڑی ہیں۔

شب قدر کی مختصر عبادت کو اللہ تعالیٰ نے گذشتہ امتوں کی ہزار مہینوں کی عبادات سے بہتر قرار دیا۔ ارشاد ہوتا ہے: لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ ۔ یہ سب اس کے کرم کے فیصلے اور اس کی نوازش کے انداز ہیں۔ اسی طرح رب تعالیٰ نے كَمْ مِنْ فِئَةٍ قَلِيْلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيْرَةً بِاِذْنِ اللّٰهِ۔ (البقرہ ۲۴۹) کہہ کر بتلایا کہ وہ چاہے تو بظاہر قلیل وکمزور کو کثیر وطاقتور پر غلبہ عطا کر دے۔

بندے کو چاہیے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی ہر چھوٹی بڑی اطاعت کی فرمانبرداری میں لگا رہے اور اپنی کسی اطاعت پر فخر نہ کرے بلکہ رب کی رحمت سے آس لگائے رہے۔ وہ کب، کیسے اور کس بات پر نوازے گا بتایا نہیں جا سکتا ہے۔ ذَالِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاءُ۔

(۲) اللہ تعالیٰ نے اپنی ناراضگی کو معاصی میں سے کسی ایک معصیت میں چھپا رکھا ہے تا کہ لوگ اس کی ناراضگی سے بچنے کے لئے اس کی ہر نافرمانی سے اجتناب کریں۔ بڑے بڑے گناہوں کو اللہ رحیم وکریم چشم زدن میں معاف کر دے اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ ایک چھوٹی سی معصیت پر بندے کو (بقول شاعر لمحوں نے خطا کی تھی صدیوں نے سزا پائی) لمبی اور بڑی سزا دیدے۔ بزرگوں کی زندگیوں کا مطالعہ کرنے والے جانتے ہیں کہ چھوٹے سے چھوٹے گناہ کو بھی وہ ہرگز کبھی معمولی اور چھوٹا نہیں سمجھتے ہیں اس لئے اُس کے ارتکاب سے بھی وہ ایسے ہی پرہیز کرتے ہیں جس طرح کبیرہ گناہ کے ارتکاب سے نفرت ونفور اختیار کرتے ہیں۔ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے کوفہ میں ایک بکری گم ہو جانے پر سات سال تک بکری کے گوشت سے پرہیز کیا، صرف اس لئے کہ جو گوشت وہ کھائیں کہیں اُسی گم شدہ بکری کا نہ ہو۔

(۳) اللہ تعالیٰ نے شب قدر کو رمضان میں چھپا رکھا ہے تا کہ لوگ اسے پانے کی فکر میں پورے رمضان کی راتیں جاگ کر اس کی عبادت کریں۔ بلاشبہ جمہور ائمہء اسلام نے، علمائے کرام نے اور اکابر اولیائے امت نے شب قدر کی تعیین پر بڑی مدلل، علمی اور پر مغز گفتگو فرمائی ہے۔ سید المفسرین حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ وہ رمضان المبارک کی ستائیسویں رات ہے۔ اسی لئے اس پر اکثر کا عمل بھی ہے جس سے انکار نہیں کیا جا سکتا ہے۔ چونکہ صراحۃً کسی حدیث میں تاریخ متعین نہیں فرمائی گئی ہے اس لئے صحابہ وعلما نے اپنے علم کے اعتبار سے مختلف تاریخیں بیان فرمائی ہیں۔

ہمارے آقا مدنی تاجدار ﷺ کے فرمانِ عالی شان کا مفہوم ہے کہ شب قدر کو رمضان کے عشرۂ اخیر کی طاق راتوں میں تلاش کرو۔ اس لئے عبادت گذار بندے رمضان میں صرف ایک طاق رات کا اہتمام نہیں کرتے بلکہ وہ ہر طاق رات میں اپنے قلوب کو طاعات وعبادات سے منور وروشن کرتے ہیں اور اپنی پیشانیوں کو سجدوں سے آراستہ کرتے ہیں کہ ہلکی سے غفلت کی وجہ سے کہیں وہ شب قدر کی نعمت عظیمہ ودولت بے بہا سے محروم نہ رہ جائیں۔

(۴) اللہ تعالیٰ نے اپنا اسم اعظم اپنے تمام اسماء میں چھپا رکھا ہے تا کہ لوگ اسے پانے کے لئے اللہ تعالیٰ کے تمام اسماء حسنیٰ کے

ساتھ اس کی بارگاہ میں دعا کریں۔ اللہ تعالیٰ کے اسماء بہت ہیں اس کا ارشاد ہے: وَلِلّٰهِ الْاَسْمَاءُ الْحُسْنٰى فَادْعُوْهُ بِهَا۔
(الاعراف ۷ آیت ۱۸۰)

یعنی اللہ ہی کے ہیں بہت اچھے نام تو اُسے اُن سے پکارو۔ ابوجہل نے کہا تھا کہ محمد (مصطفیٰ ﷺ) کا دعویٰ تو یہ ہے کہ وہ ایک پروردگار کی عبادت کرتے ہیں پھر وہ اللہ اور رحمٰن دو کو کیوں پکارتے ہیں؟ اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور جاہل بے خرد کو بتایا گیا کہ معبود تو ایک ہی ہے نام اس کے بہت ہیں۔ اُسے کسی نام سے یاد کیا جاسکتا ہے مگر اس کے کچھ نام تاثیر کے اعتبار سے عجیب و غریب طاقت رکھتے ہیں۔ امام جزری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میرے نزدیک اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ اسم اعظم ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کا وہ اسم اعظم ہے جس کے ساتھ جو بھی دعا کی جائے اللہ تعالیٰ اس کو قبول کرتا ہے اور اس کے ساتھ جو بھی اللہ سے سوال کیا جائے اللہ تعالیٰ اس کو پورا کردیتا ہے (پاکستانی پنج سورہ ص ۳۱۶)

بہرکیف اسم اعظم کو اللہ نے اپنے اسماء مبارکہ میں چھپا رکھا ہے تاکہ بندے اس کے تمام اسماء کو یاد کریں، ہر نام سے اُسے پکاریں اور اس طرح سے اس کے اسم اعظم کی تلاش میں رہیں۔

(۵) اللہ تعالیٰ نے اپنے اولیائے کرام کو اپنی مخلوق میں چھپا رکھا ہے تاکہ لوگ کسی بھی ولی کی توہین وتحقیر نہ کریں اور ان کی دعاؤں کی برکت سے اپنے مقاصد کے حصول کے لئے ان میں سے ہر ایک کے ذریعے دعا کریں۔ کہتے ہیں: ولی را ولی می شناسد، ظاہر ہے کہ کوئی اہل نظر ہی کسی اہل نظر کو پہچان سکتا ہے۔ جو خود تہی دست وتنگ دامن، ہو، وہ کیسے کسی صاحب دست فراخ و وسیع دامن کی کشادہ دستی و فراخی دلی کا اندازہ لگا سکتا ہے؟ اللہ کے محبوب بندے بھی عام بندگان خدا کے درمیان ہی ہوتے ہیں مگر وہ اپنے کو مخفی و روپوش رکھتے ہیں تاکہ لوگ انہیں پہچان نہ سکیں اور اس طرح وہ انہیں پریشان نہ کرسکیں۔ اولیاء اللہ کو معرفت وقرب الٰہی کا ایک خاص درجہ ملا ہوتا ہے۔ اکثر شریعت کے مطابق ریاضت وعبادت کرنے کے بعد انہیں ولایت کا درجہ ملتا ہے اور کبھی ابتداء بلا ریاضت ومجاہدہ کے بھی مل جاتا ہے۔ جب وہ دعا کے لئے ہاتھ اٹھاتے ہیں ان کی دعا قبول ہوجاتی ہے اور جب وہ کسی سے خفا ہوجاتے ہیں زمانہ بھی اُس شخص سے روٹھ جاتا ہے۔ ان کی زندگی کا واحد مقصد خدا کو راضی کرنا اور مخلوق خدا کی خدمت کرنا ہوتا ہے۔ اس لئے ہمیں چاہیے کہ ہم ہر ولی خدا کی تعظیم وتکریم کریں، ان کی دعاؤں سے فیض حاصل کریں اور ہمیشہ ان کی ناراضگی سے بچتے رہیں۔

(۶) اللہ تعالیٰ نے قبولیت دعا کی گھڑی روز جمعہ میں چھپا رکھی ہے تاکہ لوگ جمعہ کی تمام گھڑیوں میں دعا کرتے رہیں۔ جمعہ کا دن ہو کہ جمعہ کی شب دونوں ہی مبارک ومسعود ہیں۔ جمعہ کو سید الایام کہا گیا ہے اور حق یہ ہے کہ جمعہ کا دن روز عید وروز بقرعید سے بھی بڑھ کر ہے۔ اس دن پروردگار اپنے بندوں پر خصوصی نوازش کرتا ہے، حضور ﷺ نے بھی ارشاد فرمایا ہے کہ جمعہ کے دن مجھ پر کثرت سے درود شریف پڑھا کرو تمہارا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے۔ اس پورے یوم کامل میں ایک ساعت اللہ نے ایسی رکھی ہے کہ اس وقت بندے کی دعا ضرور قبول ہوجاتی ہے۔ خصوصاً امام کے خطبے کے لئے بیٹھنے سے لے کر ختم نماز تک۔ ہمیں پوری کوشش کرنی چاہیے کہ جمعہ کا کوئی بھی وقت دعا سے خالی نہ رہے۔ نامعلوم کب اور کس گھڑی کی دعا قبول ہوجائے۔

(۷) اللہ تعالیٰ نے صلوٰۃ الوسطیٰ (درمیانی نماز) کو پانچوں نمازوں میں چھپا رکھا ہے تاکہ لوگ ساری نمازوں کی نگرانی کریں۔ (القلیوبی)

ارشاد ہوتا ہے: حَافِظُوْا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَ الصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى۔ (البقرہ آیت ۲۳۸) یعنی پانچوں نمازوں کی نگرانی کرو خصوصاً درمیان والی نماز۔ اس سے مراد جمہور صحابہ اور امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہم کے نزدیک نماز عصر ہے مگر درمیان والی نماز فجر بھی ہوسکتی ہے اور مغرب بھی ہوسکتی ہے یا کوئی اور نماز بھی ہوسکتی ہے۔ رب قدیر ہمیں سب نمازوں کی پابندی کی توفیق رفیق عطا کرے۔

☆ نوری فاؤنڈیشن بنگلور Cell.9448063144

انوار حدیث

فتنۂ وہابیت کی حقیقت۔ ماضی اور حال

محمد صلاح الدین رضوی ☆

دنیا میں آج تک وہابی فتنہ سے بڑھ کر کوئی دوسرا فتنہ ظہور پذیر نہ ہوا کیوں کہ اسلامی لباس، کلمہ اور قرآن وحدیث کی آڑ میں جتنا اُس نے اسلام وسنیت کو نقصان پہنچایا ہے، اتنا کسی اور سے سننے میں بھی نہیں آیا۔ اس فتنے کی زد میں وہی انسان آسکتا ہے جو، انتہائی غافل ولاپرواہ، فکر وشعور سے خالی اور اندھی تقلید کا حامل ہو، ورنہ آقائے دوجہاں ﷺ نے اس کی اتنی واضح نشانیاں بیان فرمادی ہیں کہ جن کو جان لینے کے بعد اس سے کمال نفرت کا پیدا ہوجانا یقینی ہوجاتا ہے۔

حدیث شریف میں ہے:

ایک دن آقائے دوجہاں ﷺ نے شام ویمن کے لیے دعا فرمائی کہ اے اللہ! ہمارے شام ویمن میں برکت نازل فرما۔ وہاں نجد کے بھی کچھ لوگ موجود تھے انھوں نے عرض کیا یارسول اللہ! ہمارے نجد میں برکت کے لیے بھی دعا فرمادیں تو پھر حضور نے شام ویمن ہی کے لیے دعا فرمائی۔ نجد کے لوگوں نے دوبارہ درخواست کی یارسول اللہ! ہمارے نجد میں بھی برکت کی دعا فرمادیں تو پھر سرکار نے وہی دعا فرمائی یہاں تک کہ تیسری بار نجد والوں کی اس درخواست پر سرکار نے فرمایا

”میں نجد کے لیے دعا کیسے کروں؟ وہ تو زلزلوں اور فتنوں کی جگہ ہے اور وہاں سے شیطانی گروہ نکلے گا۔“

(مشکوۃ باب ذکر الیمن والشام)

معلوم ہوا کہ نجد پر ہمیشہ کے لیے بدبختی کی مہر لگ چکی تھی اس لیے سرکار نے اسے دعائے خیر سے محروم رکھا۔ اس حدیث پاک میں جس فتنے سے لوگوں کو خبردار کیا گیا ہے یقیناً وہ محمد بن عبدالوہاب نجدی ہی کی شکل میں ۱۱۱۵ھ میں پیدا ہوا کہ اس کا تعلق نجد میں واقع قبیلۂ بنو حنیفہ سے تھا۔ مولوی مسعود عالم ندوی رقم طراز ہیں:

”شیخ الاسلام (محمد بن عبدالوہاب) کی جائے پیدائش عینیہ اور دعوت کا مرکز دونوں اسی وادی (بنوحنیفہ) میں واقع ہے۔“

(حاشیہ کتاب محمد بن عبدالوہاب، ص ۱۶)

اور یہ وہی قبیلہ ہے، جس کو سرکار دوجہاں ﷺ ہمیشہ ناپسند فرماتے رہے۔ ترمذی شریف میں ہے: حضرت عمران بن حصین سے روایت ہے کہ حضور سید المرسلین ﷺ تین قبیلوں کو تاحیات ناپسند فرماتے رہے ایک ثقیف، دوسرا بنوحنیفہ اور تیسرا بنوامیہ۔

حضرت ابوسعید خدری سے روایت ہے: نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ پورب کی جانب سے کچھ ایسے لوگ ظاہر ہوں گے جو قرآن پڑھیں گے لیکن وہ ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا، وہ دین سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے (کترا کر) نکل جاتا ہے پھر وہ کبھی دین میں داخل نہ ہوں گے یہاں تک کہ تیر اپنی جگہ واپس آجائے۔ صحابۂ کرام نے عرض کیا یارسول اللہ ان کی پہچان کیا ہوگی؟ فرمایا سر منڈانا۔ (صحیح بخاری، ج۲، باب قراءۃ الفاجر والمنافق)

اس حدیث پاک میں باطل فرقے کی بتائی ہوئی نشانیاں پورے طور سے وہابیوں پر صادق آتی ہیں کہ ان کے سب سے بڑے پیشوا محمد بن عبدالوہاب کا وطن ”نجد“ مدینہ شریف سے بالکل مشرق کی سمت پر واقع ہے اور اس کے ماننے والوں میں ہی سر منڈانے کا رواج بھی بہت عام ہے جیسا کہ فتوحات اسلامیہ میں ہے:

”حضور سید المرسلین ﷺ نے جو سر منڈانے کو باطل گروہ کی نشانی بتائی ہے تو یہ نجدی گروہ کے حق میں بالکل صراحت ہے کیوں کہ یہی لوگ اپنے متبعین کو سر منڈانے کی تلقین کرتے ہیں اور یہ نشانی خوارج وگزشتہ بددین فرقوں میں سے کسی بھی فرقہ میں موجود نہ تھی، یہ شعار صرف اسی فرقہ کا ہے۔“ (ص ۲۲۸، ج۲)

حضرت عبداللہ بن عباس سے روایت ہے:

حضور سید المرسلین ﷺ نے (باطل فرقے کی شناخت کراتے ہوئے) فرمایا وہ دین سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے نکل جاتا ہے۔ وہ مسلمانوں کو قتل کریں گے اور کافروں کو چھوڑ دیں گے۔ اگر میں ان کا زمانہ پاؤں تو انھیں ایسے ہلاک کروں جیسے قوم عاد ہلاک

ہوئی۔(صحیح بخاری جلد۱، کتاب الانبیاء، ص۴۷۲)

مسلمانوں کو قتل کرنے اور کافروں کو چھوڑ دینے والی نشانی بھی اسی گروہ میں پائی جاتی ہے۔علامہ شامی رقم طراز ہیں:

"جیسے کہ ہمارے زمانے میں محمد بن عبدالوہاب کے ماننے والوں کا حال ہوا کہ ان لوگوں نے نجد سے نکل کر حرمین شریفین پر غلبہ حاصل کرلیا، وہ اپنے کو حنبلی کہتے تھے لیکن ان کا عقیدہ تھا کہ صرف ہم ہی مسلمان ہیں۔ جو لوگ ہمارے عقائد کے خلاف ہیں وہ مشرک ہیں، اس لیے انھوں نے اہل سنت وجماعت کے قتل کو جائز سمجھا یہاں تک کہ ان کے علما کو بھی قتل کیا۔" (ردالمحتار، ج۳، باب البغاۃ)

مولانا محمد علی جوہر نے حجاز مقدس سے واپس ہوکر اپنا چشم دید واقعہ اس طرح بیان کیا:

"میں خدا کے گھر میں بیٹھا ہوں اور اس کو حاضر وناظر جان کر کہتا ہوں نہ مجھے ابن مسعود سے ذاتی عداوت ہے نہ میری مخالفت ذاتی غرض پر ہے۔ جو کچھ میں نے دیکھا ہے وہی کہوں گا اور صاف صاف کہوں گا خواہ اس سے کوئی جماعت خوش ہو یا ناخوش۔

"نجد اور نجدیوں کا یہی کارنامہ ہے کہ مسلمانوں اور صرف مسلمانوں کے خون میں ان کے ہاتھ رنگے ہیں۔"

(مقالات محمد علی، ج۱، ص۴۷)

جب ہندوستان میں یہ خبر پھیلی کہ وہابیوں نے مدینہ منورہ پر حملہ کردیا ہے جس سے وہاں کے متبرک مقامات کو سخت نقصانات پہنچے ہیں تو ہندوستان کی خلافت کمیٹی نے حالات کا جائزہ لینے کے لیے چند افراد پر مشتمل اپنا ایک وفد وہاں بھیجا تھا جس کی رپورٹ میں ہے:

"مدینہ منورہ کے ایک اجتماع میں نجد کے قاضی نے علمائے مدینہ کو مخاطب کرکے کہا ہے کہ اے حجازیو!

تم ہامان وفرعون سے بھی بڑھ کر کافر ہو۔ ہم تمہارے ساتھ اسی طرح قتال کریں گے جس طرح کافروں کے ساتھ کیا جاتا ہے۔ تم امیر حمزہ اور عبدالقادر کے پجاری ہو۔" (رپورٹ خلافت کمیٹی، ص۸۵)

اس میں یہ بھی ہے: "ملک گیری کے لیے جو آلہ قوم نجد کے پاس ہے وہ یہی ہے کہ انھیں ایک صدی سے زیادہ سے یہی سکھایا گیا ہے کہ ان کے علاوہ سب مسلمان مشرک ہیں۔ اور نجدیوں کی گزشتہ صدی کی تاریخ بھی یہی بتاتی ہے کہ ان کے ہاتھ کفار کے خون سے کبھی نہیں رنگے۔ جس قدر بھی خوں ریزی انہوں نے کی ہے، وہ صرف مسلمانوں کی کی ہے۔" (ایضاً ص۱۰۵)

آج بھی ان کا یہی حال ہے کہ اسلام وکفر کی جنگ میں مسلمانوں کا ساتھ دینے کی بجائے ہمیشہ امریکہ وبرطانیہ ہی کا ساتھ دے کر اپنی غلامی کا حق خوب ادا کرتے ہیں۔

حضرت ابوسعید خدری اور حضرت انس بن مالک سے روایت ہے:

حضور سیدالمرسلین ﷺ نے ارشاد فرمایا میری امت میں اختلاف وتفریق کا واقع ہونا مقدر ہو چکا ہے۔ پس میری امت میں ایک ایسا گروہ بھی نکلے گا جس کی باتیں بظاہر بڑی دل فریب ہوں گی لیکن اس کا کردار وعمل بہت برا ہوگا۔ وہ قرآن پڑھیں گے لیکن وہ ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا۔ وہ دین سے ایسے ہی نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے نکل جاتا ہے پھر دین کی طرف وہ نہیں لوٹ پائیں گے یہاں تک کہ تیر اپنے کمان کی طرف لوٹ آئے۔ وہ اپنی طبیعت کے لحاظ سے بدترین مخلوق ہوں گے، وہ لوگوں کو قرآن اور دین کی طرف بلائیں گے حالاں کہ دین سے ان کا کچھ بھی تعلق نہ ہوگا۔ جو اُن سے جنگ لڑے گا وہ خدا کا مقرب ترین بندہ ہوگا۔ صحابہ نے عرض کیا یارسول اللہ ان کی خاص پہچان کیا ہوگی فرمایا سر منڈانا۔ (مشکوٰۃ، ص۳۰۸)

حضرت علی المرتضیٰ سے روایت ہے:

میں نے حضور سیدالمرسلین ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ اخیر زمانے میں نوعمر اور کم سمجھ لوگوں کی ایک جماعت نکلے گی جو باتیں بظاہر اچھی کریں گے لیکن ایمان ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا۔ وہ دین سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے نکل جاتا ہے پس تم انھیں جہاں پانا قتل کردینا کہ قیامت کے دن ان کے قاتل کے لیے بڑا اجر وثواب ہے۔ (صحیح بخاری ج۲، ص۲۲۴)

ان دونوں احادیث کریمہ میں غور کیجئے تو معلوم ہوگا کہ سرکار دوجہاں ﷺ نے باطل فرقے کی جو پہچان بتائی ہے کہ وہ باتیں بڑی اچھی اچھی کریں گے لیکن کردار وعمل کے بُرے ہوں گے تو یہ پہچان بھی وہابیوں میں بہت نمایاں ہے کہ ان کی باتیں بظاہر بڑی اچھی معلوم ہوتی ہیں لیکن اگر ان سے قریب ہوکر دیکھا جائے تو کردار وعمل کے لحاظ سے اتنے بُرے نظر آئیں گے کہ حیرت سے آنکھیں کھلی کی کھلی رہ جائیں۔ پہلی روایت میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ وہ لوگوں کو

آج وہابیوں کے یہاں شادی کرنے اور ان کے مدارس میں اپنے بچوں کو تعلیم دلوانے سے دین وسنیت کو بہت زیادہ نقصان پہنچ رہا ہے کہ جہاں لڑکی کو اپنے شوہر کی محبت میں وہابی بننے کا امکان بہت زیادہ رہتا ہے اور اس منحوس رشتے کے اثرات لڑکی کے والدین اور بھائی وغیرہ بھی متاثر ہوسکتے ہیں، وہیں بیوی سالہ اور سسر کی نحوست سے لڑکے کو بھی بدمذہب ہونے کا امکان رہتا ہے بلکہ اس کو بدمذہب ہوتے ہوئے دیکھا بھی گیا ہے یہاں تک کہ اس نحوست کا اثر لڑکے کے گھر والوں پر بھی پڑنے کا امکان رہتا ہے۔

پھر بھی اگر ان کے مدارس میں اپنے بچوں کو تعلیم دلوانے سے انھیں روکا جائے تو کہنے لگتے ہیں کہ ان کے یہاں بچوں کو عالم بنانے میں حرج ہے، حافظ بنانے میں کوئی حرج نہیں۔

جس کو دین وسنیت کی فکر ہوگی، اللہ رب العزت کا خوف اور سرکار دو جہاں ﷺ کی محبت ہوگی وہ بدمذہبوں سے بہت دور بھاگے گا کہ شیطان کو بہکاتے دیر نہیں لگتی، ہوسکتا ہے کہ ان کے مکروفریب کے جال میں پھنس کر وہ برباد ہوجائے۔

☆☆☆

☆استاذ جامعہ ضیائیہ فیض الرضا، ددری، سیتامڑھی (بہار)
رابطہ نمبر: 8051565474

سیرت النبی | پیغام عمل

معراجِ مصطفیٰ ﷺ اور تحفۂ معراج نماز

جنت میں بکثرت پودے لگائیں، کیوں کہ وہاں کی مٹی بڑی پاکیزہ ہے، وہاں کی زمین بہت وسیع ہے

حافظ محمد ہاشم قادری صدیقی مصباحی☆

سفر معراج حضور نبی اکرم ﷺ کا وہ عظیم معجزہ ہے جس پر انسانی عقل آج بھی حیران ہے۔ انتہائی کم وقت میں مسجد حرام سے بیت المقدس وسدرۃ المنتہٰی تک لمبی مسافت طے ہوجاتی ہے۔ قرآن کریم اس کا ذکر اِن الفاظ میں کرتا ہے:

(ہر عیب سے) پاک ہے وہ ذات جس نے سیر کرائی اپنے بندے کو راتوں رات کے قلیل حصہ میں مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک۔ بابرکت بنادیا ہم نے گردونواح کو تاکہ ہم دِکھائیں اپنے بندے کو اپنی قدرت کی نشانیاں۔ بے شک وہی سب کچھ سننے والا خوب دیکھنے والا۔ (سورۃ بنی اسرائیل، آیت نمبر ایک)

اس آیتِ مقدسہ پر غور کریں تو شکوک وشبہات کے تمام راستے خود بخود بند ہوجاتے ہیں۔ کسی شک کی گنجائش باقی نہیں رہتی۔ عقلی اور نقلی سوالات ایک دم ختم ہوجاتے ہیں۔ قرآن کریم نے حضور نبی اکرم ﷺ کے اس عظیم معجزہ کو جس مخصوص انداز سے بیان کیا ہے اس میں غور کرنے کے بعد عقلِ سلیم کو بلا چوں وچراں ماننا پڑتا ہے کہ یہ واقعہ جس طرح قرآنی آیات اور احادیث صحیحہ میں مذکور ہے وہ بالکل سچ ہے اس میں شک وشبہ کی کوئی گنجائش نہیں۔

حضور ﷺ ایک رات خانہ کعبہ کے پاس حطیم میں آرام فرمارہے تھے کہ جبرئیل امین حاضر ہوئے اور نیند سے بیدار کیا، ارادۂ خداوندی سے آگاہ کیا۔ حضور اٹھے، چاہِ زم زم کے قریب لائے گئے۔ سینہ مبارک چاک کیا گیا، قلب اطہر میں ایمان وحکمت سے بھرا ہوا طشت انڈیل دیا گیا پھر سینہ مبارک درست کردیا گیا۔ حضور حرم سے باہر تشریف لائے تو سواری کے لیے براق پیش کیا گیا۔ اس کی تیز رفتاری کا یہ عالم تھا کہ جہاں نگاہ پڑتی تھی وہاں قدم رکھتا تھا۔ حضور مسجد اقصیٰ میں تشریف لے گئے جہاں تمام انبیائے سابقین حضور کے لئے چشم براہ تھے۔ حضور ﷺ کی اقتدا میں سب نے نماز ادا کی پھر حضور ﷺ آگے بڑھے اور سدرۃ المنتہٰی تک پہنچے جو، انوارِ باری تعالیٰ کی تجلی گاہ تھی جس کی کیفیت الفاظ میں نہیں لکھی جاسکتی اور بیان نہیں کی جاسکتی۔

جو لوگ اللہ تعالیٰ کی قدرت وعظمت اور اس کی شان کبریائی پر ایمان رکھتے ہیں اور حضور ﷺ کو اللہ کا سچا رسول مانتے ہیں ان کے لئے تو واقعۂ معراج کی صداقت پر قرآن کی آیتوں کے بعد مزید کسی دلیل کی ضرورت نہیں۔

واقعۂ معراج کی اہمیت اس لئے بھی ہے کہ اللہ نے اپنے محبوب بندے اور برگزیدہ رسول ﷺ کو زمین وآسمان بلکہ ان سے بھی ماورا اپنی قدرت وکبریائی کا مشاہدہ کرایا۔ حضور فرماتے ہیں، بے شمار چیزوں کا مشاہدہ فرمایا، جنت ودوزخ کا بھی مشاہدہ کیا۔

جنت میں پیڑ لگائیں: آپ ﷺ فرماتے ہیں، میں آگے بڑھا، ساتویں آسمان پر اپنے جدِ امجد حضرت سیدنا ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔ آپ نے اپنے فرزند محمد ﷺ کو آپ کی امت کے لئے یہ پیغام دیا "اپنی امت کو حکم دیجئے کہ جنت میں بکثرت پودے لگائیں کیونکہ وہاں کی مٹی بڑی پاکیزہ ہے اور وہاں کی زمین بہت وسیع ہے۔" حضور ﷺ نے اپنے جد امجد حضرت ابراہیم علیہ السلام سے پوچھا کہ جنت میں کون سے پودے لگانے کے قابل ہیں؟ آپ نے جواب دیا: لا حول ولا قوۃ الا باالله العلی العظیم یعنی اس کلام سے اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کیا کرو کہ میرے پاس نہ کوئی طاقت ہے نہ قوت بجز اللہ کی ذات کے جو بہت بلند اور بہت بڑا ہے۔

دوسری روایت میں یہ ہے کہ اپنے فرزند محمد ﷺ کو فرمایا "اپنی امت کو میری طرف سے سلام کہئے اور انہیں بتایئے کہ جنت کی مٹی بہت پاکیزہ ہے، وہاں کا پانی بہت میٹھا ہے اور وہاں جو پودے لگانے چاہئیں وہ کلمات یہ ہیں: سبحان الله والحمد لله ولا اله الا الله والله اکبر۔ اللہ تعالیٰ ہر شریک اور ہر عیب سے پاک اور منزہ ہے۔ سب تعریفیں اللہ کے

لیے ہیں اور کوئی عبادت کے لائق نہیں سوائے اللہ تعالیٰ کے اور اللہ تعالیٰ سب سے بڑا ہے۔(سیرت الرسول ضیاء النبی جلد۲، ص ۵۲۹، سبل الھدیٰ ص ۲۶، انسان العیون جلد اول، ص ۳۷۹)

بے عمل خطیبوں کا حال: آگے بڑھتے رہے۔ سلسلہ جاری رہا پھر یہ ہیبت ناک منظر دکھائی دیا کہ قینچی کے ساتھ ایک قوم کی زبانیں اوران کے ہونٹ کاٹے جارہے ہیں اور وہ زبانیں اور ہونٹ کٹنے کے بعد پھر جوں کے توں ہوجاتے ہیں اور یہ سلسلہ جاری ہے۔حضور ﷺ نے جبرئیل علیہ السلام سے پوچھا یہ کون ہیں؟ جبرئیل علیہ السلام نے عرض کی: یہ حضور کی امت کے فتنہ باز خطیب ہیں جو دوسروں کو کہتے ہیں اس پر عمل خود نہیں کرتے۔(سبل الھدیٰ جلد ۳، ص ۱۱۷، سیرت الرسول ضیاء النبی جلد۲، ص ۵۰۸)

نماز مومن کی معراج اور خدائی تحفہ: قاعدہ ہے کہ جب آنے جانے والا کسی کے گھر جائے تو کوئی نہ کوئی تحفہ لینا دینا ہوتا ہے۔جب حضور ﷺ قاب قوسین سے زیادہ قرب پر فائز ہوئے تو رب العزت نے اپنے محبوب کو نماز کا تحفہ عطا فرمایا۔نماز مومنین کے لئے بارگاہِ خداوندی کا ایک عظیم تحفہ ہے جو سید عالم ﷺ کی معراج کے طفیل مسلمانوں کو عطا کیا گیا۔اللہ کے رسول ﷺ فرماتے ہیں:الصلاۃ معراج المؤمنین۔(نماز مومنین کی معراج ہے۔الحدیث)

کاش کہ مسلمان اس عظیم تحفہ ربانی کی دل و جان سے قدر کرتے اور نماز کی ادائیگی میں پوری پوری کوشش کرتے تو آج یہ بدحالی اور ذلت و رسوائی کا منھ نہ دیکھنا پڑتا۔نماز اسلام کا اہم رکن ہے۔نماز افضل العبادات ہے۔نماز تحفۂ معراج ہے۔ایمان کے بعد شریعت کا پہلا حکم نماز ہے۔حضور ﷺ پر اول بار جس وقت وحی اتری اور نبوتِ کریمہ ظاہر ہوئی، اسی وقت حضور نے بہ تعلیم جبرئیل امین علیہ السلام نماز پڑھی اور اسی دن بہ تعلیم حضور اقدس حضرت ام المؤمنین خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے پڑھی۔دوسرے دن امیر المؤمنین علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہٗ نے حضور کے ساتھ نماز پڑھی کہ ابھی سورہ مزمل بھی نازل نہ ہوئی تھی۔تو ایمان کے بعد پہلی شریعت نماز ہے۔(فتاویٰ رضویہ جلد۲، ص ۱۰۸)

سفرِ معراج میں حضور ﷺ کا گزر ایسی قوم پر ہوا جن کے سروں کو کاٹا جارہا تھا۔وہ پہلے کی طرح درست ہوجاتے۔یہ سلسلہ لگاتار جاری تھا۔حضور نے پوچھا، اے جبرئیل، یہ کون لوگ ہیں؟ جبرئیل علیہ السلام نے عرض کی، یارسول اللہ! یہ وہ لوگ ہیں جو فرض نماز کی ادائیگی نہیں کرتے تھے۔(سبل الھدیٰ جلد۳، ص ۱۱۶، سیرت الرسول ضیاء النبی جلد۲، ص ۵۰۷)

نماز نہ پڑھنے پر بہت سی وعیدیں قرآن و حدیث میں وارد ہیں اور نماز پڑھنے کے بے شمار فوائد قرآن و حدیث میں موجود ہیں۔نماز پڑھنے سے بے شمار برکتیں حاصل ہوتی ہیں جن کا شمار ممکن نہیں۔

رب العالمین اپنے حبیب پاک کے صدقہ و طفیل میں قومِ مسلم کو ہدایت کاملہ کی روش پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین!

☆☆☆

☆امام وخطیب مسجد ہاجرہ رضویہ اسلام نگر، کپالی، وایا: مانگو، جمشید پور(جھارکھنڈ) رابطہ: 09386379632
E-mail: hhmhashim786@gmail.com

بنگلور میں حضرت حسان ثابت حمد و نعت مقابلہ

برادرانِ اسلام و عاشقان غوث و خواجہ رضا کو یہ خوش خبری دی جاتی ہے کہ امام احمد رضا مومنٹ بنگلور کی جانب سے امام احمد رضا کانفرنس 12 ڈسمبر 2015ء بروز ہفتہ بعد نماز مغرب بمقام روبروئے مرکز اہل سنت جامعہ حضرت بلال، ٹیانری روڈ، بنگلور 45 منعقد ہوئی۔حضرت الحاج محمد فاروق خان رضوی مقرر خصوصی تھے، صدر سنی حنفی آرگنائزیشن، ناگپور۔بعنوان آپ نے "امام احمد رضا اور ردِ وہابیت" پر خطاب کیا۔مولانا حافظ و قاری الحاج محمد ذوالفقار رضا نوری۔خطیب و امام مرکزی مسجد جامعہ حضرت بلال، بنگلور نے افتتاحی خطاب کیا۔بلبل باغ مدینہ مداح خیر الانام ثانی اویس رضا قادری اور محترم محمد ناہد جمال اللہ قادری نے نعت خوانی کی۔امام احمد رضا مومنٹ، بنگلور کی جانب سے ہی بین المدارس اہل سنت بنگلور کے طلباء کے درمیان حضرت حسان بن ثابت حمد و نعت مقابلہ 21 فروری 2016ء بروز اتوار صبح 10 بجے سے بمقام مسجد حضرت توکل مستان شاہ سہروردی رحمۃ اللہ علیہ، کاٹن پیٹ، بنگلور میں منعقد ہوا جس کی صدارت حضرت مولانا مفتی محمد اسلم مصباحی، سرپرستی حضرت مولانا الحاج سید قمر اللہ شاہ قادری، زیر حمایت ہمدرد قوم ملت الحاج ایے، امیر جان قادری، اختتامی خطاب مولانا شبیر احمد رضوی اور جلسے کی نظامت سید ذبیح اللہ صاحب نے کی۔مقابلے میں کامیاب اول، دوم اور سوم میں آنے والے طلباء کو ٹرافی و نقد انعامات سرٹفکٹ اور تمام شرکاء کو میڈل و سرٹفکٹ سے نوازا گیا۔

رپوٹ: امام احمد رضا مومنٹ، بنگلور

فقہی مسائل — تحقیق وتدوین

مجلس شرعی مبارک پور کے فیصلے

جو ۲۸، ۲۹، ۳۰ نومبر ۲۰۱۵ء کو ۲۳، ۲۴ ویں فقہی سیمینار میں مذاکرات کے بعد نوٹ کیے گئے

مفتی محمد نظام الدین رضوی☆

دباغت سے پہلے ناپاک کھال کی خرید و فروخت

ہمارے مذہب حنفی میں مردار کی کھال کی بیع دباغت وطہارت سے پہلے باطل ہے اور یہی مذہب جماہیر فقہاے امصار کا ہے۔ اس کے برخلاف امام ابن شہاب زہری اور امام لیث بن سعد اور بعض شوافع کا مذہب جواز کا ہے۔ یہ اُس وقت کی بات ہے جب لوگ مُردار کی کھال کی خرید وفروخت سے بچتے تھے۔ اب تو ایک عرصہ سے اس میں ابتلاے عام ہو چکا ہے، عام طور پر مردار کی کھال خریدی بیچی جاتی ہے اور اس سے فائدہ اٹھایا جاتا ہے، عالمی سطح پر مسلمانوں کا ایک بڑا طبقہ اس میں مبتلا ہے اور اس کی مصنوعات کو عوام وخواص سبھی دانستہ استعمال کرتے ہیں۔ آج کل چمڑے سے ایسی بہت سی چیزیں تیار ہو رہی ہیں جنھیں ہم روزمرہ کی زندگی میں استعمال کرتے ہیں، کچھ چیزیں یہ ہیں:

(۱) جوتے، چپل (۲) ٹوپ، ٹوپیاں (۳) جیکٹ (۴) اسکرٹ (۵) پتلون (۶) بیلٹ، گھڑی کا فیتہ (۷) دستانہ (۸) چرمی موزہ (۹) دف، ڈھول، ڈمرو، ڈگڈگی (۱۰) کتابوں کی جلد (۱۱) چمڑے کا اشتہاری وال پیپر (۱۲) تھیلا، پرس، بٹوا (۱۳) بیگ (۱۴) صوفہ، نمدہ (۱۵) موبائل، کمپیوٹر وغیرہ کا کوَر (۱۶) پورٹ فولیو (جزدان) (۱۷) لیدر بورڈ (۱۸) کٹلری) ٹیبل کے اوپر بچھانے کے لیے) (۱۹) گھوڑے کی زین (۲۰) برتن، اوزار (۲۱) گاڑی وغیرہ کی سیٹوں کا غلاف (۲۲) جانوروں کو پکڑنے کا پھندا۔ (۲۳) سریش (ایک قسم کا گوند جس سے پلائی وغیرہ کی لکڑیوں کو چپکاتے ہیں۔)

یہ بجا ہے کہ کھال کی مصنوعات دباغت وطہارت کے بعد ہی تیار ہوتی ہیں مگر کیا اس سے بیع باطل کی بھی تطہیر وتصحیح ہو جاتی ہے؟ ایسا تو ہرگز نہیں، بیع باطل کھال کی دباغت کے بعد بھی باطل ہی رہتی ہے اور مفید ملک نہیں ہوتی۔ تو ناپاک کھال کی بیع باطل میں اصحابِ معاملات کا ابتلا ہے اور بیوعِ باطلہ سے حاصل شدہ کھالوں کی مصنوعات کی خرید وفروخت اور استعمال میں عام امت کا ابتلا ہے جس سے عوام وخواص کا بچنا حرج عظیم کا باعث ہے اور ایسا ابتلاے عام موجب تخفیف واباحت ہوتا ہے۔

اس کی دلیل جانوروں کے گوبر کا مسئلہ ہے:

جانوروں کے گوبر سے عموماً کھیتوں کی کھاد کے طور پر فائدہ حاصل کیا جاتا ہے اور مال کی حیثیت سے اسے جمع بھی کیا جاتا ہے؛ اس لیے اسے مال سمجھا جاتا ہے اور اس کی خرید وفروخت کی جاتی ہے، فقہاے حنفیہ بیع کو فائدہ عامہ کے تابع مانتے ہیں اس لیے وہ جانوروں کے گوبر اور اس کی کھاد کی خرید وفروخت کو جائز ودرست قرار دیتے ہیں، کثیر کتب فقہ میں اس کی تصریحات موجود ہیں ایک، دو تصریحات یہاں بقدر حاجت پیش کی جاتی ہیں۔

علامہ ابن عابدین شامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس عبارت کے متعدد کلمات پر کچھ ضروری نوٹ بھی قلم بند فرمائے ہیں انھیں ردالمحتار میں دیکھا جا سکتا ہے۔ ان عبارات سے یہ افادات حاصل ہوئے:

(الف) گوبر سے عام طور پر انتفاع کیا جاتا ہے اور مسلمان اسے مال سمجھتے ہیں۔ (ب) الانتفاع کالبیع۔ انتفاع بیع کی طرح ہے، لہٰذا جب انتفاع جائز ہوگا تو بیع بھی جائز ہوگی مگر یہ اُس وقت ہوگا جب انتفاع کا عام عرف وعادت ہو۔ (ج) مال وہ ہے جس کی کوئی قیمت ہو اور وقتِ حاجت کے لیے اسے ذخیرہ بنا کر رکھا جائے۔ یہ تعریف گوبر پر صادق آتی ہے، لہٰذا وہ مال ہے۔

اور کھلی ہوئی بات ہے کہ ناپاک کھال کو بھی وقتِ حاجت کے لیے ذخیرہ کیا جاتا ہے، اس کا دام بھی عرف عام کے مطابق طے کر کے دیا، لیا جاتا ہے اور اسے اصطلاحِ ناس میں مال بھی سمجھا جاتا ہے، اس لیے آج کے حالات میں یہ ضرور مال ہے اور اس کی خرید وفروخت جائز ودرست ہے۔

حضرات شافعیہ مردار کی کھال کو مال نہیں تسلیم کرتے تاہم اسے حق ثابت کا درجہ دیتے ہیں اور مالک کی اجازت کے بغیر اسے لے لینا

جائز نہیں قرار دیتے۔ خلاصہ کلام یہ کہ:

ناپاک کھال کی بیع اصل مذہب حنفی میں ناجائز و باطل ہے جس کی صراحت کثیر کتب فقہ میں موجود ہے۔ عامہ فقہائے امصار کا بھی اصل مذہب یہی ہے۔

آج کے زمانے میں ناپاک کھال بھی بڑی منفعت بخش چیز ہو گئی ہے، عام طور پر اس سے فائدہ اٹھایا جاتا ہے، لوگ اس کو مال سمجھتے اور اپنے عرف میں اس کا دام بھی طے کرتے اور دیتے لیتے ہیں، اور اب اس کی مصنوعات میں عوام و خواص سب کا ابتلا بھی ہو چکا ہے، لہٰذا بوجہِ عرف و عادتِ ناس و ابتلاے عام ناپاک کھال بھی شرعاً مالِ متقوّم ہے جیسے گوبر کو اسی بنیاد پر مال متقوم کا درجہ پہلے ہی سے دیا جا چکا ہے تو اس بنا پر اس کی بیع جائز و درست ہے۔ اس کی دوسری نظیر کچھ پھلوں کے ظہور سے پہلے ان کی بیع کے جواز کی ہے کہ عادتِ ناس و ابتلاے عام کی بنا پر اسے بھی فقہا نے جائز قرار دیا جب کہ وہ اصل مذہب میں باطل تھی۔ بناءً علیہ مردار کی کھال آج کے زمانے میں شرعاً مال ہے اور اس کی خرید و فروخت جائز و درست ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

روزے کی حالت میں علاج کے کچھ نئے مسائل:

دَورِ حاضر میں علاج و معالجے کے کچھ ایسے جدید طریقے رائج ہیں جن کا ذکر کتب فقہ میں صراحت کے ساتھ نہیں ملتا، یا اُن کے بارے میں فقہاے کرام کے درمیان اختلاف نظر آتا ہے، اس لیے ضرورت محسوس ہوئی کہ ایسے مسائل سیمینار میں لائے جائیں اور فقہاے کرام کی بحث و تحقیق کے بعد جو امور طے ہوں ان سے اپنے دینی بھائیوں کو آگاہ کیا جائے تا کہ وہ آسانی کے ساتھ ان پر عمل کر سکیں۔ طے شدہ امور سوال و جواب کی شکل میں حسب ذیل ہیں:

سوال (۱): روزے کی حالت میں گلوکوز یا انسولین لینا جائز ہے یا نہیں؟ **جواب** : کتب فقہ میں ان امور کی صراحت ہے کہ اگر کوئی ایسا مریض ہے جو روزہ نہیں رکھ سکتا، یا روزہ سے اسے ضرر ہوگا، یا مرض بڑھے گا، یا دیر میں اچھا ہوگا اور اس کی کوئی علامت ظاہر ہو یا یہ بات تجربہ سے ثابت ہو یا مسلم طبیب حاذق، غیر فاسق کے بیان سے معلوم ہو تو جتنے دنوں تک یہ حالت رہے، اسے اجازت ہے کہ روزہ نہ رکھے اور بعد صحت ان کی قضا کرے۔ اس صورت میں کفارہ لازم نہیں ہوتا۔

اللہ جل شانہ کا ارشاد ہے:

فَمَنْ شَهِدَ مِنكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ۔ وَمَنْ كَانَ مَرِيْضًا اَوْ عَلىٰ سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ يُرِيْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ۔ [پارہ:۲، البقرہ:۲، آیت:۱۸۵]

ترجمہ: تو تم میں جو کوئی یہ (رمضان کا) مہینہ پائے ضرور اس کے روزے رکھے اور جو بیمار یا سفر میں ہو تو اتنے روزے اور دنوں میں، اللہ تم پر آسانی چاہتا ہے اور تم پر دشواری نہیں چاہتا۔

لہٰذا اگر ایسی صورت حال سامنے ہو جس میں روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہے تو بالاتفاق روزے کی حالت میں گلوکوز یا انسولین لینا یا جس دوا کی بھی ضرورت ہو، اسے استعمال کرنا جائز ہوگا۔

سوال (۲) روزے کی حالت میں گلوکوز یا انسولین لینے سے روزہ فاسد ہوگا یا نہیں؟ **جواب** : گلوکوز لینے یعنی اسے عام دواؤں کی طرح کھانے، پینے سے روزہ فاسد ہو جائے گا اور اس کی قضا لازم ہوگی۔ چاہے وہ گلوکوز پاوڈر ہو جسے پانی میں گھول کر پیا جاتا ہے، یا گلوکوز ٹیبلیٹ ہو جسے منہ میں رکھ نگل لیا جاتا ہے، یا گلوکوز سیرپ ہو جسے ڈاکٹر کی ہدایت کے مطابق ایک یا دو چمچہ پیا جاتا ہے۔ ہاں! انجکشن سے انسولین یا گلوکوز لینے کی صورت میں روزہ فاسد نہیں ہوگا، اس لیے کہ مفسد صوم وہ دوا یا غذا ہے جو منافذ اصلیہ یا غیر اصلیہ کے ذریعہ دماغ یا معدہ تک پہنچے اور اگر مسامات کے ذریعہ کوئی چیز دماغ یا معدہ تک پہنچے تو اس سے روزہ فاسد نہیں ہوتا۔ اور ظاہر ہے کہ انجکشن کے ذریعہ جسم میں جو سوراخ ہوتا ہے وہ منفذ نہیں ہوتا بلکہ مصنوعی مسام ہوتا ہے، اس لیے کہ مَسَام، سَمُّ الْاِبْرَۃ۔ سے ماخوذ ہے جس کا معنی ہے ''سوئی کا سوراخ'' لہٰذا انجکشن سے روزہ فاسد نہیں ہوگا چاہے گوشت میں لگایا جائے یا رگ میں لگایا جائے۔ جمہور فقہاے اہل سنت کا یہی موقف ہے۔

مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ ''انجکشن'' کے بارے میں فرماتے ہیں:

''فی الواقع انجکشن سے روزہ فاسد نہیں ہوتا، کیوں کہ انجکشن سے دوا جوف میں نہیں جاتی۔''

[فتاویٰ مفتی اعظم، ج ۳، ص ۲۰۳، امام احمد رضا اکیڈمی، بریلی شریف]

سوال (۳): روزے کی حالت میں ڈائلیسس (خون کی صفائی) کرانے سے روزہ فاسد ہوگا یا نہیں؟

جواب: ڈائلسس (خون کی صفائی) کے دو طریقے ہیں (۱) ہیموڈائلیسس۔ (۲) پیری ٹونیل ڈائلیسس۔

ہیموڈائلے سس میں خون سے فاسد مادوں، اضافی نمک اور زائد پانی مشین کے ذریعہ نکال لیا جاتا ہے پھر دواؤں اور کیمیاوی وغذائی مواد کے اضافہ کے ساتھ رگوں کے ذریعہ خون جسم میں واپس لوٹا دیا جاتا ہے۔ اس طریقہ کار میں کوئی چیز منفذ سے جسم کے اندر نہیں جاتی اور نہ ہی جوف معدہ یا دماغ میں جاتی ہے، اس لیے اس سے روزہ فاسد نہیں ہوگا۔

پیری ٹونیل ڈائلے سس میں مریض کے پیٹ میں موٹی تہہ تک سوراخ کر کے اندر معدے سے متصل بیرونی جھلی تک ایک پائپ ڈالا جاتا ہے اور پھر اس کے ذریعہ ایک خاص قسم کا پانی ''پیری ٹونیل فلوڈ'' پیٹ کی جھلی میں ڈالا، پھر باہر نکالا جاتا ہے۔ تو جراحی اور دوا رسانی کا یہ عمل جائفہ (زخم شکم) میں دوا رسانی کے عمل کی طرح ہے جس کا حکم مذہب امام اعظم پر فسادِ صوم ہے۔ بہار شریعت میں ہے:

''دماغ یا شکم کی جھلی تک زخم ہے، اس میں دوا ڈالی، اگر دماغ یا شکم تک پہنچ گئی روزہ جاتا رہا() خواہ وہ دوا تر ہو یا خشک، اور اگر معلوم نہ ہو کہ دماغ یا شکم تک پہنچی یا نہیں اور وہ دوا تر تھی جب بھی جاتا رہا، اور خشک تھی تو نہیں۔'' ہندیہ۔[حصہ پنجم، ص:۹۸۷، روزہ توڑنے والی چیزوں کا بیان، مکتبۃ المدینہ]

ان فقہی عبارات کے پیش نظر یہ حکم دیا جاتا ہے کہ گردے کا مریض پہلے تو یہ کوشش کرے کہ پیری ٹونیل ڈائلے سس رات میں ہو تا کہ روزے کے فساد پھر قضا کا سوال ہی نہ اٹھے، اور اگر کسی مجبوری کی وجہ سے دن میں ہی یہ ڈائلے سس کرائے تو احتیاطاً روزے کی قضا بھی کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

سوال(۴): روزے کی حالت میں دمہ کے مریض کا انہیلر استعمال کرنا مفسد صوم ہے یا نہیں؟ بصورتِ فسادِ صوم قضا لازم ہوگی یا فدیہ دینا کافی ہوگا؟ **جواب**: مریض کئی قسم کے ہوتے ہیں: ایک وہ جو رات کے اوقات میں انہیلر استعمال کر لیں تو دن روزے کے ساتھ بخوبی گزار سکتے ہیں، ایسے لوگوں کے لیے روزے کے دن میں انہیلر کا استعمال جائز نہیں۔ بلا اضطرار و پریشانی دن میں استعمال کی صورت میں روزے کی قضا و کفارہ دونوں لازم ہوگا۔ ایسا مریض اگر کسی وجہ سے سخت اضطراب کا شکار ہو جس کی وجہ سے انہیلر کا استعمال ضروری ہو تو اس کے لیے اجازت ہے، مگر روزے کی قضا کرنی ہوگی۔

وہ مریض جن کا مرض شدید ہے اور دن کو بھی ان ہیلر استعمال کرنے سے ان کے لیے چارۂ کار نہیں تو وہ روزے نہ رکھیں اور جب انھیں سہولت کے ایام میسر ہوں تو روزے کی قضا کریں۔ بالفرض ایسے ایام میسر نہ ہوں اور عمر کے لحاظ سے انھیں آیندہ ایسے دن ملنے کی امید نہ ہو تو وہ روزے کا فدیہ دیں۔ فتاویٰ رضویہ میں ہے:

''طاقت نہ ہونا ایک تو واقعی ہوتا ہے اور ایک کم ہمتی سے ہوتا ہے، کم ہمتی کا کچھ اعتبار نہیں، اکثر اوقات شیطان دل میں ڈالتا ہے کہ ہم سے یہ کام ہرگز نہ ہو سکے گا اور کریں گے تو مر جائیں گے، بیمار پڑ جائیں گے، پھر جب خدا پر بھروسہ کر کے کیا جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ ادا کرا دیتا ہے کچھ بھی نقصان نہیں پہنچتا، معلوم ہوتا ہے کہ وہ شیطان کا دھوکا تھا۔ ۷۵ برس کی عمر میں، بہت لوگ روزے رکھتے ہیں۔

ہاں! ایسے کمزور بھی ہو سکتے ہیں کہ ستر ہی برس کی عمر میں نہ رکھ سکیں تو شیطان کے وسوسوں سے بچ کر خوب صحیح طور پر جانچ چاہیا، ایک بات تو یہ ہوئی۔

دوسری یہ کہ ان میں بعض کو گرمیوں میں روزہ کی طاقت واقعی نہیں ہوتی مگر جاڑوں میں رکھ سکتے ہیں، یہ بھی کفارہ نہیں دے سکتے بلکہ گرمیوں میں قضا کر کے جاڑوں میں روزے رکھنا اُن پر فرض ہے۔

تیسری بات یہ ہے کہ ان میں بعض لگاتار مہینہ بھر کے روزے نہیں رکھ سکتے، مگر ایک دو دن بیچ کر کے (ناغہ کر کے) رکھ سکتے ہیں تو جتنے رکھ سکیں اُتنے رکھنا فرض ہے، جتنے قضا ہو جائیں جاڑوں میں رکھ لیں۔

چوتھی بات یہ ہے کہ جس جوان یا بوڑھے کو کسی بیماری کے سبب ایسا ضعف ہو کہ روزہ نہیں رکھ سکتے انہیں بھی کفارہ دینے کی اجازت نہیں، بلکہ بیماری جانے کا انتظار کریں، اگر قبل شفا موت آجائے تو اس وقت کفارہ کی وصیت کر دیں۔

غرض یہ ہے کہ کفارہ اس وقت ہے کہ روزہ نہ گرمی میں رکھ سکیں نہ جاڑے میں، نہ لگاتار نہ متفرق، اور جس عذر کے سبب طاقت نہ ہو اُس عذر کے جانے کی امید نہ ہو، جیسے وہ بوڑھا کہ بڑھاپے نے اُسے ایسا ضعیف کر دیا کہ گنڈے دار روزے متفرق کر کے جاڑے میں بھی نہیں رکھ سکتا تو بڑھاپا تو جانے کی چیز نہیں، ایسے شخص کو کفارہ کا حکم ہے، ہر روزے کے بدلے پونے دو سیر گیہوں اٹھنی اُوپر بریلی کی تول سے یا ساڑھے تین سیر جَو ایک روپیہ بھر اُوپر۔

اسے اختیار ہے کہ روز کا (کفارہ/فدیہ) روز دے دے یا مہینہ

بھر کا پہلے ہی ادا کردے یا ختمِ ماہ کے بعد کئی فقیروں کو دے یا سب ایک ہی فقیر کو دے، سب جائز ہے۔" (جلد چہارم، ص: ۶۱۲، رضا اکیڈمی، ممبئی)

اسی میں ہے "اگر صائم اپنے قصد وارادہ سے اگر لوبان خواہ کسی شے کا دھواں یا غبار اپنے حلق یا دماغ میں عمداً بے حالتِ نسیانِ صوم داخل کرے، مثلاً بخور سلگائے اور اسے اپنے جسم سے متصل کرکے دھواں سونگھے کہ دماغ یا حلق میں جائے تو اس صورت میں روزہ فاسد ہوگا۔"

فتاویٰ رضویہ میں ہے "فدیہ صرف شیخ فانی کے لیے رکھا گیا ہے جو بہ سبب پیرانہ سالی روزہ کی قدرت نہ رکھتا ہو، نہ آیندہ طاقت کی امید، کہ عمر جتنی بڑھے گی ضعف بڑھے گا اس کے لیے فدیہ کا حکم ہے۔"

[ج:۴، ص:۲۰۶، رضا اکیڈمی، ممبئی] اسی میں ہے:

سوال (۵): روزے کی حالت میں مریض کے پیشاب کی نالی میں کیتھیٹر داخل کرنے سے روزہ ٹوٹ جائے گا یا باقی رہے گا؟

جواب: روزے کی حالت میں مرد کے پیشاب کی نالی میں کیتھیٹر داخل کرنے سے روزہ فاسد نہ ہوگا، کیوں کہ پیشاب کی نالی سے دوا زیادہ سے زیادہ مثانہ تک پہنچے گی اور مثانہ و جوف معدہ کے درمیان کوئی منفذ نہیں ہے۔ اس کی ترجمانی بہار شریعت میں اِن الفاظ میں ہے:

"مرد نے پیشاب کے سوراخ میں پانی یا تیل ڈالا تو روزہ نہ گیا اگرچہ مثانہ تک پہنچ گیا ہو، اور عورت نے شرم گاہ میں ٹپکایا تو جاتا رہا۔" عالمگیری۔ [حصہ پنجم، ص: ۹۸۷، روزہ توڑنے والی چیزوں کا بیان، مکتبۃ المدینہ]

بہار شریعت میں اس کی ترجمانی ان الفاظ میں ہے:

"عورت نے پیشاب کے مقام میں روئی کا کپڑا رکھا، اور بالکل باہر نہ رہا، روزہ جاتا رہا، اور خشک انگلی پاخانے کے مقام میں رکھی، یا عورت نے شرم گاہ میں تو روزہ نہ گیا، اور بھیگی رکھی یا اُس پر کچھ لگا تھا تو جاتا رہا۔ بشرطے کہ پاخانے کے مقام میں اُس جگہ رکھی ہو جہاں عمل دیتے وقت حقنہ کا سرا رکھتے ہیں۔" [بہار شریعت ج ۱، حصہ ۵، ص: ۹۸۶، روزہ توڑنے والی چیزوں کا بیان، مکتبۃ المدینہ] واللہ تعالیٰ اعلم

سوال (۶): روزہ دار بواسیر کے علاج یا قبض توڑنے کے لیے اِنیما کرائے تو روزہ فاسد ہوگا یا نہیں؟

جواب: اِنیما (Enema) کی صورت میں مقعد میں دوا ڈالی جاتی ہے، یہ حقنہ کی ایک ترقی یافتہ شکل ہے؛ لہٰذا روزے کی حالت میں اِنیما کرانے سے روزہ فاسد ہوجائے گا، اور قضا لازم ہوگی۔

سوال (۷): بحالت روزہ دل کے مریضوں کا زبان کے نیچے ٹکیا رکھنا مفسد صوم ہے یا نہیں؟ جواب: تحقیق کے بعد یہ بات سامنے آئی کہ وہ ٹکیا منہ میں گھلتے ہی لعاب سے مل جاتی ہے اور لعاب حلق سے نیچے اترنے پر دوا کا مزہ بھی حلق میں بخوبی محسوس ہوتا ہے؛ اس لیے باتفاق رائے یہ فیصلہ ہوا کہ بحالت روزہ اس طرح کی ٹکیا زبان کے نیچے رکھی اور کچھ دوا گھلنے کے بعد تھوک نگل گیا تو روزہ فاسد ہوگیا۔

اس کی ترجمانی بہار شریعت میں ان الفاظ میں ہے:

"شکر وغیرہ ایسی چیزیں جو منہ میں رکھنے سے گھل جاتی ہیں، منہ میں رکھی اور تھوک نگل گیا روزہ جاتا رہا۔... یا دانتوں سے خون نکل کر حلق سے نیچے اُترا اور خون تھوک سے زیادہ یا برابر تھا یا کم تھا، مگر اس کا مزہ حلق میں محسوس ہوا تو ان سب صورتوں میں روزہ جاتا رہا اور اگر کم تھا اور مزہ بھی محسوس نہ ہوا، تو نہیں۔" [حصہ پنجم، ص: ۹۸۶، روزہ توڑنے والی چیزوں کا بیان، مکتبۃ المدینہ] واللہ تعالیٰ اعلم

سوال (۸): مصنوعی بے ہوشی یا بے حسی مفسد روزہ ہے یا نہیں؟ اور اگر بے ہوشی دو تین دنوں تک رہ جائے تو اس صورت میں اس کے لیے کیا حکم ہے؟ **جواب**: اس امر پر تمام علمائے کرام کا اتفاق ہے کہ بے ہوشی بذات خود مفسد صوم نہیں خواہ وہ بے ہوشی مصنوعی ہو یا غیر مصنوعی۔ ہاں! مصنوعی بے ہوشی کے اسباب و ذرائع کے لحاظ سے اس کے احکام مختلف ہوسکتے ہیں۔ مثلاً انجکشن لگانے سے مصنوعی بے ہوشی طاری ہوئی تو اس سے روزہ فاسد نہیں ہوگا؛ اس لیے کہ اس صورت میں کوئی شے منفذ اصلی سے جوفِ معدہ میں نہیں جاتی ہے جیسا کہ سوال نمبر دو کے جواب میں اس کی وضاحت ہے۔

اور اگر سلینڈر کے ذریعہ ناک میں گیس سونگھانے یا منہ کے راستے گیس پہنچانے سے مصنوعی بے ہوشی طاری ہوئی تو اس سے روزہ فاسد ہوجائے گا؛ کیوں کہ اس صورت میں بے ہوش کرنے والی دوا ناک یا منہ کے راستے حلق یا دماغ تک ضرور پہنچتی ہے۔

اب اگر یہ بے ہوشی دراز ہو تو انجکشن کے ذریعہ بے ہوش کرنے کی صورت میں پہلا روزہ صحیح ہوگا اور باقی کی قضا لازم ہوگی اور سلینڈر کے ذریعہ حلق یا دماغ تک گیس پہنچانے کی صورت میں بے ہوشی کے تمام ایام کی قضا لازم ہوگی۔

سوال(۹): کیا روزے کی حالت میں خون ٹیسٹ کرانا، یا بلڈ بینک میں عطیہ دینا، یا ایمرجنسی کی صورت میں کسی کی جان بچانے کے لیے خون دینا جائز ہے یا نہیں؟ **جواب:** اس سوال کے تین اجزا ہیں: (۱) روزے کی حالت میں خون ٹیسٹ کرانا۔ (۲) بلڈ بینک میں خون کا عطیہ دینا۔ (۳) ایمرجنسی کی صورت میں کسی کی جان بچانے کے لیے خون دینا۔

ان کے جوابات ترتیب وار درج ذیل ہیں:

[۱] روزے کی حالت میں خون ٹیسٹ کرانا جائز ہے اور اس میں کوئی کراہت بھی نہیں ہے؛ کیوں کہ ٹیسٹ کے لیے معمولی خون لیا جاتا ہے جس سے ضعف کا کوئی اندیشہ نہیں ہوتا۔

[۲] روزے کی حالت میں بلڈ بینک میں خون کا عطیہ دینا مکروہ وممنوع ہے؛ اس لیے کہ عطیہ دینے کی صورت میں ۲۵۰ء سے ۳۰۰ء ملی لیٹر تک خون نکال لیا جاتا ہے جس سے روزہ دار کو کمزوری لاحق ہونے کا قوی اندیشہ ہوتا ہے۔

[۳] کسی کی جان بچانے کے لیے بحالت روزہ خون دینا جائز ہے؛ اس لیے کہ شریعت میں جس طرح سے اپنی ضرورت کا لحاظ رکھا گیا ہے اسی طرح دوسرے مسلمان کی ضرورت کا بھی لحاظ ہے۔ ہاں! اگر اس کے علاوہ کوئی غیر روزہ دار خون دینے کے لیے مل جائے اور اس کا خون مریض کے لیے کافی ہو، یا رات میں بھی خون دینے کی گنجائش ہو تو اس صورت میں بحالت روزہ خون دینا مکروہ ہوگا۔

بہار شریعت میں ہے "رمضان کے دنوں میں ایسا کام کرنا جائز نہیں جس سے ایسا ضعف آجائے کہ روزہ توڑنے کا ظن غالب ہو۔ لہٰذا نانبائی کو چاہیے کہ دوپہر تک روٹی پکائے پھر باقی دن میں آرام کرے۔ (درمختار) یہی حکم معمار و مزدور اور مشقت کے کام کرنے والوں کا ہے کہ زیادہ ضعف کا اندیشہ ہو تو کام میں کمی کر دیں کہ روزے ادا کر سکیں۔"

(حصہ پنجم، ص:۹۹۸، مکتبۃ المدینہ)

فتاویٰ رضویہ میں ہے "پھر اپنی ضرورت تو ضرورت ہے ہی، دوسرے مسلم کی ضرورت کا بھی لحاظ فرمایا گیا ہے۔ مثلاً: (۱) دریا کے کنارے نماز پڑھتا ہے اور کوئی شخص ڈوبنے لگا اور یہ بچا سکتا ہے لازم ہے کہ نیت توڑے اور اسے بچائے، حالاں کہ ابطال عمل حرام تھا۔ قال تعالیٰ: لَاتُبطِلُوا اَعمَالَکُم۔ (۲) نماز کا وقت تنگ ہے ڈوبتے کو بچانے میں نکل جائے گا، بچائے، اور نماز قضا پڑھے اگرچہ قصداً قضا کرنا حرام تھا۔ (۳) نماز کا وقت جاتا ہے اور قابلہ اگر نماز میں مشغول ہو بچے پر ضائع ہونے کا اندیشہ ہے نماز کی تاخیر کرے۔ (۴) نماز پڑھتا ہے اور اندھا کنویں کے قریب پہنچا، اگر یہ نہ بتائے وہ کنویں میں گر جائے، نیت توڑ کر بتانا واجب ہے۔

سوال(۱۰): بحالت روزہ معدہ، جگر یا آنت میں منظار وغیرہ داخل کر کے چیک کرنے سے روزہ ٹوٹے گا یا نہیں؟

جواب: اس طریقہ کار کو ڈاکٹروں کی اصطلاح میں "انڈواسکوپی" کہا جاتا ہے۔ اس کے لیے جو پائپ سنگل یوز (ایک بار استعمال) کے لیے ہوتا ہے اس میں پہلے سے چپچپاہٹ لانے کے لیے رطوبت یا جیلی لگی ہوتی ہے اور جو ملٹی یوز (متعدد بار استعمال) کے لیے ہوتا ہے اسے بھی لیس دار بنانے کے لیے ڈاکٹر عام طور سے کوئی نہ کوئی جیلی اُس پر لگا دیتے ہیں۔

اندرونی معاینے کے لیے پائپ ڈالنے سے پہلے اس کی گزرگاہ (مَدخَل) کو بے حِس کر دیا جاتا ہے، پھر منہ کے راستے معدے میں پائپ داخل کیا جاتا ہے، اس پائپ کے اوپر اعضا میں بے حسی پیدا کرنے کے لیے زایلوکین (XYLOCEIN) وغیرہ لِکوِڈ لگا دی جاتی ہے جو پائپ کے ساتھ حلق سے نیچے اتر جاتی ہے۔ اس پائپ کو ایک ٹی وی نما مشین سے جوڑ دیا جاتا ہے، پائپ میں ایک لائٹ بھی لگی ہوتی ہے، معدے کے اندر لائٹ روشن ہو جاتی ہے اور اندر کی پوری تصویر مشین کی اسکرین پر نظر آتی ہے، اگر کہیں کوئی دھندلاپن ہوتا ہے تو اُسی پائپ کے ذریعہ لِکوڈ بھی ڈالی جاتی ہے جس سے معدے کا دھندلاپن دور ہو جاتا ہے اور اندر کی تصویر صاف صاف اسکرین پر نظر آنے لگتی ہے۔ اس تفصیل کی روشنی میں انڈواسکوپی کا حکم یہ ہے کہ اس سے روزہ ٹوٹ جائے گا۔ بہار شریعت میں ہے:

"کوئی چیز پاخانہ کے مقام میں رکھی، اگر اس کا دوسرا سرا باہر رہا تو نہیں ٹوٹا، ورنہ جاتا رہا، لیکن اگر وہ تر ہے اور اس کی رطوبت اندر پہنچی تو مطلقاً جاتا رہا... یوں ہی اگر ڈورے میں بوٹی باندھ کر نگل لی، اگر ڈورے کا دوسرا کنارہ باہر رہا اور جلد نکال لی کہ گلنے نہ پائی تو نہیں گیا اور اگر ڈورے کا دوسرا کنارہ بھی اندر چلا گیا، یا بوٹی کا کچھ حصہ اندر رہ گیا تو روزہ جاتا رہا۔" [حصہ پنجم، ص:۹۸۶، مکتبۃ المدینہ] واللہ تعالیٰ اعلم

سوال(۱۱): روزے کی حالت میں آر سی ٹی کرانا، دانت اکھڑوانا، یا دانتوں کی اصلاح کرانا بلا کراہت صحیح ہے، یا مکروہ ہے یا مفسد صوم؟ **جواب:** دانت کا مریض اگر ممکن ہو تو رات میں آر سی ٹی

کرائے، دانت اکھڑوائے یا اس طرح کی کوئی اور اصلاح کرائے، رمضان کے دنوں میں اس طرح کے علاج سے بچے؛ اس لیے کہ اگر خون یا دوا کا کچھ حصہ بھی حلق کے نیچے اتر گیا تو بلاشبہ اس کا روزہ فاسد ہوجائے گا۔ اگر احتیاط کرے کہ کوئی چیز حلق کے نیچے نہ جانے پائے تو روزہ فاسد نہیں ہوگا، لیکن پھر بھی ایسا کرنا مکروہ ہوگا کہ جانے کا اندیشہ ضرور ہے۔ نیز دوا کا مزہ محسوس ہوتا ہے۔ فتاویٰ رضویہ میں ہے:

"مسواک مطلقاً جائز ہے اگرچہ بعد زوال اور منجن ناجائز و حرام نہیں جب کہ اطمینان کافی ہو کہ اس کا کوئی جز و حلق میں نہ جائے گا، مگر بے ضرورتِ صحیحہ کراہت ضرور ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

سوال (۲۱): روزے کی حالت میں آکسیجن ماسک لگانا مفسد صوم ہے یا نہیں؟ **جواب:** روزے کی حالت میں آکسیجن ماسک لگانا مفسد صوم ہے، اس لیے کہ اس میں خارج سے جوف صائم میں ایسی مصنوعی آکسیجن کا بالقصد ادخال ہوتا ہے جس سے انسان کا بچنا ممکن ہے۔

فتاویٰ رضویہ میں ہے "اب ہم ان اشیا کو جو خارج سے جوف صائم میں داخل ہوں نظر کریں تو انحائے مختلفہ کے پاتے ہیں:

(۱) ان میں بعض وہ ہیں جن سے کسی وقت صائم کو احتراز ممکن نہیں، جیسے ہوا۔ (۲) بعض وہ جن سے احیاناً تلبس ہر شخص کو ضرور، اور ان سے تحرز کلی نامقدور، جیسے دخول غبار و دخان کہ کسی نہ کسی طرح انسان کو ان سے قرب کی حاجت ضروری ہے اور وہ اپنی حد ذات میں ممکن الاحتراز نہیں، آدمی کو کلام سے چارہ نہیں، اور کلام نہ بھی کرے تو بے تنفس کیوں کر گزرے، اور ہوا کہ ان کی حامل ہوتی ہے تمام فضا میں بھری اور متحرک رہتی، جا بجا لیے پھرتی ہے، آدمی منہ بند بھی رکھے تو یہ ناک کی راہ سے داخل ہوسکتے ہیں۔

(۳) اور بعض وہ جن سے ہمیشہ تحرز کر سکتا ہے اگرچہ نادراً بعض اشخاص کو بعض حالات ایسے پیش آئیں کہ تلبس پر مجبور کریں، جیسے طعام وشراب، اور ان ہی دخان و غبار کا بالقصد ادخال کہ یہ تو اپنا فعل ہے انسان اس میں مجبور محض نہیں۔

شرع مطہر نے کہ حکیم و رحیم ہے جس طرح قسم اوّل کو مفطرات سے خارج فرمایا کہ اگر اسے ملحوظ رکھیں تو صوم ممتنع اور تکلیفِ روزہ تکلیف بالمحال ٹھہرے، اسی طرح قسم ثانی کو مطلقاً شمار مفطرات میں نہ رکھا، کہ اگر مفطر مانیں تو دو حال سے خالی نہیں، یا تو حکمِ فطر ہمیشہ ثابت رکھیں تو وہی تکلیف مالا یطاق ہوتی ہے یا وقتِ ضرورت باوصف حصول مفطر روزہ باقی جانیں تو بقاے شے مع انتفا حقیقت یا اجتماع ذات و منافی ذات لازم آئے اور یہ باطل ہے، ہم ابھی کہہ آئے ہیں کہ دربارہ حقائق ضرورت کارگر نہیں ہوتی ولہٰذا شرع مطہر سے ہرگز معہود نہیں کہ کسی شے کو بخصوصہ مفطر قرار دے کر بعض جگہ بنظرِ ضرورت حکمِ افطار ساقط فرمایا ہو، مثلاً کتبِ فقہیہ پر نظر ڈالے:

اولاً: بیمار قریبِ مرگ ہوگیا مجبوراً دوا پی، ضرورت کیسی شدید تھی جس نے روزہ توڑنا جائز کر دیا، مگر روزہ ٹوٹنے کا حکم مرتفع نہ ہوا۔

ثانیاً: ظالم تلوار سر پر لیے کھڑا ہے کہ نہیں کھاتا تو قتل کر دے گا کیسی سخت ضرورت ہے، حکم ہوگا کھالے، مگر یہ نہ ہوگا کہ روزہ نہ جائے۔

ثالثاً: مخمصہ والے مضطر کی ضرورت سے زیادہ کس کی ضرورت ہے، جس کے لیے مردار سے مردار، حرام سے حرام میں اثم زائل اور بقدر حفظ رمق، تناول فرض ہوا، مگر یہ نہیں کہ یہ حالت بصورت صوم واقع ہو تو ضرورت کے لحاظ سے روزہ نہ ٹوٹے۔ **رابعاً:** سوتا، مرا برابر ہوتا ہے النوم ك الموت، سوتے کے پاس بچنے کا کیا حیلہ، احتراز کا کیا چارہ، مگر یہ ناممکن الاحترازی، بقاءِ صوم کا حکم نہ لائی، سوتے میں حلق میں کچھ چلا جائے گا تو روزے پر وہی فساد کا حکم آئے گا۔

غرض خادم فقہ کے نزدیک بدیہیات سے ہے کہ شرع مطہر کبھی کسی چیز کو مفطر مان کر ضرورت و عدمِ ضرورت کا فرق نہیں فرماتی، لحاظِ ضرورت صرف اس قدر ہوتا ہے کہ افطار جائز بلکہ کبھی فرض ہوجائے، مگر مفطر مفطر نہ رہے یہ ناممکن۔ تو ثابت ہوا کہ اس اصل اجماعی عقل و نقل و قاعدہ شرعیہ آیہ لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفْساً اِلَّا وُسْعَھَا نے واجب کیا کہ قسم ثانی بھی راساً عداد مفطرات سے مہجور، اور مفطر شرعی صرف قسم ثالث میں محصور ہو۔

بحمدہ تعالیٰ اس تقریر منیر سے روشن ہوا کہ مفطر نہ ہونے کے لیے جس طرح قسم سوم کی ضرورت نادرہ کہ اتفاقاً بعض صائمین کو بعض احوال میں لاحق ہو جیسے مطر و مکرہ و نائم و مریض کی مجبوری کافی نہیں ہوسکتی، یونہی قسم اول کی ضرورت دائمہ لازمہ غیر منفکہ بھی درکار نہیں، بلکہ صرف قسم دوم کی ضرورت عامہ فعلیہ بس ہے اور جب اس کی بنا پر وہ شے شمار مفطر سے خارج رہی تو اب تفصیل و تفریق اوقات و حالاتِ ضرورت، نہیں کر سکتے ورنہ وہی استحالہ لازم آئے گا جسے ہم ابھی عقلاً و نقلاً باطل کر چکے"۔ [جلد چہارم، ص: ۵۹۰، رضا اکیڈمی، ممبئی]

ایک اشکال اور اس کا جواب: یہاں ایک اشکال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ہوا تو گیسوں کا مجموعہ ہے جس میں ۷۸ فیصد نائٹروجن گیس، ۲۱ فیصد آکسیجن اور ایک فیصد دوسری گیس ہوتی ہے۔ جب مریض کو آکسیجن کی زیادہ ضرورت پڑتی ہے تو اُسے اس کا کام نہیں چلتا؛ کیوں کہ اس میں ۲۱ فیصد ہی آکسیجن ہے تو اس کو سلینڈر سے مصنوعی گیس دی جاتی ہے جس میں ۶۰ فیصد آکسیجن اور ۴۰ فیصد نائٹروجن گیس ہوتی ہے اور دوسری گیسوں کو اس سے بالکل الگ کردیا جاتا ہے۔ لہٰذا جب کھلی ہوا میں سانس لینا مفسد صوم نہیں تو آکسیجن ماسک لگانا بھی مفسد صوم نہیں ہوگا کہ یہ بھی وہی قدرتی ہوا ہے، بس فرق صرف اتنا ہے کہ اس میں آکسیجن کی مقدار بڑھادی گئی ہے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ جب مشینوں کے ذریعہ قدرتی ہوا سے آکسیجن کو الگ کرکے سلینڈر میں محفوظ کیا جاتا ہے تو وہ آکسیجن پانی بن جاتی ہے، اور اس طرح اس کی حقیقت بدل جاتی ہے، پھر بوقت ضرورت اسے گیس بنالیا جاتا ہے، تو آکسیجن ماسک کے ذریعہ جو آکسیجن اندر جاتی ہے وہ مصنوعی آکسیجن ہے، وہ نہیں جو کھلی فضا میں سانس لینے میں اندر جاتی ہے۔ قدرتی ہوا سے بچنا ممکن نہیں، اس لیے اس سے روزہ فاسد نہ ہوگا اور مصنوعی گیس سے بچنا ممکن ہے کہ اسے بندہ اپنے قصد واختیار سے جوف میں داخل کرتا ہے، اس سے روزہ فاسد ہوجائے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

☆☆☆

☆ ناظم مجلس شرعی وصدر المدرسین وصدر شعبۂ افتاء جامعہ اشرفیہ مبارک پور

سَلَفِی اور سِلفِی

اس وقت ہم ایک ایسے مادی دور سے گزر رہے ہیں جو صرف اہل سنت وجماعت کے لیے نہیں بلکہ سب کے لیے بڑا صبر آزما، اعصاب شکن ہے۔ مادی زندگی کی اس کڑی دھوپ میں سب ہی سکون کی ایسی چھاؤں کی تلاش میں ہیں جہاں کچھ دیر کے لیے آرام کا موقع مل سکے، دل ودماغ کو راحت میسر آسکے۔ مطلوبہ سکون واطمینان قرآن وسنت کے شجر سایہ دار کے علاوہ کہیں نہیں مل سکتا۔

حد ہوگئی کہ برائیاں وبے حیائیاں بہت دور تک پہنچ گئیں۔ سلف عربی لفظ ہے۔ بے ادبوں اور بے حیائی لوگ اپنے کو سلفی کہنے لگے اور سَلَف سے بے زار، یہ لوگ اہل سنت وجماعت کو گمراہ وبے دین کہنے کی جرأت کررہے ہیں اور عقیدہ بگاڑ رہے ہیں "ما انا علیہ واصحابی" کا کیا مفہوم ہوگا؟

اب ایک نیا فتنہ شروع ہوا ہے "سِلفی" یہ انگریزی لفظ ہے جو لوگ حج وعمرہ وزیارت کا شرف پاتے ہیں، وہ جانتے ہیں کہ اب موبائل کیمرہ نے سِلفی کے نام سے ایک نئی بدتمیزی شروع کی ہے۔ شوہر وبیوی حرم مکہ میں کھڑے ہیں، کعبہ شریف کو پیٹھ کرکے ایک دوسرے کے کندھے پر ہاتھ رکھے ہوئے فوٹو بنا رہے ہوتے ہیں، کعبہ کی بے ادبی اور لوگوں سے شرم وحیا کا پاس نہ رکھتے ہوئے۔ یہی حال مدینہ منورہ میں ہے کہ مواجہہ شریف کی طرف پیٹھ کرکے فوٹو بنارہے ہوتے ہیں۔ یہ بدتمیزی دیکھ کر درد سے دل کانپ جاتا ہے۔ اللہ پاک ایسے لوگوں کو ہدایت دے۔ آمین

اگر کوئی کہے کہ سَلفی عقیدہ بگاڑ رہے ہیں اور سِلفی کا استعمال کرنے والے بے ادبی کا مظاہرہ کرکے اعمال صالحہ اور عبادتوں کا نور کھو رہے ہیں تو غلط نہیں ہوگا کہ بے ادب بے مراد ہو رہے ہیں۔ علمائے کرام وائمۂ عظام جمعہ مبارکہ کے موقعہ پر اپنی تقریروں میں لوگوں کو پیغام دیں کہ ادب سے حاضری دو۔ اپنے حج وعمرہ وزیارت کو برباد نہ کرو۔ مسجدوں میں موبائل بند رکھیں اور خشوع وخضوع سے نماز ادا کریں اور اپنی آخرت بنائیں اور "سَلفی" اور "سِلفی" دونوں کے فتنہ سے بچو اور حج وعمرہ وزیارت کی برکتیں پاؤ! شاید کہ دل میں اتر جائے میری بات۔ (محمد شمیم اشرف، ماریشش)

اصلاح معاشرہ — خطابی سلسلہ

نکاح سے بھلائیاں وجود میں آتی ہیں

آخری قسط

خطاب: مفتی محمد ضیاء الدین نقشبندی ——— جمع وترتیب: محمد یونس برکاتی☆

نظر بن حارث لاتا تھا اور عورتوں سے کہتا تھا تم ناچتی رہو، تم گانے گا کرناچو، نچواتا تھا اور خوش ہوتا تھا، میں تم کو خوش کررہا ہوں، تو یہ اس کا طریقہ ہے اور قرآن کہتا ہے: ویتخذھا ھزوا۔ اس کا مذاق بناتا تھا، اب ان لوگوں سے پوچھو کہ تم کیا کررہے ہو جناب! تو کہتے ہیں کہ خوشی کا موقع ہے، ایسی خوشیوں کے موقع پر تھوڑا ہمارا ذہن تفریح کر لیتا ہے، ہمارے ذہن کو تھوڑا سکون مل جاتا ہے، ٹینشن کی زندگی ہے، ذہن کی تھوڑی تفریح ہو جاتی ہے، ہم لوگ دل پہ اس کا کوئی اثر نہیں لیتے، ہم دل بہلانے کے لیے سن اور دیکھ لیتے ہیں، اس سے ہٹ کر کوئی اور بات نہیں ہے۔ مذہب میں جو عبادات ہیں ان میں ہم کوئی کمی نہیں کریں گے، رمضان کے روزے رکھیں گے، سحری بھی کریں گے اور افطار بھی کرائیں گے، ماہ ربیع الاول میں اعلیٰ پیمانے پر جشن عید میلاد النبی بھی منائیں گے، گیارھویں شریف بھی کریں گے، خواجہ اعظم کا لنگر بھی چلائیں گے، یہ بھی کر لینے دیجئے، ایک آدھ کام تو یہ بھی ہونا چاہیے، شادی بار بار تو نہیں ہوتی ہے نا، ایک بار میں کم سے کم کچھ چھوٹ ہونی چاہیے۔

مسلمانو! یہ دین اسلام ہے یہ ہماری اور آپ کی خواہش کا مقام نہیں، یہاں اپنی خواہش کو ہمیں قربان کرنا ہوگا، اسی لیے اللہ کے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ سے اللہ نے بتلایا کہ یہ اس غیر کا طریقہ ہے جو مذاق اڑاتا تھا، خوش بختیاں (گپیاں) کرتا تھا اور قرآن سننے سے روکتا تھا، تو گانا بجانا کس کا طریقہ ہوا، بولیے؟ اسلام کے دشمن کا ہوا، اسلام کے باغی کا ہوا، آقا کی بارگاہ سے دور کرنے والے کا ہوا۔ اب فرمان خدا سنو: وَ اِذَا تُتلٰی عَلَیۡهِ آیَاتُنَا وَلّٰی مُسۡتَکۡبِرًا۔ کہ جب ہماری آیتیں پڑھی جاتی ہیں تو روگردانی اختیار کرتا، پیٹھ پھیر کر بھاگتا تھا۔ کَاَن لَّمۡ یَسۡمَعۡهَا کَاَنَّ فِیۡ اُذُنَیۡهِ وَقۡرًا۔ جیسے کہ اس نے سنا ہی نہیں، گویا کہ اس کے کانوں میں روئی کی کوئی چیز رکھی ہوئی ہے۔ فَبَشِّرۡهُ بِعَذَابٍ اَلِیۡمٍ۔ تو میرے حبیب اس کو دردناک عذاب کا مژدہ دے دیجئے، کہ دردناک ہوگا، اب عذاب بھگتنے کے لیے آپ تیار ہو، دنیا میں بھی عذاب ہے اور آخرت میں بھی عذاب ہے۔

آج وہ اولاد جو ہمارے ایسے نکاح کی وجہ سے ہورہی ہے، وہ اپنے باپ کو ڈھکیل رہی ہے، ماں کا دل دکھا رہی ہے، آخرت میں تو عذاب ہے ہی، دنیا میں کیا یہ کم عذاب ہے۔ اب رورہے ہیں کہ حضرت دعا کردیجئے بیٹا نافرمان ہوگیا، بچی بگڑ گئی، آوازیں کس رہی ہے۔ ارے تم نے تو اس کو اپنے ہاتھوں سے خریدا تھا، روپے پیسے دے کر خریدا تھا، شادی کے وقت تو تم کو بھوت سوار ہوگیا تھا، اب کہتے ہو بلاؤں نے گھیر لیا، بلاؤں کو تم نے ہی پیسے دے کر بلایا تھا، اب حضرت کیسے بھگائیں گے، مذاق کرنا چاہتے ہو بزرگوں سے، ارے وہ ناچنا گانا کیا ہے؟ گنا ہوں، بلاؤں کو دعوت دینا اور گلے لگانا ہے۔

میرے عزیزوں سنو! رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان سنو، تم ناچ رہے ہو، نچوا رہے ہو، اللہ کے حبیب فرماتے ہیں، تفسیرات احمدیہ میں یہ روایت ہے جو انسان ناچتا ہے، گانے بجاتا ہے اِلَّا بَعَثَ اللّٰه عَلَیۡهِ شَیۡطَانَیۡن۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ایک نہیں دو شیطانوں کو ان کے کندھوں پر مسلط کردیتا ہے، کتنے پیسے دے کر شیطان کو بلاتے ہیں کہ آج آجا، یہاں بیٹھ جا تیری مسند یہ ہے، اے اس مسند کے مسند نشیں آ، ہم تیرا پرتپاک استقبال کرتے ہیں پھر بھی نہیں آتا تو پیسے دے کر بلاتے ہیں کہ آجا، پیسے دے کر بلا رہے ہیں اور آ کر کہاں بیٹھتا ہے بولیے۔ اَحَدُهُمَا عَلٰی هٰذَا الۡمَنۡکَبِ وَالۡاٰخَرُ عَلٰی هٰذَا المنکب ایک شیطان اس شانے پر ہوتا ہے اور دوسرا دوسرے شانے پر، دو کندھوں پر دو شیطان مسلط ہوتے ہیں، وہ آ کے بیٹھا ہے کیا؟ نہیں اللہ بھیجتا ہے تب وہ آ کر بیٹھتا ہے۔ کیوں؟ اس کو ناراض کردیا تم نے، اس کے حبیب کے طریقہ کو بھلا دیا، فراموش کردیا، پھر اس کے بعد آگے کیا ہوتا ہے۔ وَلَا یَزَلَانِ یَضۡرِبَانِ بِاَرۡجُلِهِمَا تم اِدھر ناچ

رہے ہو اور شیطان ادھر لات مارتا رہتا ہے، تم کو ہاتھ سے نہیں مارتا، طمانچے رسید نہیں کرتا، اس کا طمانچہ بھی کوئی کم ذلت کی چیز نہیں۔ تمہارے لیے۔ حبیب پاک نے وَلَا یزلان یَضربانِ بایدهما نہیں فرمایا بارجلهما فرمایا کہ وہ شانے پر بیٹھ کر لات مارتا رہتا ہے خوب مارتا ہے، پاؤں میں جوتے ہوتے ہیں اور مارتا رہتا ہے مارتا رہتا ہے، پھر اس کو جوش آتا ہے تو اور مارتا ہے، ارے اتنا اپنے بدن کو کیوں ہلا رہے ہو؟

بے وقوف! تو اشرف المخلوقات ہے، آسمان تیرے لیے، زمین تیرے لیے، چاند و سورج تیرے لیے، کہکشاں تیرے لیے ہے، ارے بے جان باجے کے سامنے ناچنے والے تو اپنے مقام کو پہچان، اگر تو اشارہ کر دے تو کائنات کی کایا پلٹ جائے، تو اپنے مقام کو پہچان، اس کے سامنے تجھے ناچنے کے لیے بھیجا گیا ہے؟ تیرا مقام کیا ہے؟ تو کون ہے؟ تو خلیفۃ اللہ ہے۔ اللہ نے تجھ کو وہ مقام اور عزت بخشی ہے، خیر امت کا تاج تجھ کو پہنایا ہے، بہترین امت کی خلافت فاخرہ تجھ کو بخشی ہے پھر تو ایک باجے کے سامنے ناچ رہا ہے، گانے والوں کے سامنے ڈانس کر رہا ہے اور کہہ رہا ہے کہ اچھا موقع ہے اور ناچتا ہے تو پیسے بھی لٹائے جاتے ہیں، نوٹ لٹائے جاتے ہیں (نعوذ باللہ من ذلك) کتنی بے غیرتی کی بات ہے، کتنی بے شرمی کی بات ہے، سوچئے اور تنہائی میں جا کر کچھ غور کیجئے کہ ہم نے کیا کیا، اس کے اوپر شیطان کو مسلط کر دیا جاتا ہے، یہ ناچتا رہتا ہے اور وہ مارتا رہتا ہے جب وہ مارتا ہے تو اس کو جوش آتا ہے، آپ سمجھ رہے ہیں کہ کتنا اچھا ناچ رہا ہے، نہیں! جب وہ لات مارتا ہے تب اس کو جوش آتا ہے، کبھی سینے پر مارتا ہے ادھر سے پیٹ پر مارتا ہے، کبھی آگے سے مارتا ہے اور کبھی پیچھے سے مارتا ہے اور اس وجہ سے اس کا سرور جاتا نہیں، مست رہتا ہے اور تھوڑی دیر کے بعد مردہ کی طرح پڑ جاتا ہے ظالم، کیوں؟ لاتیں جو اس کی لگی ہیں اس کا بھی تو درد ہوتا ہے، جسم دکھتا ہے تکلیف ہوتی ہے، اس لیے وہ لیٹ جاتا ہے، پھر وہ لات کا مزہ ایسا ہوتا ہے جو اترتا نہیں، اگر کہیں کی آواز سنائی دیتی ہے تو بھاگتا ہے لات کھانے کے لیے (نعوذ باللہ من ذلك)

کس قوم کے ہو تم؟ کس نبی رحمت کے امتی ہو تم، ذرا سوچو اپنے مقام و مرتبہ کو پہچانو جناب۔ آنکھیں کھولو اور شعور و آگہی میں آؤ جناب، اللہ کے حبیب نے فرمایا کہ ناچنے والے پر شیطان حاوی ہو کر ناچنے والے کو لاتوں سے مارتا رہتا ہے۔ حتی یکون هو الذی یسکت وفی روایة اخری یسقط۔ یہاں تک کہ وہ لات کھا کھا کر مار کھا کھا کر گر جاتا ہے اور جب وہ گر گیا تو شیطان نے کہا چلو میرا کام پورا ہو گیا، تجھے گرانا تھا جو گرا دیا، ہم سمجھتے ہیں کہ اب جنون اترے گا، پوری خوشی کامل ہو گئی، باجے بجانے والا بجا رہا ہے اس پر بھی شیطان اتنا کیسے بجا رہا ہو گا؟ دیکھئے ایک آدمی اپنے دوسرے ہاتھ سے کام کر رہا ہے تو تھک جاتا ہو گا نا، مارنے والا مار رہا ہے، مار رہا ہے تو ہاتھ کیوں نہ تھکتا ہو گا، کہاں کی طاقت آ گئی، ذرا کسی کا کام کرو تو ہاتھوں میں درد ہوتا ہے لیکن بجانے والوں سے پوچھو، کیا ہاتھوں میں درد ہوتا ہے، ان کے اندر سرایت کر گیا نا، تو درد کہاں ہو گا، اِس نے تو اُس کو اپنا آلۂ کار بنا لیا اور قرآن میں اللہ نے فرمایا شیطان سے:

وَاسْتَفْزِزْ مَنِ اسْتَطَعْتَ مِنْهُمْ بِصَوْتِكَ وَاَجْلِبْ عَلَيْهِمْ بِخَيْلِكَ وَرَجِلِكَ وَشَارِكْهُمْ فِي الْاَمْوَالِ وَالْاَوْلَادِ وَعِدْهُمْ وَمَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطٰنُ اِلَّا غُرُوْرًا۔ شیطان سے فرمایا اُس نے کہا تھا، لَئِنْ اَخَّرْتَنِ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ لَاَحْتَنِكَنَّ ذُرِّيَّتَهٗ اِلَّا قَلِيْلًا۔ اے اللہ قیامت تک بھیج دے، مجھے موقع دے دے، میں اولاد آدم کو جڑ سے اکھاڑ پھینکوں گا، تباہ و تاراج کر دوں گا، اللہ نے بے نیازی کی شان ظاہر کی، فرمایا: قال اذهب جا، اے مردود بہکا دے فَمَنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ جو تیرے پیروکار ہوں گے فَاِنَّ جَهَنَّمَ جَزَآؤُكُمْ جَزَآءً مَّوْفُوْرًا۔ تو بیشک جہنم تم سب کی بھرپور جزا ہو گی۔ وَاستفزز مَن استطعت منهم بصوتك اپنی آواز نکال کر میرے بندوں میں جس کو چاہتا ہے بہکا لے۔

شیطان کی فوج کیا ہے؟ یہ گانے کی آواز شیطان کی آواز ہے، یہ بجانے کی آواز شیطان کی آواز ہے، یہ ڈی.جے. کی آواز شیطان کی آواز ہے، اللہ نے فرمایا کہ اپنی اِس آواز کے زہر سے جس کو متاثر کر سکتا ہے کر لے، واجلب علیهم ان پر اپنی فوج کو بھیج دے، اپنے لشکر کو حملے کے لیے چھوڑ دے، بخیلك اپنی سوار فوج کو بھی بھیج، ورجلك پاپیادہ فوج کو بھی بھیج اور حملہ کروا دے، وشارکهم فی الاموال والاولاد ان کے مالوں میں تو حصہ دار بن جا، اولاد میں تو حصہ دار بن جا، مال ہم کمائیں، شیطان کی مرضی کے مطابق خرچ

کریں، اولاد ہماری ہو اور شیطان کے اشارہ پر ناچتی رہے، فرمایا، تو کرلے اور جھوٹے وعدہ کرلے، بزرگ کہیں کہ مت کرو، نہیں! بڑی خوشی ہوگی اور سارے لوگوں میں عزت بڑھ جائے گی، لوگ کہیں گے وہ کیا ناچنے میں ماہر ہوگیا، گانے پر اس کو کتنا جوش آرہا ہے، ارے دنیا کے ساتھ چلنے کا ڈھنگ آیا، یہ دقیانوسی ذہن کا نہیں، قدامت پسند نہیں ہے، پرانے طور کے لوگ نہیں، نئی تہذیب کے دلدادہ ہیں، جیسے حالات کے تقاضے ہیں ویسے ہی ہمارے بچے چل بھی رہے ہیں، خوش ہو رہے ہو۔ کیونکہ شیطان جھوٹے وعدے دے رہا ہے، اس سے تمہارا فیوچر اچھا ہوتا ہے، اس سے لوگوں میں وقار بڑھتا ہے، اس سے آج آپ عام سماج میں پرانے لوگ نہیں قرار پاتے بلکہ نئی تہذیب والے لوگ قرار پاتے ہو، اچھے لوگوں میں تمہارا شمار ہوتا ہے، رائیز فیملی والے تم قرار پاتے ہو۔

مگر اللہ فرماتا ہے: وَمَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطٰنُ اِلَّا غُرُوْرًا۔ سنو! اس کے سارے وعدے جھوٹے ہیں، دھوکے کے وعدے ہیں، محشر میں وہ تمہارا ساتھ نہیں دے گا، بجانے اور گانے والے پر لعنت اللہ کے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمائی ہے، سنو! آج مصیبتیں آرہی ہیں کہ نہیں؟ زلزلے بھی آرہے ہیں کہ نہیں؟ یلغار ہورہی ہے کہ نہیں؟ بمباری ہورہی ہے کہ نہیں؟ بربادی ہورہی ہے کہ نہیں؟ یہ کیوں ہورہی ہے؟ کبھی آپ نے سوچا؟ سنو!

میں تم کو ایک حدیث پاک سناتا ہوں اور اسی پر اپنی بات ختم کرتا ہوں، مولائے کائنات، شیر خدا، علی مرتضٰی، حیدر کرار ﷛ سے روایت ہے، حضرت ابوھریرہ ﷛ سے بھی روایت ہے، جامع ترمذی میں ہے، ایک میں پندرہ کا ذکر ہے اور ایک میں سولہ کا ذکر ہے، جب میری امت ان خصلتوں میں مبتلا ہوگی نا، تو زلزلے بھی آئیں گے، پتھر پھینکے جائیں گے، زمین میں دھنسائے جائیں گے، اور تیز تند ہوائیں چلیں گی، مسلسل یلغار ہوگی انسانوں کی طرف سے، ایسی نشانیاں ظاہر ہوں گی جو رُکیں گی نہیں، پے در پے آتی رہیں گی، جیسے موتیوں کا ہار ہوتا ہے اس کی لڑی توڑ دی جائے تو وہ تسلسل سے گرنے لگتی ہیں، ویسے ہی عذاب آتے رہیں گے، مصیبتیں آتی رہیں گی، تو کیا خرابیاں ہوں گی، جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بیان کیا، اس میں سے ایک یہ ہے:

اِذَا اتُّخِذَ الْعَيْنِىءُ دُوَلًا وَالْاَمَانَةُ مَغْنَمًا وَالزَّكٰوةُ مَغْرَمًا وَتُعَلِّمُ لِغَيْرِ الدِّيْنِ وَاَطَاعَ الرَّجُلُ اِمْرَاَتَهٗ وَعَقَّ اُمَّهٗ وَاَدْنٰى صَدِيْقَهٗ وَاَقْصٰى اَبَاهٗ وَظَهَرَتِ الْاَصْوَاتُ فِى الْمَسَاجِدِ وَسَادَّ الْقَبِيْلَةَ فَاسِقُهُم وَكَانَ زَعِيْمُ الْقَوْمِ اَرْذَلَهُمْ وَاُكْرِمُ الرَّجُلُ مَخَافَةَ شَرِّهٖ وَظَهَرَتِ الْغَيْنَاتُ وَ الْمَعَازِفُ وَشُرِبَتِ الْخُمُوْرُ وَلَعَنَ آخِرُ هٰذِهِ الْاُمَّةِ اَوَّلَهَا فَلْيَرْتَقِبُوْا عِنْدَ ذٰلِكَ رِيْحًا حَمْرَاءَ وَزَلْزَلَةٍ وَخَسْفًا و مَسْخًا وَقَذْفًا وَاٰيَاتٍ تَتَابَعَ كَنِظَامِ بَالٍ قَطَعَ سِلْكَهٗ فَتَتَابَعَ۔

اللہ کے حبیب نے فرمایا، جب میری امت میں یہ بربادی آئے گی کہ جو مال غنیمت، مشترکہ جو مال ہے اس کو ذاتی ملکیت سمجھا جانے لگے گا، امانت کو غنیمت کا مال سمجھا جانے لگے گا، زکاۃ کو تاوان سمجھا جانے لگے اور دین کو چھوڑ دیا جائے گا، دنیا کا علم حاصل کیا جائے گا، بیٹا ماں کا نافرمان ہوگا، بیوی کا اطاعت گزار ہوگا، باپ کو دور کرے گا، دوستوں کو قریب کرے گا، شراب نوشی عام ہوگی، گانے والیاں عام ہوں گی، بجانے والیاں عام ہوں گی، بجانے کے آلات مضامین موسیقی کے سارے انتظامات چلنے لگیں گے، فروخت ہونے لگیں گے، مسجدوں میں آوازیں اونچی ہونے لگیں گی، اس امت میں بعد میں آنے والے پہلے آنے والوں پر لعن و طعن کریں گے، جب ان برائیوں میں میری امت مبتلا ہوگی، تو ان کو مطلع کرنا ہوگا قہر الٰہی کا، زلزلے آئیں گے، مصیبتیں آئیں گی، بلائیں آئیں گی، عذاب آئیں گے۔

میرے عزیزو! اِن میں سے دو تین چیزیں آج سماج سے متعلق ہیں خاص طور سے عنوان سے متعلق ہیں، کیا ہے؟ گانے والیاں عام ہوں گی، بجانے والے ہوں گے، بجانے کے آلات ہوں گے اور جب یہ سارے رقص و سرور کے انتظامات پھیلیں گے تو اللہ کی طرف سے عذاب آئے گا، تہذیب تباہ و تاراج ہوگی، عذاب آئے گا اور آج شادی بیاہ کے موقع پر شراب عام ہوگئی ہے۔ شراب یہ ام الخبائث ہے، قرآن مجید میں اس کو قطعی حرام قرار دیا۔ اللہ کے حبیب نے فرمایا جامع ترمذی میں ہے کہ جو شخص شراب کی ایک بوند پیئے گا تو اللہ تعالیٰ اس کی چالیس دن کی نمازیں قبول نہیں فرمائے گا اور دوزخ میں ڈال کر بھی دوزخیوں کا پیپ اس کو پلائے گا کیونکہ وہ ام الخبائث ہے۔

اگر شرعی قانون کی اسلامی ریاست ہوتی تو آنجناب کو اَسّی (۸۰) کوڑے کی سزا دی جاتی، یہ اتنی بری چیز ہے کیسے اس کا ارتکاب ہوسکتا ہے، تو نبی پاک ﷺ نے اسے حرام ہونے کو بتلایا، صحابۂ کرام نے پاکیزہ معاشرہ تشکیل دیا، جس کی برکتوں سے دنیا سرفراز ہوتی ہے، فرمایا شراب نوشی جائز نہیں، سود جائز نہیں اور پھر یہ اصرافِ بے جا رسومات اور فضول خرچی، یہ آتش بازیاں، یہ کمائی تمہاری ہے اور طریقہ شیطان کا ہے اور تم اس کو کہتے ہو کہ ہماری خوشیاں پوری ہو رہی ہیں، یاد رکھو! شیطان کو تم خوش کر رہے ہو، خدائے رحمٰن کے غضب کو تم دعوت دے رہے ہو، یہ بھی جائز نہیں، یہ بے جا چیزیں ہیں، رسومات ہیں اور ایسا نہیں کہ ان رسومات پر ایک ہی وقت میں سب کچھ کہا جا سکے، میں نے چیدہ چیدہ باتیں آپ کے گوش گزار کی ہیں، لیکن پھر بھی یہی کہنا پڑتا ہے ؎

یہ قصۂ لطیف ابھی نا تمام ہے
جو کچھ بیاں ہوا وہ آغاز باب تھا

عزیزانِ محترم! اب یہ تہیہ کریں ہم لوگ کہ جو چیزیں منکر اور حرام ہیں، قطعی طور پر جو چیزیں منع کر دی گئی ہیں، ہم ان سے پرہیز کریں گے اور مسلمان ہونے کی وجہ سے ان کا ارتکاب نہیں کریں گے۔ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا: اِجْتَمَاعُ الْمَلَاهِیْ فِسْقٌ جو شخص گانے بجانے کی چیزوں کو سنتا ہے وہ فسق کرتا ہے، وَالْجُلُوْسُ عَلَیْهَا فِسْقٌ وَمَعْصِیَةٌ اور ان کے پاس بیٹھنا فسق ہے بدکاری ہے، وَالتَّلَذُّذُ بِهَا کُفْرٌ اور مزہ لینا یہ کفر ہے، فرمایا کہ گر کوئی ایسی دعوت وتقریب ہو کہ جہاں پر اس کا پتہ نہیں تھا پہنچ گئے۔

شریعت اسلامیہ نے دو آپشن (Option) دِیے ہیں۔ اگر آپ سربراہِ قوم ہیں اور آپ کھڑے ہو کر رکوا سکتے ہیں تو جا کر رکوائیں اور منکر پر قدغن لگوائیں اور اس بے حیائی کے دروازہ کو بند کریں کیونکہ یہ اس امت کا کام ہے اور اگر آپ ایسے اختیار والے نہیں تو پھر آپ کو اجازت نہیں کہ آپ وہاں بیٹھ کر کھائیں، واپس آ جائیں اور پہلے سے معلوم ہو کہ دعوت میں یہ ہونے والا ہے تو اس کا قبول کرنا بھی درست نہیں اور جانا بھی جائز نہیں۔ فقہ حنفی کی کتابوں میں ہے شامی میں ہے، ہدایہ میں ہے اور شادی بیاہ کے موقع کی آخری بات سن لو، لڑکیوں سے ہاتھ ملائے جاتے ہیں، مختلف قسم کی غلط رسمیں کی جاتی ہیں اور اجنبی عورتوں کا بے محابہ مردوں سے اختلاط ہوتا ہے یہ بھی جائز نہیں:

مَنْ مَسَّ کَفَّ اِمْرَاء ةٍ لَیْست مِنْ هٰذِهٖ سَبِیْلٍ وَضَعَ عَلٰی کَفِّهٖ جَمْرَةٌ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ

سنو میرے آقا کا فرمان سن! جو کسی اجنبی عورت کو ہاتھ لگاتا ہے، تو اس کی ہتھیلی پر کل قیامت میں آگ کا انگارا رکھا جائے گا، برداشت کر سکتے ہیں، معمولی سی چنگاری برداشت نہیں کر سکتے تو وہ آگ کا انگارا ہوگا۔ وَمَنْ نَّظَرَ اِلٰی مَحَاسِنِ اِمْرَءَ ةٍ اَجْنَبِیَّةٍ مَنْ شَهْوَةٍ صُبَّ فِیْ عَیْنَیْهِ یَوْمِ الْقِیٰمة کہ شہوت کے ساتھ عورت کے کسی مقام کو دیکھتا ہے تو روزِ قیامت اس کی آنکھوں میں شیشہ پگھلا کے ڈالا جائے گا، ہے برداشت کرنے کی صلاحیت؟ میرے عزیزو! اِس سے ہم سب کو توبہ کرنے کی ضرورت ہے اور یہ تہیہ کرنا ہے کہ مولا تیری رضا کے لیے تیرے حبیب کی ہر سنت پر عمل کریں گے ہم اور ہم اپنی ہر تقریب میں خوشی کے موقع پر تیرا شکر ادا کریں گے اور تیری ناشکری نہیں کریں گے اور تیرے حبیب کے نقش قدم پر چلیں گے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ سے دعا ہے کہ پروردگار اس کانفرنس کو بامقصد بنائے اور اس کے جو اغراض ومقاصد ہیں اس کو تکمیل تک پہنچائے اور ہمارے ان بزرگوں حضرت سالم میاں قبلہ، حضرت ثقلین میاں قبلہ دامت برکاتہم العالیہ کے سایۂ عاطفت کو ہمارے سروں پر صحت وسلامتی کے ساتھ تادیر قائم ودائم رکھے اور ان بزرگوں کی سرپرستی میں یہ جو قافلہ چل پڑا ہے مولیٰ اس کو منزل سے ہمکنار فرمائے اور سب کو اپنی برکتوں اور رحمتوں سے نواز دے۔ آمین

تڑپنے پھڑکنے کی توفیق دے
دلِ مرتضٰی ، سوزِ صدیق دے
قوتِ عشق سے ہر پست کو بالا کر دے
دہر میں عشق محمد سے اجالا کر دے
خدا یا بحق بنی فاطمہ
کہ بر قول ایمان کنی خاتمہ
اگر دعوتم رد کنی و گر قبول — من دست ودامان آلِ رسول

وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

☆ رکن الثقلین فاؤنڈیشن، قصبہ ککرالہ، ضلع بدایوں
9456279256

تصوف وصوفیہ — **روحانی سلاسل**

قافلہ سالارِ سلسلۂ عالیہ نقش بندیہ مجددیہ، امام التارکین امیر المومنین خلیفۂ اول

حضرت ابوبکر صدیق کی روحانی زندگی، اسلامی خدمات

منظر محسن نعیمی☆

حضرت مولانا شیخ حشام کبانی اس وقت دنیا میں یورپ وعرب کے معروف عالم دین اور نقشبندی سلسلہ طریقت کے شیخ ہیں۔ دنیا کے اکابر علمائے اسلام میں گنے جاتے ہیں۔ انھیں حضرت عبداللہ فیض داغستانی اور مولانا شیخ ناظم سے خلافت واجازت حاصل ہیں۔ دنیا کے ۵۰۰، اہم ترین اسلامی شخصیت میں آپ کا شمار کیا جاتا ہے۔ بیروت لبنان سے آپ کا تعلق ہے لیکن ابھی ۱۹۹۰ء سے امریکہ میں مقیم ہیں۔ امریکہ اور یوروپ میں کھل کر وہابی تشدد کی مخالفت اور اہل سنت کی بھرپور نمائندگی کرتے ہیں۔ دیگر علمائے اہل سنت ومشائخ طریقت کے ساتھ آپ کی انفرادی خدمات کی بدولت آج امریکہ اور یورپ میں اہل سنت کی سینکڑوں مسجدیں، خانقاہیں اور سماجی ادارے قائم ہو چکے ہیں۔ ان کے مریدین لاکھوں کی تعداد میں پائے جاتے ہیں جن میں زیادہ تر امریکہ، کناڈا، ایران، یورپ، ملیشیا، انڈونیشیا میں ہیں۔ دہلی میں انٹرنیشنل صوفی کانفرنس میں شرکت کے لیے تشریف لا رہے ہیں، ان کے استقبال میں ان کے سلسلہ کے شیخ اوّل حضرت ابوبکر صدیق ﷺ پر یہ مضمون نذرِ قارئین ہے۔ (ادارہ)

امام حافظ ابونعیم احمد بن عبداللہ اصفہانی نے حضرت سیدنا ابوبکر صدیق ﷺ کی سیرت وشخصیت کی اپنے لفظوں میں یوں تصویر کھینچا ہے:

''سیدنا ابوبکر صدیق ﷺ وہ ہستی ہیں جنھوں نے تصدیق نبوت میں سبقت حاصل کی ہے، ان کا لقب ''عتیق'' ہے، انہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے قوت وتوفیق عطا ہوئی، آپ سفر وحضر میں رسول اللہ ﷺ کی صحبت سے مشرف رہے، آپ ہر لحاظ سے اُن کے لیے پُر شفقت رفیق ثابت ہوئے۔ وفات کے بعد بھی انہیں روضہ پُر نور میں رسول اللہ ﷺ کے ہم خواب ہونے کا دائمی شرف حاصل ہوا۔ قرآن کریم کی آیات میں آپ کی قابل فخر باتوں کا خصوصی تذکرہ ہے، اس سلسلے میں آپ تمام اخیار وابرار پر برتری رکھتے ہیں۔ آپ کا یہی شرف ہے جس پر صدیاں بیت چکیں مگر آپ کے مرتبے کی بلندی تک کسی صاحب قوت وبصیرت کو رسائی نصیب نہ ہو سکی۔ اِسی لیے رازوں اور بھیدوں کا جاننے والا رب العزت خود فرماتا ہے کہ ''وہ تو دو میں سے دوسرے تھے، جب وہ دونوں غار میں تھے، اس کے علاوہ بھی آپ کی شان میں آیات و احادیث کی نصوص وارِد ہوئی ہیں۔'' [1]

یہ بیانیہ تصویر ایک ایسے امامِ حدیث نے پیش کی ہے جو طریقت کی دنیا میں بلند مقام رکھتے ہیں، ان الفاظ میں ان تمام ابواب وفصول کی طرف اشارے ملتے ہیں جن سے سیرت صدیقی جھلکتی ہے۔ اب ہم ان کی حیات طیبہ کے چند گوشے پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں۔

ولادت مبارکہ: سیدنا ابوبکر صدیق کی ولادت مبارکہ واقعۂ فیل (جب حبشہ کا بادشاہ ابرہہ، مکہ مکرمہ پر حملہ آور ہوا، تاریخ تھی 17/محرم الحرام) سے تقریباً دو سال چار ماہ بعد ہوئی، [2] آپ رسول اللہ ﷺ سے دو سال چند ماہ چھوٹے تھے۔ [3] رسول اللہ ﷺ کی ولادتِ مبارکہ عامُ الفیل میں ہوئی۔ [4] تب تاریخ یہ تھی 22/اپریل 571ء۔ [5]

حافظ ابن عساکر، حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنھما کے حوالے سے نقل کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''جب ابوبکر صدیق کی ولادت باسعادت ہوئی تو اللہ تعالیٰ جنتِ عدن سے مخاطب ہوا، فرمایا ''مجھے اپنی عزت وجلال کی قسم، اے جنتِ عدن! تجھ میں صرف ان ہی لوگوں کو داخل کروں گا جو اِس بچے (ابوبکر) سے محبت رکھے گا۔ [6]

نام و نسب: سیدنا صدیق اکبر کا نام زمانۂ جاہلیت میں عبد الکعبہ تھا، رسول اللہ ﷺ نے تبدیل کر کے عبداللہ تجویز کیا۔ [7]

آپ کے والد ماجد کا نام ''ابوقحافہ عثمان تھا جن کا تعلق بنو تیم قبیلہ سے تھا۔ آپ کا نسب مُرّہ بن کعب پر رسول اکرم ﷺ سے جا ملتا ہے۔ نبی اکرم ﷺ اور سیدنا صدیق اکبر کے نسب میں مُرّہ تک 6 پشتیں ہیں۔ والدہ ماجدہ کا نام، اُمّ الخیر سلمٰی تھا۔ اُن کا نسب یوں ہے: سلمٰی بنت صخر بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم۔ [8]

القاب: آپ صدیق اور عتیق کے لقب سے ممتاز ہیں، جب کہ کنیت آپ کی ابوبکر ہے۔ "صدیق" لقب کی کئی وجوہات ہیں جن میں دو یہ ہیں: دیلمی، اُم ہانی رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں، تاجدارِ کائنات ﷺ نے فرمایا: یَا اَبَا بَکْرٍ اِنَّ اللّٰہَ سَمَّاکَ الصِّدِیق۔ [9] اے ابو بکر! اللہ نے آپ کا نام "صدیق" رکھا ہے۔ حافظ ابن عبدالبر اُس کی توجیح یوں بیان کرتے ہیں کہ "آپ نے ہر معاملے میں رسول اللہ ﷺ کی تصدیق کرنے میں پہل کی اس لیے آپ کا لقب صدیق رکھا گیا۔ [10]

"عتیق" لقب کی بھی کئی وجہیں علمانے بیان کی ہیں جن میں سے دو یہ ہیں "حضرت عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مَنْ اَرَادَاَنْ یَّنْظُرَاِلٰی عَتِیْقٍ مِنَ النَّارِفَلْیَنْظُرْاِلٰی وَجْہِ اَبِیْ بَکْرِبْنِ اَبِیْ قُحَافَہ۔ جو شخص دوزخ سے آزاد آدمی کو دیکھنا چاہے وہ ابوبکر بن ابوقحافہ کی زیارت کرے۔ علما کی دوسری جماعت کہتی ہے کہ آپ کے حسن وجمال اور خوب صورتی کی وجہ سے آپ کو عتیق کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔ [11]

حلیہ مبارک: اِمام ابن الجوزی نے سیدنا ابوبکر صدیق کا حلیہ بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ "آپ دُبلے پتلے انسان تھے، آپ کا چہرہ شگفتہ تھا، رخسار بھی ہلکے ہلکے تھے، پیشانی کشادہ تھی، منحنی جسم تھا، کندھے سینے پر جھکتے ہوئے دکھائی دیتے تھے، ہاتھوں کی انگلیاں نازک اور باریک تھیں، داڑھی کو مہندی سے رنگا کرتے تھے، آپ کا رنگ گورا تھا۔ [12] آپ کی نشو ونما مکہ مکرمہ میں ہوئی، کبھی کبھی تجارت کے لیے باہر جاتے، قریش میں اخلاق وعادات، فضل وشرف اور احسان کے لحاظ سے اہم مقام کے حامل تھے۔ [13]

میں شراب نوشی اور بت پرستی نہیں کی: سیدنا ابوبکر صدیق شروع ہی سے سلیم الفطرت تھے، شراب نوشی سے عمر بھر محفوظ رہے۔ ایک بار صحابۂ کرام نے پوچھا کہ زمانۂ جاہلیت میں کبھی شراب نوشی کی ہے؟ آپ نے فرمایا "میں اللہ کی پناہ مانگتا ہوں" صحابہ نے وجہ پوچھی، آپ نے فرمایا "مجھے اپنی عزت اور مال کی حفاظت مطلوب تھی، شراب نوشی عزت وآبرو کے لیے باعثِ نقصان ہے، رسول اللہ ﷺ کو یہ بات پہنچی تو آپ ﷺ نے دو مرتبہ فرمایا: صَدَقَ ابو بکر۔ [14]

ابوبکر سچ کہتے ہیں واقعی انہوں نے کبھی شراب نوشی نہیں کی۔ ایک ایسے معاشرے میں جہاں کھلے عام بتوں کی پوجا کی جاتی، آپ دورِ جاہلیت میں بھی بت پرستی سے محفوظ رہے۔

حضرت ابوہریرہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں انصار ومہاجر صحابہ کرام حاضر تھے، سیدنا ابوبکر صدیق نے عرض کی، یارسول اللہ! آپ کی حیاتِ مقدس کی قسم! میں نے کبھی کسی بت کو سجدہ نہیں کیا، یہ سنتے ہی حضرت عمر نے کہا "زمانۂ جاہلیت میں بت پرستی سے حفاظت کا دعویٰ کیوں کر ممکن ہے؟" اس پر حضرت ابوبکر صدیق نے اپنے بچپن کے اُس واقعہ کا ذکر کیا جب آپ کے والد ماجد ابوقحافہ آپ کو بت خانہ لے گئے مگر آپ نے بڑی حکمت ودانائی اور ذہانت و فطانت کا ثبوت دیتے ہوئے بت کو توڑ دیا، اس کی پوجا بھی نہیں کی۔

حضرت ابوبکر صدیق نے جب واقعہ سنایا تو سیدنا جبرئیل علیہ السلام آئے اور تین مرتبہ حضرت ابوبکر کی تصدیق کرتے ہوئے فرمایا "ابوبکر نے سچا واقعہ بیان کیا ہے۔" [15]

قبول اسلام: 18 سال کی عمر میں آپ نے حضور پیغمبر اسلام ﷺ کے ساتھ بغرض تجارت شام کا سفر اختیار فرمایا، اس موقع پر بحیرہ راہب کے یہاں اور راستہ میں پیغمبر اسلام ﷺ کی برکات کا مشاہدہ فرماتے رہے۔ [16] اعلان نبوی سے پہلے آپ نے ایک عجیب و غریب خواب دیکھا، آسمان پر چودھویں کا چمکتا ہوا چاند اچانک پھٹ گیا، اس کے ٹکڑے مکہ کے گھر گھر بکھر گئے، پھر یہ ٹکڑے سمٹ کر اکٹھے ہوئے اور یہ چمکتا ہوا چاند آپ کی گود میں آگیا۔ آپ نے اپنا یہ خوبصورت خواب تعبیر بتانے والے عالم کو سنایا تو اس نے تعبیر بتائی کہ "وہ نبی محتشم جن کا انتظار ہے، اس آخر الزماں نبی کے آپ مُعاونِ و مددگار ہوں گے" جب حضور اکرم ﷺ کی بعثت ہوئی تو آپ نے بغیر کسی پس وپیش کے اسلام قبول کرلیا۔ [17]

"یارِ غار" نے محبوب کے لیے سب نثار: سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنی دولت، غلامانِ اسلام کی آزادی، اشاعت اسلام اور تبلیغ دین کے لیے وقف کر رکھی تھی، آپ اسلام لائے تو آپ کے پاس چالیس (40) ہزار (درہم یا دینار) تھے، 35 ہزار آپ نے ہجرت سے پہلے اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کردیے اور جب مدینہ منورہ پہنچے تو آپ کے پاس صرف پانچ ہزار (5000) باقی تھے۔ مدینہ منورہ میں بھی آپ کے ہاتھ کھلے رہے اور آپ غریبوں، بے کسوں کی مدد کرتے رہے۔ یہاں تک کہ غزوہ تبوک کے موقع پر اپنا سارا سرمایہ راہ

اللہ اور عبد الرحمٰن اور آپ کی صاحبزادیاں عائشہ، اسماء اور آپ کے پوتے محمد بن عبد الرحمٰن اور نواسے حضرت عبد اللہ بن زبیر، یہ سب مومن اور شرفِ صحابیت سے مشرف ہیں۔ آپ کے سوا کوئی ایسا نہیں جس کو یہ فضیلت حاصل ہو۔ [22]

فراقِ جانِ جاناں میں اسیرانِ حسنِ مصطفےٰ کا حال : سنن ترمذی میں ہے کہ جانِ جاناں ﷺ کے وصال کے بعد سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ جیسے قوی اعصاب عاشق بھی حواس کھو بیٹھے اور شدت فراقِ محبوب میں ننگی تلوار ہاتھ میں لے کر مدینے کی گلیوں میں دیوانہ وار کہتے پھر رہے تھے کہ اگر کسی سے میں نے یہ سن لیا کہ رسول اللہ ﷺ وفات پا گئے تو اس کا سر اس کے بدن سے جدا کر دوں گا، دوسرے تمام صحابہ پر بھی ایک اضطرابی کیفیت طاری ہو گئی تھی۔ صحابۂ کرام کی اضطرابی کیفیت کی خبر جب حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تک پہنچی تو آپ فوراً صحابہ کے درمیان پہنچے اور بڑی دانش مندی اور دور اندیشی سے صحابہ کو مطمئن کیا۔ جب حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ لوگوں کے پاس آئے تو لوگ ان کی طرف متوجہ ہوئے، حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے حمد و صلاۃ کے بعد فرمایا

"تم میں سے جو آدمی محمد ﷺ کی عبادت کرتا تھا تو اسے معلوم ہونا چاہئے کہ وہ وفات پا چکے اور جو آدمی اللہ کی عبادت کرتا ہے تو یہ جان لے کہ اللہ زندہ ہے اسے موت نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا "محمد (بھی تو) رسول ہی ہیں (نہ کہ خدا) آپ سے پہلے بھی کئی پیغمبر (مصیبتیں اور تکلیفیں جھیلتے ہوئے اس دنیا سے) گزر چکے ہیں پھر اگر آپ ﷺ وفات فرما جائیں یا شہید کر دیے جائیں تو کیا تم اپنے (پچھلے مذہب کی) الٹے پاؤں پھر جاؤ گے (یعنی کیا اُن کی وفات یا شہادت کو معاذ اللہ! دین اسلام کے حق نہ ہونے پر محمول کرو گے؟) اور جو کوئی اپنے الٹے پاؤں پھرے گا تو وہ اللہ تعالیٰ کا ہرگز کچھ نہیں بگاڑے گا۔ اللہ تعالیٰ عنقریب (مصیبتوں پر ثابت قدم رہ کر) شکر کرنے والوں کو جزا عطا فرمائے گا۔ (آل عمران: 144)

راوی حدیث کہتے ہیں کہ اللہ کی قسم! حضرت صدیق اکبر کے پڑھنے سے پہلے گویا لوگوں کو یہ معلوم ہی نہیں تھا کہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت بھی نازل فرمایا ہے، جب آپ نے یہ آیت مبارکہ پڑھی تو لوگوں نے بہت کچھ سیکھ لیا، اس وقت کوئی ایسا بندہ نہیں تھا جو قرآن کریم کی اس آیت کی تلاوت نہ کر رہا ہو۔ [23] معلوم ہوا کہ حضرت ابو بکر صدیق صحابہ میں سب سے زیادہ دانش مند اور بقول ابن کثیر سب سے زیادہ علم قرآن رکھتے تھے، حالات سے مقابلہ کرنے اور اس کی اصلاح کرنے کی صلاحیت رکھتے تھے۔ سیدنا صدیق اکبر کو اپنے رفیق معظم ﷺ کی جدائی کا جو غم تھا، اس کی کیفیت وہم و گمان میں بھی نہیں آسکتی مگر اِن سب باتوں کے باوجود، صدمے سے نڈھال دلوں کی تعزیت و تسلی کا سامان آپ نے کیا، اگر نہ کرتے تو شاید کسی بھی عاشق کو سنبھلنے کا موقع نہ ملتا۔

خلافت صدیقی : رسول اللہ ﷺ کے وصال کے بعد ان کی خلافت کے لیے تمام لوگوں میں بہتر و برتر اُن کے اصحاب تھے جن کی دو قسمیں تھیں، مہاجرین و انصار، مہاجرین نے کہا کہ ہم خلافت کے زیادہ حق دار ہیں کیوں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے قرابت مند اور ان کے ساتھی ہونے کے علاوہ ان کے ساتھ دینے میں اپنے وطن کو چھوڑ کر، اپنے عزیز و اقارب سے بے تعلق ہو کر رہے ہیں۔

انصار کہتے تھے نہیں بلکہ ہم خلافت کے زیادہ حق دار ہیں، اس لیے کہ ہم نے اپنے شہر میں رسول اللہ ﷺ کو پناہ دی اور ان کے لیے اپنی جانیں فدا کیں۔ ایسے نازک وقت میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ایک مصلحانہ وہ مدبرانہ خطبہ دیتے ہوئے پہلے انصار کے محاسن و فضائل پر آیات و احادیث پیش کیا پھر ان سے ایک حدیث رسول بیان فرمایا جس کو رسول اکرم ﷺ نے ان میں سے بہت سے لوگوں کے سامنے بیان فرمایا تھا۔ وہ حدیث یہ تھی "حکومت کے حق دار قریش ہیں" اس حدیث رسول کو سن کر انصار بالکل خاموش ہو گئے اور سب نے سر تسلیم خم کر لیے پھر آپ نے خلافت کے لیے حضرت عمر فاروق اور حضرت ابو عبیدہ کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا کہ "تم ان میں سے جس سے چاہو بیعت کر لو میں تم سے خوش ہوں" یہ سن کر حضرت عمر فاروق نے کہا خدا کی قسم! اگر میری گردن مار دی جائے تو مجھے پسند ہے، بہ نسبت اس کے کہ میں اس قوم پر حکمرانی کروں جس میں ابو بکر جیسے شخص موجود ہوں۔

پھر حضرت عمر فاروق اور بڑے بڑے مہاجر و انصار صحابہ نے اپنی رضا اور خوشی کے ساتھ آپ کے ہاتھ پر بیعت کر لی اور ان کی اطاعت میں ایک دوسرے سے بڑھ کر پیش قدمی کرنے لگے۔ مولائے کائنات حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے کہا کہ اے ابو بکر! آپ کو ہمارے آقا تاجدار کائنات ﷺ نے دین کے کام میں آگے رکھا اور اپنے سامنے نماز میں امام بنایا۔ ہم آپ کو دنیا کے کام میں بھی اپنے آگے رکھیں گے، آپ ہاتھ بڑھائیں تا کہ میں بیعت کروں۔ [24]

خلیفۂ اوّل کا بے مثال پہلا خطبۂ خلافت :
خلافت کی بیعت لینے کے بعد حضرت ابوبکر صدیق نے جو خطبہ پڑھا وہ اسلام کی اصل حقیقت کی تصویر کھینچ رہا ہے اور اس راز کو ظاہر کرتا ہے جس کے سبب سے اسلام نے اتنی تیزی کے ساتھ پوری روئے زمین پر اپنا سایہ پھیلا دیا، وہ خطبہ یہ ہے:

''اے لوگو! میں تمہارا امیر مقرر کیا گیا ہوں اور اس میں کوئی شک نہیں کہ میں اس قابل نہیں تھا، میں تم سے بہتر نہیں۔ اگر میں اچھا کام کروں تو میری مدد کرنا، میں پھر جاؤں تو سیدھا کرنا، سچائی امانت ہے اور جھوٹ خیانت ہے، تم میں سے جو کمزور ہے وہی میرے نزدیک طاقت ور ہے، یہاں تک کہ میں اُس کو اُس کا حق لے کر دوں، تم میں جو طاقت ور ہے وہی میرے نزدیک کمزور ہے یہاں تک کہ میں اس سے حق وصول نہ کرلوں، تم میں سے کسی کو جہاد ترک نہیں کرنا چاہیے کیوں کہ جب بھی کوئی قوم جہاد کو چھوڑ دے گی اللہ تعالیٰ اس قوم کو ذلت میں مبتلا کردے گا۔ جب تک میں اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کی فرماں برداری کروں تو میری فرماں برداری کرنا، اگر مجھ سے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کا ارتکاب ہو تو تم سے فرماں برداری کروانے کا مجھے کوئی حق نہیں۔''

حضرت سیدنا صدیق اکبر کا یہ خطبہ ان کی متوازن شخصیت اور کردار کا آئینہ دار ہے اور دنیا بھر کے اُمرا وسلاطین، بالخصوص مسلم حکمراں و قائدین کے لیے اس خطبہ میں بڑا سبق ہے۔ [25]

خلافت صد یقی کے زرین اور اہم کارنامے :
حضرت ابوبکر صدیق نے اپنے دور خلافت میں مخالفین دین کا خوب محاسبہ فرمایا، آپ کے زمانۂ خلافت میں اسلامی فوج شام وعراق وغیرہ ملکوں کو فتح کرنے اور ان کے دفاع میں مصروف رہی۔ جو صدقات و زکوٰۃ اور جزیہ وغیرہ عہد رسالت میں لیا جاتا تھا حضرت ابوبکر صدیق کے عہد خلافت میں بھی تمام عرب سے وصول ہوتا رہا۔ مسیلمہ کذاب جس نے نبوت کا دعویٰ کیا تھا، اسود عنسی جس نے خدائی کا دعویٰ کیا تھا جس کی وجہ سے بہت بڑا فتنہ برپا ہوگیا، تقریباً اسی (80) ہزار آدمی اس کے گروہ میں شامل ہوگئے تھے۔ آپ کی حکمت وتدبر اور مجاہدانہ کردار سے یہ فتنہ ختم ہوا۔ [26] حضرت ابوبکر صدیق کی مدت خلافت کل ڈھائی سال کی تھی۔ 12 یا 13 ربیع الاول، 11ھ کو خلافت کی بیعت ہوئی، تیسرے سال 22 جمادی الآخر 13ھ میں وصال ہوا۔

فراق یار میں وصال یار : حاکم نے حضرت عبداللہ ابن عمر سے بیان کیا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی موت کا اصل سبب رسول اللہ ﷺ کی وفات تھی، اس صدمہ سے آپ کا جسم گھلنے لگا، یہی آپ کی وفات کا باعث ہوا۔ حضرت عائشہ صدیقہ نے بیان کیا ہے کہ والد محترم کی علالت کی ابتدا اس طرح ہوئی کہ آپ نے سات 7 جمادی الآخر بروز پیر غسل فرمایا۔ اس روز بہت سردی تھی جس کی وجہ سے آپ کو بخار آگیا، پندرہ روز تک آپ بیمار رہے۔ اس درمیان میں آپ نماز کے لیے بھی باہر تشریف نہ لے جاسکے۔ اسی بخار کے باعث 63 سال کی عمر میں پیر اور منگل کی درمیانی شب 22 جمادی الآخر، 13ھ میں اس دارِ فانی سے دارِ بقا کی طرف کوچ فرما گئے۔ وصیت کے مطابق آپ کی اہلیہ اسماء بنت عمیس نے غسل دیا، حضرت عمر نے نماز جنازہ پڑھایا، حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت طلحہ اور حضرت عبدالرحمٰن بن ابوبکر نے قبر میں اتارا، حجرۂ عائشہ میں رسول اللہ ﷺ کے پہلوئے مبارک میں اس طرح دفن کیے گئے کہ ان کا سر مبارک محبوب رب العلمین ﷺ کے شانہ کے مقابل رہا۔ [27]

ازواج (بیویاں) واولاد : حضرت سیدنا ابوبکر صدیق کے چھ 6 بچے تھے، تین بیٹے، تین بیٹیاں، یہ بچے چار بیویوں سے تھے۔ تفصیل یوں ہے عبداللہ اور اسماء ان دونوں کی والدہ کا نام قتیلہ تھا۔ عبد الرحمٰن اور حضرت عائشہ دونوں کی والدہ کا نام ام رومان تھا۔ محمد کی والدہ اسماء بنت عمیس تھیں اور ام کلثوم کی والدہ کا نام حبیبہ بنت خارجہ تھا۔

صدیق اکبر کے فضائل وخصائل کا تذکرہ سننا، سنت مصطفےٰ ہے: حافظ ابن عساکر بیان کرتے ہیں کہ تاجدار کائنات ﷺ نے حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ سے پوچھا ''کیا تم نے ابوبکر کے بارے میں بھی کچھ (منقبت کے اشعار) کہے ہیں؟ حسان نے عرض کیا جی ہاں! پھر آپ نے کچھ منقبت کے اشعار سنائے جنہیں سن کر آقا ﷺ بہت خوش ہوئے۔ چند اشعار کا اردو ترجمہ پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں

(1) جب تم اپنے سچے پکے بھائی کے دکھ درد کو یاد کرنے لگو تو اپنے بھائی ابوبکر کے کارناموں کو یاد کرلینا (2) آپ رسول اللہ ﷺ کے بعد تمام مخلوق میں سب سے افضل ہیں، آپ سب سے زیادہ متقی، عادل اور حقوق وذمہ داریوں کو نبھانے میں سب سے زیادہ وفادار ہیں۔ (3)

آپ رسول اللہ ﷺ کے ثانی، آپ کے فرماں بردار، ہمیشہ ساتھ رہنے والے اور ممدوح ومرجع خلائق ہیں۔ آپ ہی پہلے وہ شخص ہیں

جنہوں نے سب سے پہلے رسول اللہ کی تصدیق کی۔ [28]

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا "صدیق کی منقبت کہو میں سننا چاہتا ہوں" حضرت حسان بن ثابت سنا چکے تو حضور اکرم ﷺ خوش ہو کر مسکرا پڑے، مسکراہٹ سے آپ ﷺ کے دانت مبارک ظاہر ہو گئے، تاجدار کائنات ﷺ نے فرمایا حسان! تو نے سچ کہا ہے واقعی میرے صدیق ایسے ہی ہیں جیسے تو نے بیان کیا۔ [29]

ان روایات سے ثابت ہوا کہ نعت مصطفےٰ کی طرح منقبت صدیق اکبر سننا سنت مصطفےٰ ہے اور سنانا سنت صحابہ ہے نیز حضرت سیدنا صدیق اکبر کی مدح سرائی فضائل و خصائل پر اظہار مسرت، ہمارے آقا ﷺ کی سنت مبارکہ ہے۔ اور اللہ کے نیک اور محبوب بندوں کا ذکر کرنا اللہ تعالیٰ کی سنت ہے۔ اور یوں تو اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں انبیاے کرام اور ان امتوں کے حالات و واقعات کو بہت سی جگہوں پر تفصیل سے بیان کیا ہے، مگر کئی جگہیں ایسی بھی ہیں جہاں انبیا و مقبولین کے ذکر کو ہی عنوان کلام بنایا گیا ہے یہاں تک کہ کئی سورتوں کے نام بھی اس کے محبوب و مقبول بندوں کے نام پر ہیں جیسے محمد، ابراہیم، لقمان، مریم، انبیا وغیرہ۔ یہی وجہ ہے کہ تاریخ اسلام کے ہر دور میں صحابۂ کرام سے لے کر آج تک اللہ کے محبوب و مقبول بندوں کا ذکر کرنا ان کے حالات، واقعات، ریاضت و مجاہدات، مشاہدات و کمالات اور اقوال و فرمودات کا بیان کرنا ہر صاحب ایمان و محبت کا محبوب عمل رہا ہے۔

ائمہ محدثین، علماے کاملین اور اولیاے عارفین سب اپنے اپنے ذوق کے مطابق ان تذکروں کو لکھتے، پڑھتے سناتے اور سنتے رہے ہیں تاکہ اس سنت الٰہیہ پر عمل کی برکتیں نصیب ہوں اور اس کے محبوب بندوں کی بات سن کر کچھ ہماری بات بن جائے، ان کا حال جان کر کچھ ہمارا حال سنور جائے، ان کی بے داریاں دیکھ کر کچھ ہماری غفلت دور ہو، ان کی گریہ وزاری دیکھ کر ہمیں رونے کا طریقہ آئے، محبوب کے لیے ان کی بے قراریاں دیکھ کر ہم نفس کے قید سے چھٹکارا پائیں اور ان کی مستیاں اور مشاہدے دیکھ کر کچھ ہم لذت دید کے طالب بنیں۔

حوالے

(1) حلیۃ الاولیاء 29/1، (2) مختصر تاریخ دمشق 37/13 (3) تاریخ الخلفاء، ص 30 (4) المواہب اللدنیہ مع زرقانی 130/1 (5) رحمۃ للعٰلمین، قاضی محمد سلمان منصور پوری، جلد: 1، ص: 40 (6) مختصر تاریخ دمشق 69/13 (7) الاستیعاب 329/1 (8) الکامل فی التاریخ 402/2 (9) سُبل الھدیٰ، 252/1 (10) الاستیعاب 331/1 (11) الریاض النضرہ 78/1 (12) صفۃ الصفوۃ 242 (13) تاریخ الخلفاء 31 (14) الریاض النضرہ 201/1 (15) اِرشادُ الساری شرح صحیح البخاری 209-210/6 (16) المواہب اللدنیہ 197/1۔ مدارج النبوۃ، 26/2 (17) سُبل الھدیٰ و الرشاد، 303/2 (18) الاصابہ 334/2 (19) صحیح بخاری، کتاب المناقب (20) تذکرے اور صحبتیں، ص 29+28، بحوالہ: کتاب الزھد (21) کشف المحجوب، 109 (22) تفسیر مظہری، ج: 8، ص 405+404 (23) صحیح بخاری، کتاب الجنائز (24) حضرات القدس، شیخ بدرالدین نقشبندی سرہندی، (خلیفۂ اوّل حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی) (25) تاریخ تمدنِ اسلام، 66، مصنف: جرجی زیدان (26) حضرات القدس، بحوالہ: تاریخ الخلفاء (27) بخاری شریف کے ایمان افروز واقعات، تاریخ الخلفاء (28) الاستیعاب، 320/1 (29) کنز العمال، ج: 6، ص 320+318

☆ امام وخطیب مکہ جامع مسجد، ارشد نگر، جمشید پور، جھارکھنڈ
07070281510

ہند میں اسلام کی باغ و بہار خواجہ غریب نواز کی دعوت و تبلیغ کا ثمرہ

عطاء الرحمن نوری ☆

ہندوستان نکہتوں، گلشنوں، رعنائیوں، خوشبوؤں اور باغ و بہار کی سرزمین ہے۔ سرزمین ہندوستان متعدد وجوہ سے اہمیت و خصوصیات کی حامل ہے۔ بھلا وہ دھرتی جہاں سب سے پہلے نبی ابوالبشر سیدنا آدم علیہ السلام اتارے گئے، بابا آدم نے اسی سرزمین پہ اشک ندامت بہائے، تین سو سال تک روتے رہے اور آسمان کی طرف آپ نے حیا کی وجہ سے سر نہیں اٹھایا، آپ نے دعائیں اسی جگہ مانگیں، آپ کی توبہ یہیں قبول ہوئی، پیارے مصطفیٰ ﷺ کا وسیلہ رب کی بارگاہ میں آپ نے اسی دھرتی پر پیش کیا، محمد رسول اللہ ﷺ کے نام پاک کا نعرہ وغلغلہ زمین پہ سب سے پہلے یہیں بلند ہوا، بعض روایتوں میں ہے کہ حضرت شیث علیہ السلام کا مزار پاک بھی ہندوستان میں ہے (اجودھیا میں بتایا جاتا ہے)، توالد وتناسل کا سلسلہ بھی غالبًا یہیں سے شروع ہوا گویا کہ ہندوستان تمام مسلمانوں اور انسانوں کا آبائی وطن ہے۔ سید الملائکہ جناب جبرئیل علیہ السلام حضرت آدم علیہ السلام کی بارگاہ میں سب سے پہلے سرزمین ہند پہ آئے۔

سب سے پہلے اذان بھی یہی ہوئی ہوئی۔ سب سے پہلی نماز بھی یہیں ہوئی، جو آپ نے قبول توبہ کے شکرانے میں ادا فرمائی۔ آپ نے چالیس حج اور ایک ہزار عمرے بھی اسی سرزمین ہند سے مکہ پیدل جا کر ادا فرمائے، کعبہ چوں کہ آپ کی تخلیق سے دو ہزار سال پہلے فرشتوں کے ذریعے تعمیر ہو چکا تھا۔ جنتی اوزار بھی یہی اتارے گئے۔ جنتی برگ و ثمر اور خوشبوئیں یہیں اتاری گئیں (حضرت آدم علیہ السلام کے ساتھ انجیر کے پتے، عجوہ کھجور، کیلا اور لیموں وغیرہ اتارے گئے تھے) فصل گل و شبنم، پیڑ پودے اور کھیتیاں سب سے پہلے اسی دھرتی پہ لہلہائیں۔ حضور ﷺ لوگوں کو ہندوستانی جڑی بوٹی ''عود ہندی'' کے استعمال پر زور دیتے تھے کہ اس میں سات بیماریوں سے شفا ہے۔

جس ملک سے پیغمبر اسلام کی والہانہ محبت کا عالم یہ ہے کہ وادیٔ حجاز میں ہند کی خوشبوئے محبت کو محسوس کرتے ہو وہ مقدس سرزمین اسلام کی دعوت وتبلیغ سے کیسے محروم رہ سکتی تھی۔ دور رسالت ہی میں یہاں اسلام کی شمع روشن ہو چکی تھی۔ مالابار کے راجہ زمورن سامری نے محیر العقول معجزہ ''شق القمر'' کو اپنی آنکھوں سے دیکھا اور کچھ دن بعد اسلام قبول کرلیا۔ ہند سے ایک وفد بارگاہ رسالت میں زنجبیل (سونٹھ) کا تحفہ لے کر حاضر آیا تھا (مستدرک، حاکم، ج۴ص ۳۵، بحوالہ: سلطان الہند، ص۱۳، از: ڈاکٹر محمد عاصم اعظمی)

ہندوستان پر کئی مجاہدین نے فوج کشی کی۔ غزوۂ ہند کا یہ ذوق محض کشور کشائی کے جذبے سے نہیں تھا بلکہ انہوں نے جہادِ ہند کے لیے پیش رفت ارشاد نبوی کی تکمیل کے لیے کی تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میری امت کے دو گروہوں کو اللہ تعالیٰ نے جہنم کی آگ سے محفوظ رکھا ہے۔ ایک وہ گروہ جو ہندوستان میں جہاد کرے گا اور دوسرا وہ گروہ جو حضرت ابن مریم کا ساتھ دے گا۔ (مرجع سابق، ص۱۳)

مسلم فاتحین وسلاطین نے طاقت وقوت کے زور پر ہندوستان میں شمع اسلام کو روشن کیا۔ تاج وتخت کے مالک بنے اور شاہانہ طمطراق کے جلوے دِکھا کر رخصت ہو گئے اور ان کے ساتھ ہی شمع اسلام ٹمٹما کر ماند پڑ گئی۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ سرزمینِ ہند پر مجاہدین آئیں، تاجروں کے قافلے آئیں، داعیانِ دین تشریف لائیں، مگر اسلام کو استحکام کیوں حاصل نہ ہوا، اسلام کے اثرات لحاتی کیوں تھے؟ درحقیقت قدرت خداوندی نے ہندوستان کی فتح اور یہاں اسلامی اقتدار کا قیام ایسے فرزند توحید کے نام لکھ دیا تھا جس نے للّٰہیت، ربانیت، عشق خدا، ذوق اتباع سنت، حب رسول، دل سوزی، بلند ہمتی، تازگی فکر، نور بصیرت، فراست ایمانی، حقیقت پسندی، اعتقاد صحیح، عمل صالح، وسعت قلب ونظر اور اخلاص وایثار کی متاع گراں بہا سے شمع اسلام کو بقا کی تابندگی عطا کی۔

اسے دنیا قطب الاقطاب، معین الملۃ والحق، خواجۂ خواجگاں حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری کے نام سے جانتی ہے۔ مجاہدین، تاجروں، خودمختار حکمرانوں سے اسلام کو وہ استحکام نہ مل سکا جیسا نائب النبی فی الہند نے عطا فرمایا۔ آپ نے صبح قیامت تک کے لیے اسلامی

بنیادوں کو مضبوط و مستحکم فرمادیا۔ہم ہندوستانیوں کو بھی چاہئے کہ رسول اکرم ﷺ کی نگاہ خاص کے فیوض و برکات کو حاصل کرتے ہوئے مقصد خواجہ پر عمل کریں، دعوت و تبلیغ کا فریضہ انجام دیں اور بزرگان دین سے محبت کا تقاضہ بھی یہی ہے کہ ان کے مشن کو عام کیا جائے۔

اللہ پاک نے سلطان الہند، عطائے رسول حضرت خواجہ غریب نواز چشتی اجمیری قدس سرہ (۵۳۴/۶۳۳ھ) کو وہ عزت و عظمت اور رفعت و بلندی سے سرفراز کیا کہ اہل تاریخ و سیر کی تو بات دیگر ہے، اربابِ سیاست وحکومت بھی غریب نواز کی حکومت و سلطنت کو اب بھی تسلیم کرتے ہیں۔حضرت خواجہ غریب نواز ہندوستان کیا آئے بہار آگئی، اسلام کی رونق وروشنی نے کفر وضلالت اور نفاق و جہالت سے لوگوں کے قلوب کو مجلیٰ و مصفیٰ کیا۔آج دین کی جو باغ و بہار نظر آرہی ہے وہ حضرت خواجہ غریب نواز قدس سرہ کی ہی تبلیغی کاوشوں اور بے پناہ دینی مشقتوں کا ثمرہ ہے، کیوں نہ ہو کہ خود ہمارے آقا حضور رحمت عالم ﷺ نے اپنے دربارِاقدس میں حاضری کے وقت یہ بشارت سنائی:

”اے معین الدین! تو میرے دین کا معین ہے، میں نے تجھے ہندوستان کی ولایت عطا کی، وہاں کفر وظلمت پھیلی ہوئی ہے۔تو اجمیر جا، تیرے وجود سے ظلمت و کفر دور ہوگی اور اسلام کی رونق بڑھ جائے گی۔“

(سیر الاقطاب،ص:۱۴۴)

اسی طرح حج کے دوران کعبہ میں حضرت خواجہ یادالٰہی میں مشغول تھے تو آپ نے ایک غیبی آواز سنی ”اے معین الدین! ہم تجھ سے خوش ہیں، ہم نے تجھے بخش دیا جو کچھ چاہے مانگ عطا کروں۔“

(اہل سنت کی آواز، مارہرہ شریف، ص:۱۵۸)

یہ تمام بشارتیں اور خوش خبریاں حضرت غریب نواز کی بارگاہ الٰہی میں مقبولیت کی واضح روشن دلیلیں ہیں۔یہ حقیقت ہے کہ جو بندہ اللہ تعالیٰ کا ہو جاتا ہے ساری کائنات اس کے تابع ہو جاتی ہے۔خود خالق کائنات اس بندہ کی مدد و اعانت فرماتا ہے۔فرمان باری تعالیٰ ہے: اگر تم دین خدا کی مدد کروگے اللہ تمہاری مدد کرے گا۔(سورہ محمد، ۴۷/۷)

حقیقت یہ ہے کہ اولیائے کرام اور صوفیائے عظام نے اللہ تعالیٰ کے دین کی تبلیغ و اشاعت، اس کی عبادت و ریاضت اور تقویٰ وطہارت کو اپنا اوڑھنا، بچھونا بنالیا تو خداوند قدوس نے انہیں وہ عزت و عظمت عطا فرمائی جو ہماری نگاہوں کے سامنے ہے۔آج ہر ایک دکھ درد کا مارا، اولیائے کرام کے مزارات پر حاضر ہو کر سلام نیاز پیش کرتا ہے اور اپنے من کی مراد پاتا ہے۔اولیائے کرام ہی دین کے سچے پاسبان وعلم بردار ہیں، یہی گروہ فرمان باری تعالیٰ وکونو امع الصدقین کی سچی تفسیر ہے۔ان نفوس قدسیہ کی طرف ہمارا قلبی لگاؤ ہونا اِس پرفتن دور میں نہایت ضروری ہے۔حضرت خواجہ غریب نواز نے ہندوستان میں آکر اسلام کو خوب پھیلایا، اسلامی شریعت سے لوگوں کو آشنا کیا، ظلمت کدۂ ہند کو دین مصطفےٰ کے نور سے روشن کیا، آپ نے اس تبلیغی مشن کو ۴۵ سالوں تک جاری رکھا۔آپ کے دم قدم سے اسلامیات و دینیات کا خوب فروغ ہوا، جسے تاریخ میں کبھی بھلایا نہیں جاسکتا۔

غریب نواز ہندوستان کیا تشریف لائے، اسلام آیا، ایمان کی بادِ بہاری چلی۔محبت واخوت، صداقت ودیانت، عدل وانصاف، مساوات و رواداری کا نظام برپا ہوا۔نہ تیر اٹھا نہ تلوار اٹھی، نہ تو بت پرستی کی مذمت کی، نہ تو بتوں اور بت خانوں کو چھوا، نہ چھیڑا۔یہ تو محض ان کی نگاہ کیمیا گر کی کشش تھی۔ترشول برداروں کا جتھا کا جتھا آیا، جب نظر اٹھی، سب اس نظر پر تاثیر کا اسیر ہو کر رہ گئے۔وہ ہندوستان جہاں بت پرستی عام تھی وہاں توحید پرستی عام سے عام تر ہوگئی پھر ایک دن وہ آیا، غریب نواز ہندوستان کا طغرائے افتخار قرار پائے۔اب حکمراں کوئی بھی ہو، ان کی چوکھٹ پر جبیں سائی کرتا دکھائی دیتا۔یہ نہ صرف ہندوستان تک محدود تھا، دنیا کے تاجوروں کا تانتا بندھ گیا جو اس تاجدارِ ہند کی ڈیوڑھی جان و دل کا نذرانہ لیے حاضر آیا۔ہندوستان میں مذہبی مقامات اور مذہبی تہواروں کی کمی تو نہیں، مگر مختلف قوموں کا اجتماع امرا، رؤسا، وزرا و حکمراں کی جو بھیڑ یہاں اکٹھی ہوتی ہے وہ کہیں اور نظر نہیں آتی۔

مورخین نے لکھا ہے کہ حضرت خواجہ کی دعوت و تبلیغ پر نوے لاکھ سے زیادہ کفار و مشرکین نے اسلام قبول کیا۔یہ حضرت خواجہ کا ایسا کارنامہ ہے کہ تاریخ میں اس کی مثال نہیں ملتی۔آج ہندوستان میں ایمان واسلام کی جو بہار اور نور نظر آرہا ہے یہ سب حضرت خواجہ غریب نواز علیہ الرحمہ کی دعوت و تبلیغ ہی کا ثمرہ ہے۔آپ نے تقریبا ۴۵ سال تک سرزمین ہند پر دعوت توحید اور تبلیغ دین فرمائی اور ظلمت کدۂ ہند میں اسلام کا اُجالا پھیلایا۔قطب الاقطاب سید الاتقیاء، نیر آسمانِ معرفت معین الملۃ والحق والدین کا اسم گرامی معین الدین ہے والدین حسن کہہ کر پکارتے۔آپ نجیب الطرفین سید تھے۔شجرۂ نسب بارہویں پشت میں امیر المومنین

حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے جاملتا ہے۔آپ مادرزاد ولی ہونے کے ساتھ بلند پایہ عالم،مصنف اور شاعر بھی تھے۔دلیل العارفین،زبدۃ العقائد اور دیوان آپ کی یادگار تصانیف ہیں۔''فوائدالسالکین'' آپ کے ملفوظات کا مجموعہ ہے جسے حضرت بابا فریدالدین رحمۃ اللہ علیہ نے مرتب فرمایا تھا۔اب نائب النبی فی الہند سرکار غریب نواز علیہ الرحمہ کے کچھ ارشادات وتعلیمات نقل کیے جاتے ہیں جو بڑے بامعنی اور زندگیوں میں انقلاب برپا کرنے والے ہیں:

خدا شناسی :(۱)خدا کی شناخت اس شخص کو ہوگی جو غفلت سے علاحدہ رہے اور خود کو عارف نہ سمجھے۔(۲)عارف کی نشانی یہ ہے کہ خدا کے سوا تمام چیزوں کی محبت دل سے نکال دے۔(۳)خدا جس کو دوست رکھتا ہے اس کے سر پر بلاؤں کی بارش کرتا ہے۔(۴)عارف وہی ہے جس میں تین رکن پائے جائیں، ہیبت، تعظیم اور حیا۔(۵)ہر دور میں دنیا میں خدا کے سیکڑوں ایسے مقبول وپیارے بندے ہوتے ہیں جنھیں کوئی نہیں جانتا،وہ گم نامی کے گوشے میں انتقال فرما جاتے ہیں۔لہٰذا دنیا کو اولیائے کرام سے خالی مت سمجھو۔(۶)توکل یہ ہے کہ خلعت کا رنج ومصیبت اٹھائے اور کسی سے شکایت اور اظہار نہ کرے۔

نماز :(۷)ہر روز آسمان سے دو فرشتے اترتے ہیں ان میں سے ایک پکارتا ہے کہ جس سے فرض الٰہی دانستہ ترک ہوا،وہ اللہ تعالیٰ کی ضمانت سے باہر ہوگیا،پھر دوسرا کہتا ہے کہ جس نے رسول اللہ ﷺ کی سنت کو ترک کیا وہ قیامت کے روز شفاعت سے محروم رہے گا۔(۸)خدائے عزوجل نے کسی عبادت کے بارے میں اتنی تاکید نہیں فرمائی جتنی نماز کے لیے۔(۹)نماز مومنین کی معراج ہے اس کی حفاظت کامل طور پر کرنی چاہئے۔(۱۰)نماز قرب الٰہی کا زینہ ہے۔(۱۱)نماز ایک عہدہ ہے،اگر اس عہدہ سے سلامتی کے ساتھ بری الذمہ ہوگیا تو نجات ہے ورنہ خدا کے سامنے شرمندگی کی وجہ سے منہ سامنے نہ ہوگا۔(۱۲)اگر نماز کے ارکان ٹھیک طور پر ادا نہ ہوئے تو وہ پڑھنے والے کے منہ پر ماردی جاتی ہے۔

نیکی کی رغبت :(۱۳)نیک کام کرنے سے بہتر نیکوں کی صحبت اور برے کام کرنے سے بدتر بروں کی صحبت ہے۔(۱۴)گناہ کرنے سے اتنا نقصان نہیں ہوتا جتنا کہ اپنے کسی بھائی کو حقیر یا ذلیل سمجھنے سے۔(۱۵)مذہب اہل سلوک میں پانچ چیزوں کا دیکھنا عبادت ہے۔خواہ وہ چیزیں الگ الگ کیوں نہ دیکھی جائیں (1)والدین کو دیکھنا(2)قرآن مجید کو دیکھنا(3)علمائے ربانی کو دیکھنا(4)خانۂ کعبہ کو دیکھنا(5)اپنے پیر طریقت کو دیکھنا۔(۱۶)جو شخص چاہتا ہے کہ محشر کے المناک عذاب سے محفوظ ومامون رہے تو اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ مصیبت زدوں کی فریادرسی کرے،عاجزوں کی حاجت روائی کرے اور بھوکوں کو پیٹ بھر کھانا کھلائے۔(۱۷)جو شخص باوضو سوتا ہے اس کی روح زیر عرش سایہ کناں رہتی ہے۔(۱۸)الحمد شریف کثرت سے پڑھنا حاجت روائی کے لیے اکسیر علاج ہے۔(۱۹)ماں باپ کا منہ دیکھنا اولاد کے لیے عبادت ہے۔جو لڑکا والدین کی قدم بوسی کرتا ہے اس کے پہلے گناہ معاف کردِیے جاتے ہیں۔فرمایا خواجہ بایزید بسطامی علیہ الرحمہ نے کہ میں نے جس قدر مراتب پائے اپنے والدین سے پائے۔(۲۰)عالم کی زیارت اور درویشوں کی دوستی نزول برکت کا سبب ہوتی ہے۔

اصلاح نفس :(۲۱)چار عمل نفس کے لئے زینت ہیں، بھوکے کو کھانا کھلانا،مظلوم کی امداد کرنا اور دشمن سے مہربانی اور سلوک سے پیش آنا۔(۲۲)چار صفتیں نفس کے جوہر ہیں:عسرت میں غنا کا اظہار کرنا، بھوک کے وقت سیری کا اظہار کرنا،غم کے وقت خوش رہنا، دشمن کے ساتھ دوستی کرنا۔

اصلاحی فرامین:(۲۳)محبت کے چار درجے ہیں: ہمیشہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا،ذکر الٰہی بدرجہ اتم کرنا،اس کے ذکر میں خوش وخرم رہنا،وہ اذکار واشغال اختیار کرنا جو دنیاوی محبت کے مانع ہوں اور ہمیشہ روتے رہنا۔(۲۴)صحبت کا اثر ضرور ہوتا ہے۔بری صحبت سے بُرا اثر اور نیک صحبت سے اچھا اثر ہوتا ہے۔(۲۵)شقی وہ ہے جو گناہ کرے اور امید رکھے کہ میں مقبول بندہ ہوں۔(۲۶)جھوٹی قسم کھانے والے کے گھر سے برکت جاتی رہتی ہے اور وہ برباد ہوجاتا ہے۔(۲۷) قبرستان عبرت کی جگہ ہے وہاں جاکر ہنسنا یا قہقہہ لگانا یا کھانا پینا یا کوئی اور دنیاوی فعل نہیں کرنا چاہئے۔(۲۸)موت سے پہلے توشۂ آخرت تیار کرو اور موت کو ہر وقت سر پر رکھو۔

اللہ پاک ہمیں بزرگوں کے دامن سے وابستہ رکھیں اور اوصاف حمیدہ سے مزین ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین

☆☆☆

☆مبلغ سنی دعوت اسلامی (جرنلسٹ) مالیگاؤں،ضلع ناسک
مہاراشٹر (انڈیا) موبائل نمبر: 9270969026

علمائے اسلام — معیار کامیابی

حضرت شیخ الاسلام اور فن خطابت

۱۳،۱۴،۱۵ جنوری ۲۰۱۵ء کو بیلگام، کرناٹک میں ہوئے ''کل ہند حضرت شیخ الاسلام سیمینار'' میں پڑھا گیا یہ مقابلہ

صادق رضا مصباحی☆

خطابت ورثۂ پیمبری ہے اور نہایت عظیم ترین فن، ایسا فن جس کی تاریخ دراصل حیرت ناکیوں اور فسوں کاریوں سے عبارت ہے۔ خیال رہے کہ میں خطابت کی بات کر رہا ہوں تقریر کی نہیں کیوں کہ میرے فہم ناقص میں تقریر اور خطابت الگ الگ ہیں۔ ہاں تقریر کو خطابت کا اردو ملفوف کہا جاسکتا ہے۔ تقریر اور خطابت کے درمیان ایک لطیف سا فرق ہے جو دونوں کے درمیان ایک باریک سی لکیر کھینچ دیتا ہے جس کا احساس صرف ذوق لطیف ہی کو ہوسکتا ہے۔ ورنہ ہمارے معاشرے میں تو ہر مقرر کو خطیب الہند، خطیب اہل سنت اور نہ جانے کس کس خطاب سے ملقب کیا جاتا ہے اور جنابِ ''خطیب'' بھی اپنے تئیں خوش گمانی میں زندگی گزارتے ہیں۔

خطابت دراصل لہجے کے اتار چڑھاؤ، آواز کے زیر و بم اور احساسات کے مدوجزر کا نام ہے۔ چیخ و پکار، گلے پھاڑنے اور دہاڑنے کا نام خطابت نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ تقریر تو ہر کوئی کرسکتا ہے مگر خطابت خوش نصیبوں کے ہی مقدر میں لکھی ہوتی ہے۔ خطابت صحیح معنوں میں جادوگری ہے، ساحری ہے، پانی میں آگ لگا دینے کا عمل ہے، شہباز کو ممولے سے لڑا دینے کا ہنر ہے اور ظالم مالک کے سامنے مزدور کو قوت حوصلہ عطا کرنے کا فن ہے۔ دنیا بھر میں جب بھی، جتنے بھی، جہاں کہیں بھی اور جو بھی انقلابات آئے ہیں، خطبا کی ساحری اور جادوگری کی لہروں پر ہی آئے ہیں۔

قرآن کریم نے بالکل صحیح فرمایا ہے: اِنَّ الْبَیَانَ لَسِحْرٌ یعنی بیان (خطابت) جادو ہے۔ واقعہ یہی ہے کہ یہ جادو کی طرح اثر کرتی ہے۔ انبیائے کرام کی تاریخ اٹھا کر دیکھیں۔ یہ اپنے دور کے بہترین خطیب تھے۔ اللہ عزوجل نے ان کے اندر خطابت کی سارح خوبیاں ودیعت فرمادی تھیں۔ وہ جب ان قدرتی خوبیوں کو بروئے کار لاتے تھے تو دلوں کی بنجر زمین پر کشت ایمان لہلہا اٹھتی تھی۔ نبی کریم ﷺ کی سیرت طیبہ کا مطالعہ کریں۔ آپ اَفْصَحُ الْعَرَبِ وَالْعَجَم تھے۔ آپ جیسا خطیب بھلا چشم فلک نے کب دیکھا ہوگا۔ یہ آپ کی نطق کی ساحری اور گویائی کا اعجاز ہی تھا کہ تئیس سال کی قلیل مدت میں صحرائے عرب میں کم و بیش لاکھ چوبیس ہزار مردان خدا اسلام قبول کرچکے تھے۔

شیخ الاسلام حضرت مدنی میاں کچھوچھوی مدظلہ العالی کی شخصیت خطابت کے اسی تسلسلِ پیہم کا نام ہے جس کا سرا سلسلہ بسلسلہ ہمارے آقائے کائنات ارواحنا فداہ ﷺ کی مبارک گویائی سے جاملتا ہے۔ حضرت مدنی میاں دور حاضر میں عنوان خطابت کا ایک جلی عنوان ہیں اور اہل سنت کی ایک عظیم ترین علمی شخصیت جو نہ صرف خطیب بلکہ ایک دانشور، محدث، مفسر، عالم دین، مدبر، مفکر اور شیخ طریقت کی حیثیت سے بھی برصغیر کے علما و مشائخ کی صفِ اول میں شہ نشین ہیں۔ آج اہل سنت میں آپ کو مقام امتیاز و اعتبار حاصل ہے۔

کچھوچھہ مقدسہ کے مبارک خانوادے خانقاہ اشرفیہ میں پروان چڑھنے والا یہ شاہ زادہ، کسے معلوم تھا کہ ایک دن آسمان خطابت پر نیر تاباں بن کر چمکے گا اور اس کی تابناکیوں سے نہ جانے کتنوں کے خانۂ دل میں ایمان کے قمقمے روشن ہو اٹھیں گے۔ حضرت شیخ الاسلام کی خطابت کی گوہر فشانیاں نصف صدی سے زائد عرصے پر محیط ہیں۔ ان کے خطابات سننے اور ان کے خطبات کے مجموعے کے مطالعے کے بعد کہا جاسکتا ہے کہ خطابت کی سارح خوبیاں حضرت کے اندر بدرجۂ اتم موجود ہیں۔ خطبات برطانیہ، خطبات حیدرآباد، خطبات نظامیہ اور خطبات شہادت وغیرہ میرے اس دعوی کی دلیل کے لیے بہت کافی ہیں۔ یہ خطبات محض خطبات نہیں بلکہ علم و فکر اور معانی و مفاہیم کا ایک بحر مواج ہے جو ذہن و فکر کے ساحل سے ٹکرا رہا ہے۔ خطبات برطانیہ کے مطالعے کے بعد مجھے حیرت ہوئی کہ اس میں ایسی یکسانیت اور ربط و تسلسل ہے جو تحریروں کا خاصہ ہوتا ہے۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ

حضرت شیخ الاسلام نے یہ خطبات محض وقت گزاری اور عقیدت مندوں سے نذرانہ بٹورنے کے لیے نہیں بلکہ پوری پلاننگ اور گہرے مطالعے کے بعد سامعین کے حوالے کیے ہیں۔

آج خطابت کے کئی معانی لے لیے گئے ہیں ان میں ایک تو وہ ہے جسے توسیعی خطبہ کہا جاتا ہے اس کے لیے کسی دانشور کو منتخب موضوع پر گفتگو کرنے کی دعوت دی جاتی ہے۔ زیادہ تر ایسا ہوتا ہے کہ مہمان دانشور اپنا خطبہ تحریر کر کے تشریف لاتے ہیں اور پھر بعد میں یہ خطبہ یا اِس نوع کے خطبات کا مجموعہ مرتب ہو کر شائع ہو جاتا ہے۔ اس زمرے کی درجنوں کتابیں مارکیٹ میں دستیاب ہیں۔ بعض مقررین کی تقریروں کی ریکارڈنگ کو نقل کر کے تحریر کا لباس پہنا دیا جاتا ہے۔ اس طرح کی بھی بہت ساری کتب مارکیٹ میں دعوت نظارہ دے رہی ہیں اور اپنے اپنے حلقے کو متاثر کر رہی ہیں مگر بلا مبالغہ کہا جا سکتا ہے کہ خطبات برطانیہ کا رنگ و آہنگ ہی الگ ہے اور وہ ان سب میں جداگانہ ہے۔ اس میں نہ زیادہ تفصیل ہے اور نہ اجمال۔ از دل خیزد بر دل ریزد کی عملی تفسیر ہیں یہ خطبات۔ خطبات برطانیہ کی فہرست سے اندازہ لگائیے کہ عوامی سطح کے یہ خطبات اپنے اندر کس قدر جہانِ معنی رکھتے ہیں۔ یہ خطبات ویسے تو عوام الناس کے لیے دیے گئے ہیں لیکن بڑے بڑے پڑھے لکھے لوگوں کے لیے بھی ان میں معانی و مطالب کے حیرت انگیز دفینے موجود ہیں:

پہلا خطبہ: نورِ مصطفیٰ، دوسرا: عظمت مصطفیٰ، تیسرا وسیلہ، چوتھا: فضیلت رسول، پانچواں: علم غیب، چھٹا: رحمت عالم، ساتواں: رفعت مصطفیٰ، آٹھواں: محبت اہل بیت، نواں خطبہ عقائدِ اہلِ سنت پر مشتمل۔

خطبات کا یہ مجموعہ نہ جانے کتنی امہات الکتب کا خلاصہ ہے۔ حضرت شیخ الاسلام کے سائنٹفک طرز استدلال نے اس میں چار چاند لگا دیے ہیں۔ میں یقین کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ حضرت شیخ الاسلام کے استدلالات اور سائنسی طرز تفہیم نے ان خطبات کو بہت بلند سطح پر پہنچا دیا ہے۔ حضرت شیخ الاسلام کے ان خطبات نے بتا دیا ہے کہ عقائد اہل سنت محض نقلی اور سماعی نہیں کہ ہمارے اسلاف نے فرما دیا ہے تو اسے قبول ہی کر لینا چاہیے بلکہ یہ عقائد و احکام عقلی اور سائنسی بھی ہیں جو موجودہ ذہن و فکر کو اپیل کرتے ہیں۔ اس میں ایسی کوئی بات نہیں ہے جو سائنس سے منافی ہو۔ ایک پڑھا لکھا، جانب دار دانشور سطح کا انسان اگر ان خطبات کو پڑھے گا یا سنے گا تو اس کا ایمان و اعتقاد پختہ تر ہو جائے گا اور پھر بدمذہبیت کو اس کے قریب گزرنے میں خطرہ محسوس ہوگا۔

آپ کو یہ سن کر حیرت نہیں ہونا چاہیے کہ اتنے جامع و مانع، علمی، فکری اور سائنٹفک خطبات سے اپنے سامعین کو وہی محظوظ کرا سکتا ہے جو نہایت بالغ نظر عالم دین اور دانشور ہو۔ چالیس سال قبل دیے گئے یہ خطبات آج بھی بالکل تر و تازہ لگتے ہیں اور ان کے دامن پر کہنگی کا ہلکا سا دھبہ بھی نہیں معلوم ہوتا۔ شیخ الاسلام کا نہایت گہرا مطالعہ، وسیع تجربہ اور غیر معمولی مشاہدہ ان خطبات سے جھانکتا نظر آتا ہے۔ خطابت کی جو خوبیاں ہو سکتی ہیں وہ سب کی سب حضرت شیخ الاسلام کے خطبات میں موجود ہیں۔ پہلے ان خوبیوں پر ایک نظر ڈال لیں پھر آگے بڑھتے ہیں۔

موضوعاتی تنوع، کمال نظم، ادیبانہ حسن، صوتی آہنگ، ابلاغ عام، تخلیقی عنصر، تحقیقی اور تخریجی مزاج، عدم رکاکت و ابتذال، احترام نفسیات، سائنٹفک طرز استدلال

موضوعاتی تنوع: موضوعات میں تنوع اور وسعت وہی پیدا کر سکتا ہے جس کی شخصیت ہمہ گیر، جس کی نظر وسیع اور جس کا مطالعہ غیر معمولی ہو لیکن اس کے ساتھ ہی ساتھ حالات زمانہ پر بھی عمیق نگاہ رکھتا ہو۔ بلا مبالغہ حضرت شیخ الاسلام کی شخصیت ان خصوصیات سے جگمگا رہی ہے۔ ان کے خطبات ان خوبیوں سے حد درجہ مالا مال ہیں۔ اس بوقلمونی نے خطبات کو ایک الگ رنگ و روغن عطا کر دیا ہے جس سے سامعین کے اذہان کے بند دریچے کھلتے چلے جاتے ہیں۔ حضرت شیخ الاسلام حالات کے اعتبار سے موضوع کا انتخاب کرتے ہیں اور ان میں اپنی علمی و فکری گہرائی و گیرائی کے خوبصورت نقوش مرتسم کر کے سامعین کو ایک جہانِ حیرت میں پہنچا دیتے ہیں۔

ادیبانہ حسن: اسلوب تقریر کا ہو یا تحریر کا، جب تک جاذب نہیں ہوتا اپنا اثر نہیں دکھا پاتا۔ کلام کی تاثیر اور مقبولیت کا ایک اہم ترین عنصر ادیبانہ حسن، حسنِ القا اور زبان و بیان کی چاشنی بھی ہے۔ یہ اگر نہ ہو تو اچھی سے اچھی بات قارئین و سامعین کے دلوں پر اپنا بیج نہیں بو سکتی۔ اس کے برخلاف اگر کوئی بات نسبتاً کم اچھی ہو لیکن سلیقۂ اظہار اچھا ہو تو وہ اپنا اثر دکھا جاتی ہے۔ حضرت شیخ الاسلام کے پاس خوبصورت الفاظ کا وسیع تر ذخیرہ ہے۔ لگتا ہے کہ وہ جسے چاہتے ہیں

اور جیسے چاہتے ہیں اسے اپنے جملوں میں ٹانکتے چلے جاتے ہیں اور محسوس ہوتا ہے کہ واقعی یہ لفظ اسی مقام کے لائق ہے۔ لفظوں کی مرصع کاری ان کے یہاں عام ہے۔ علمی وادبی زبان ان کے خطابت کا نمایاں پہلو ہے لیکن یہ علمی وادبی زبان سامعین کے سر سے نہیں گزرتی بلکہ لفظوں اور جملوں کی چاشنی سے سامعین ذائقہ آشنا ضرور ہوجاتے ہیں۔ ان کے مجموعہ ہائے خطبات پڑھیے یا سنیے، آپ کو ہر ہر صفحے پر اس کا احساس ہوگا کہ معلومات کے ساتھ ساتھ ادب کی چاندنی لفظ لفظ سطر سطر سے اپنے جوبن پر دکھائی دے رہی ہے۔

صوتی آہنگ: خطابت کو مؤثر ترین بنانے میں صوتی آہنگ کا بھی بڑا اہم کردار ہوتا ہے۔ کون سی بات کس لہجے میں کہنی ہے، اچھا خطیب اسے اچھی طرح جانتا ہے۔ انہی لہجوں سے ہی جذبات میں تلاطم برپا ہوتا ہے اور وہ براہ راست اس کے دل پر اثر انداز ہوتا ہے۔ جب تک جذبات میں مد وجزر نہیں ہوتا سامعین کے رباب دل میں لرزش نہیں پیدا ہوتی۔ صوتی آہنگ ہی ہے جو خطابت کو معانی عطا کردیتا ہے اور اس کا رنگِ پیرہن مزید نکھار دیتا ہے۔ حضرت شیخ الاسلام مدظلہ العالی کے دائرۂ خطابت میں صوتی آہنگ کا بھی اپنا ایک منفرد مقام ہے۔ لہجوں کی رنگارنگی اپنے شباب ہے اور لفظوں کی موسیقی فردوسِ سماعت بن رہی ہے۔

حضرت شیخ الاسلام کے لہجے کہیں پرزور ہیں تو کہیں دھیمے، کہیں گرج دار ہیں تو کہیں سبک رو۔ غرض جیسی گفتگو ویسا صوتی آہنگ، جیسا عنوان ویسا لہجہ، جیسا موضوع ویسا انداز۔ علمی موضوعات کے لیے الگ تکلم، اصلاحی موضوعات کے لیے ایک الگ رنگ اور اصلاحی موضوعات کے لیے دوسرا آہنگ۔

ابلاغ عام: مسائل کو دقیق کرکے بیان کرنا، علمیت بھگارنا کمال کی بات نہیں بلکہ ایک اہم بات کو سادہ الفاظ میں سامع یا قاری کے دل میں اتار دینا کمال کی بات ہے تاکہ اس سے ہر سطح ذہن اور ہر سطح فکر مستفید ہوسکے۔ کبھی کبھار دوران خطابت کچھ ایسی گفتگو بھی آجاتی ہے جنہیں علمی اصطلاحات سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ ظاہر ہے ان اصطلاحات کو دوسرے آسان الفاظ میں ڈھالنا تو ممکن نہیں البتہ تشبیہات واستعارات کی زبان میں اسے سمجھایا جاسکتا ہے۔ حضرت شیخ الاسلام کے خطابات ابلاغ عام کی عمدہ مثالیں ہیں، ان کے اردگرد بیٹھنے والا ہر آدمی معلومات سے متمتع ہوسکتا ہے اور حسب ظرف کچھ نہ کچھ اپنا حصہ لے کر ہی اٹھتا ہے۔ عدم ابلاغ خطابت کا بہت بڑا نقص ہے۔ جب سامع کو یہ معلوم ہی نہیں ہوگا کہ ہمارے سامنے جو خطیب کرسی خطابت پر براجمان ہے وہ کیا کہہ رہا ہے تو ظاہر جیسے وہ خالی ہاتھ آیا تھا ویسے ہی خالی ہاتھ واپس ہوجائے گا۔ حضرت شیخ الاسلام کا ابلاغ عام بہت مؤثر ہے اور دلوں میں خود بخود راہ بناتا چلا جاتا ہے۔

تخلیقی عنصر: آپ دنیا کے کامیاب ترین لوگوں کی فہرست اٹھا کر دیکھیں ان سب میں ایک چیز مشترک ملے گی اور وہ ہے تخلیقیت۔ انسان کے اندر اگر علم وفکر کا سمندر موجیں مار رہا ہو، اور اس کی پیٹھ فضل وکمال کے بوجھ سے دوہری ہوئی جارہی ہو لیکن اگر اس نے تخلیقی مزاج نہیں پایا تو نہ صرف یہ کہ اس کی تقریر وتحریر غیر متاثر ہوگی بلکہ اس کی شخصیت بھی بے اثر اور بے وزن رہے گی۔ ہمارے کارواں میں انجماد کا ایک اہم سبب یہ بھی ہے کہ ہمارے معاشرے میں تخلیقی مزاج کے لوگ بہت ہی کم ہیں، زیادہ تر کا مزاج تقلیدی اور نقلچی ہے، یہ اسی کا شاخسانہ ہے کہ ہم میں سے اگر کوئی الگ ہٹ کر نئی بات کہتا ہے جو ہمارے خود ساختہ ذہنی پیمانوں یا تقلید کے نام پر بنے ہوئے فکری وعملی ڈھانچوں سے متصادم ہو تو ہم اسے قبول کرنے کو تیار نہیں ہوتے بلکہ المیہ تو یہ ہے کہ ہم اس پر چڑھ دوڑتے ہیں۔

اللہ کا بے پناہ فضل ہے کہ ہمارے حضرت شیخ الاسلام کی شخصیت عنصر تخلیقیت کا مظہر اتم ہے۔ وہ ایک پرانی بات کو نئے انداز میں پیش کرنا اور اس کے لیے نئے نئے طریقے وضع کرنا اچھی طرح جانتے ہیں تاکہ سامعین گفتگو کی تہ تک پہنچ جائیں۔ گھسے پٹے عنوانات کو موضوع سخن بنانا اُن کی شخصیت اور ذہن کے منافی ہے اس لیے وہ نئی نئی راہوں کا انتخاب کرتے ہیں اور نئے نئے در وا کرتے چلے جاتے ہیں جس سے سامعین ورطۂ حیرت میں پڑجاتے ہیں۔

تحقیقی اور تخریجی مزاج: ایک اچھے خطیب کی شناخت یہ ہے کہ وہ جو بات پیش کرے، دلائل اس کی پشت پر کھڑے ہوں، اس کی صحت پر کوئی کلام نہ ہو۔ محض سنی سنائی، غیر معیاری باتوں پر اپنی خطابت کی بنیاد نہ رکھتا ہو۔ تحقیقی وتخریجی مزاج اسی کے اندر پایا جاسکتا ہے جو خود امہات الکتب تک دست رس رکھتا ہو، حسن وقبح کی پرکھ ہو، روایت ودرایت سے واقف ہو ورنہ ایسا بھی ہوسکتا ہے

کہ کسی مستند کتاب میں کوئی بات لکھی ہے اور دوسری مستند کتاب میں اسی بات کی نفی کی گئی ہے تو اب یہاں وسعت مطالعہ، غیر معمولی بصیرت اور قوت اخذ کام آتی ہے اور مطالعہ کرنے والا درایت سے کام لے کر تمیز کر سکتا ہے کہ کون سی بات مرجح ہے اور کون سی غیر مرجح۔ آج کل کی تقریروں میں اکثر غیر معیاری اور سنی سنائی باتوں کی گونج سنائی دیتی ہے۔ حضرت شیخ الاسلام نے ماشاء اللہ تحقیق و تخریج کا بہترین مزاج پایا ہے۔ اپنے خطبات میں جو بھی بات پیش کرتے ہیں وہ دلائل وبراہین میں کسی ہوئی ہوتی ہے، مخالف ان پر کوئی حرف نہیں رکھ سکتا۔ واقعہ یہ ہے کہ تحقیقی اور تخریجی مزاج ہی اہل علم کا صحیح حوالہ ہے ورنہ جس کے اندر یہ مزاج نہ ہو وہ اہل علم ہی کیا۔

عدم رکاکت وابتذال: خطابت کی ایک اہم خوبی شائستگی اور شستگی بھی ہوتی ہے۔ یہ وہ خوبی ہے جو خطیب کے فکر و مزاج کا آئینہ ہوتی ہے۔ اس آئینے میں خطیب کی شخصیت کے سارے خط وخال پورے طرح نمایاں ہوجاتے ہیں۔ بہت ایسا ہوتا ہے کہ مقرر جذبات کے رو میں ایسی سطح پر آجاتا ہے جہاں وہ خطابت کی سطح سے گر جاتا ہے۔ رکاکت وابتذال اس کی تقریر میں در آتے ہیں۔ جب جذبات اٹھان پر ہوں تو اس وقت خطیب کا امتحان ہوتا ہے کہ وہ شائستگی کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑے۔ حضرت شیخ الاسلام کے خطبات میں مبتذل، غیر شائستہ اور غیر شستہ جملے ہرگز نہیں ملیں گے۔ رد وابطال میں بھی وہ ذرہ برابر ابتذال و رکاکت کی گہرائیوں میں نہیں جا پڑتے بلکہ بڑی خوب صورتی کے ساتھ بدمذہبوں کا رد بلیغ ہی فرماتے ہیں۔ گویا ان کے خطبات حکمۃ اور موعظۃ حسنۃ کی خوبصورت تفسیر وتشریح ہیں۔

احترام نفسیات: سامعین وقارئین کی سطح معلومات کے مطابق گفتگو کرنا بلاغت کہلاتا ہے۔ گفتگو میں اگر سامعین کی نفسیات کا خیال نہ رکھا جائے تو اس کے مطلوبہ نتائج برآمد نہیں ہوتے۔ اسی لیے حضرت عائشہ نے فرمایا کہ کلموا الناس علی قدر عقولھم یعنی لوگوں سے ان کے فہم کے مطابق بات کرو۔ حضرت شیخ الاسلام کے خطبات اٹھا کر دیکھ لیں، سارے خطبات اس تقاضے پورے اترتے معلوم ہوں گے۔ سامعین جس طرح کے ہوتے ہیں حضرت شیخ الاسلام اسی کے مطابق خطاب فرماتے ہیں۔ ان کا کوئی بھی سامع یہ گلہ نہیں کرتا کہ صاحب خطاب کی گفتگو اس کی سمجھ سے پرے ہے۔ احترام نفسیات حضرت شیخ الاسلام کے خطبات کا ایک اہم جز ہے۔

سائنٹفک طرز استدلال: یہ دور سائنٹفک دور ہے۔ باخبری کے اس زمانے میں ایسی کوئی بھی بات قبول کرنے میں تامل ہوتا ہے کہ جو غیر علمی، غیر سائنسی اور غیر معقول ہو۔ آج ہم سب سائنس کی طرف بے تحاشہ دوڑے چلے جارہے ہیں یہ اسی کا ظاہرہ ہے کہ جب ہمارا کوئی عالم دین و دانشور دین کی کوئی بات ہمیں بتاتا ہے تو ہماری سمجھ میں کم ہی آتی ہے لیکن جب یہی بات ہمیں مغرب سے سننے کو ملتی ہے تب ہماری آنکھیں کھلتی ہیں اور ہم واہ واہ، سبحان اللہ، ماشاء اللہ کہہ اٹھتے ہیں۔ باشعور حضرات جانتے ہیں کہ احادیث کریمہ میں اسلام کی ساری حکمتیں اور مصلحتیں بیان کردی گئی ہیں ہم وقتاً فوقتاً اسے پڑھتے اور سنتے بھی رہتے ہیں مگر ہمارے ذہن ودماغ اسے قبول تو کرتے ہیں لیکن مطمئن نہیں ہو پاتے۔ میرے خیال سے یہ بھی ایک اچھی علامت ہے کہ جب تک کسی بات کو مکمل طور پر سمجھ نہ لیا جائے، قبول نہ کیا جائے۔ جب تک ہر بات دلیل و برہان کی کسوٹی پر نہ پرکھ لی جائے، تسلیم نہ کیا جائے۔ اس دور میں اس رجحان کو سائنٹفک طرز استدلال کہتے ہیں۔ یہ وہ خوبی ہے جس سے ہر کوئی بہرہ مند نہیں۔ حضرت شیخ الاسلام کے سامعین اچھی طرح جانتے ہیں کہ ان کے خطبات اس طرح کے طرز استدلال سے لبالب ہیں یہی وجہ ہے کہ ان کے خطبات اپنوں اور غیروں میں یکساں مقبول ہیں۔

یہ وہ خوبیاں ہیں جس کی وجہ سے حضرت شیخ الاسلام اپنی دیگر نمایاں ترین خوبیوں خصوصیات کے ساتھ ایک اہم ترین خطیب کی کی حیثیت سے بھی سامنے آئے ہیں۔ تاریخ اسلام کے مطالعے سے واضح ہوتا ہے کہ تبلیغ اسلام کی تاریخ دراصل اپنی نہاد میں خطابت کی ساحری اور جادوگری کی تاریخ ہے۔ اگر خطابت کی دل آویزیاں کی نہ ہوتیں تو اسلام کبھی بھی، بحر وبر کی وسعتوں کا احاطہ نہیں کر پاتا مگر ہمارے زمانے تک آتے آتے خطابت اپنے اصلی معانی ومفاہیم سے خالی ہوچکی ہے اور اس کی جگہ تقریر نے لے لی ہے۔ یہ ہماری کم نصیبی ہے کہ اب ہم اسی کو خطابت کو نام سے موسوم کر رہے ہیں۔ یہ ہماری تاریخ زوال کا ایک اہم عنوان ہے۔ اب ہر جگہ تقریریں ہی تقریریں ہی ہیں خطابت نایاب تو نہیں البتہ کم یاب ضرور ہوگئی ہے۔ خطابت دراصل

مطالعے کی بنیاد پر فی البدیہہ بولنا ہے اور پھر اس میں الفاظ ومعانی نیز لہجات کی رنگ آمیزی کرنا ہے۔ جہاں محض الفاظ ومعانی ہوں لہجات نہ ہوں اسے خطابت نہیں کہا جاسکتا ہے اور جہاں صرف لہجات اور صوتی آہنگ ہو مگر معانی ومفاہیم سے خالی ہو تو اسے بھی خطابت نہیں کہا جاسکتا۔

ہم نے محسوس کیا اور آپ نے بھی یقیناً محسوس کیا ہوگا کہ فکر اور معلومات دو الگ الگ چیزیں ہیں۔ اکثر دیکھنے میں آتا ہے کہ محرر یا مقرر معلومات تو پیش کرتا ہے لیکن فکر نہیں دے پاتا یا اگر اپنے افکار عالیہ پیش کرتا ہے مگر معلومات کے در نہیں کھول پاتا۔ اگر تقریر وتحریر کے لباس فاخرہ میں افکار کے موتی ٹانکنے کے ساتھ ساتھ معلومات کے نقش ونگار بھی بنا دیے جائیں تو اس پیرہن کی افادیت، معنویت، اہمیت اور مقصدیت دوآتشہ ہو جائے۔ اس کی بہت سی مثالیں پیش کی جاسکتی ہیں جو اہل نظر سے پوشیدہ نہیں ہیں۔ حضرت شیخ الاسلام کے یہاں دونوں چیزوں کی فراوانی ہے۔ وہاں افکار اور معلومات دونوں کے دریا ایک ساتھ چلتے ہیں اور قاری کو بہت دیر تک اور دور تک سیراب کرتے چلے جاتے ہیں۔

بڑے خوش نصیب ہیں وہ حضرات جن کی شخصیت میں اللہ نے خطابت کی خوبیاں جمع کردی ہیں اور ان سے بھی زیادہ سعادت مند ہیں وہ حضرات علم وفکر کے کوہ ہمالیہ ہونے کے ساتھ ساتھ ایک عظیم ترین خطیب بھی ہیں۔ حضرت شیخ الاسلام کا تعلق دوسرے زمرے سے ہے۔ کوئی ضروری نہیں کہ جو عالم دین ہو، شیخ طریقت ہو، مصنف ہو، استاذ ہو وہ ایک اچھا خطیب بھی ہو مگر خانقاہ اشرفیہ کے بزرگوں کا بے پناہ فیض ہے حضرت مدنی میاں پر کہ ان کی شخصیت میں یہ ساری صفات موجود ہیں اور ہر ہر صفت کی اپنی الگ شناخت ہے۔

صحیح معنوں میں قیادت وہی لوگ کرسکتے ہیں جن کے اندر دیگر خوبیوں کے ساتھ ساتھ خطابت کا ملکہ بھی ہو۔ اسی لیے کہا جاتا ہے کہ قیادت، خطابت کی کنیز ہے۔ عوام الناس کو جتنی جلدی اور جتنے بہتر طریقے سے خطابت کے ذریعے کنٹرول کیا جاسکتا ہے اور ذہان وافکار کو موڑا جاسکتا ہے وہ صرف خطابت کے ذریعے ہی ممکن ہے۔ قائدین عالم کی تاریخ پڑھیں، آپ کو ان میں ایک سے ایک خطابت کے شہسوار بھی دکھائی دیں گے۔ ہماری خوش نصیبی ہے کہ ہمیں حضرت شیخ الاسلام کی شخصیت کے اس پہلو کو اجاگر کرنے کی سعادت حاصل ہو رہی ہے۔ اللہ کریم حضرت کا سایہ تمام اہل سنت پر دراز سے دراز تر فرمائے اور ان کے قلمی، فکری اور عملی نقوش ہمارے لیے مشعل راہ بنائے۔

رابطہ نمبر: 09619034199
ای میل: sadiqraza92@gmail.com

راہ عمل — اسلاف شناسی

بیرون ممالک میں ہندی علمائے اہل سنت کی خدمات

محمد ابو ہریرہ رضوی☆

مفتی اعظم ہالینڈ مفتی عبدالواجد قادری:
امین شریعت ثالث، مفتی اعظم ہالینڈ حضرت مفتی عبدالواجد نیر قادری مدظلہ العالی ایک باصلاحیت عالم دین، کہنہ مشق مفتی اور عمدہ قلم کار و مصنف کی حیثیت سے ہندو بیرون ہند میں متعارف ہیں۔آپ کی ولادت ۱۹فروری ۱۹۴۳ء کو دوگھرا، ضلع دربھنگہ (بہار) میں ہوئی۔ ابتدائی تعلیم گھر پر ہی حاصل کی پھر مختلف مدارس سے درجۂ عالمیت کی تکمیل کے بعد اپنے شیخ طریقت حضرت مفسر اعظم ہند علیہ الرحمہ کے حکم سے منظر اسلام، بریلی شریف سے فضیلت کی تکمیل کی۔۱۹۵۷ء میں دستار فضیلت سے نوازے گئے۔دستار فضیلت کے بعد جامعہ منظر اسلام ہی میں مدرس ہوگئے۔اس دوران مسلسل گیارہ مہینے تک حضرت مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ سے فتویٰ نویسی کے گر سیکھے۔اس کے بعد مختلف مدارس میں تدریس و افتا کی خدمات انجام دینے کے بعد ۱۹۷۹ء میں رئیس القلم علامہ ارشد القادری علیہ الرحمہ کے اصرار پر ادارۂ شرعیہ، پٹنہ تشریف لائے اور تقریباً پانچ سال تک مسلسل جدوجہد کے ساتھ صدر مفتی کی حیثیت سے افتا کی ذمہ داری نبھاتے رہے پھر امین شریعت ثانی حضرت علامہ انیس عالم سیوانی علیہ الرحمہ کے انتقال کے بعد آپ کو "امین شریعت" ثالث کا عظیم منصب تفویض ہوا۔

مفتی صاحب دیار فرنگ میں: اکتوبر ۱۹۸۵ء میں ریحان ملت حضرت علامہ ریحان رضا علیہ الرحمہ کے مشورے سے آپ "نیدرلینڈ اسلامک سوسائٹی" کے ذریعے ہالینڈ تشریف لے گئے۔ ہالینڈ میں سب سے پہلے آپ نے ایک عظیم الشان مسجد "مسجد نوری" کی تعمیر فرمائی۔ پھر اس کے ذریعے پورے ہالینڈ اور اس کے قرب و جوار میں وسیع پیمانے پر دعوت و تبلیغ اور رشد و ہدایت کا کام شروع فرمایا۔ سیکڑوں افراد جو یہودیت یا لامذہبیت کی زندگی گزار رہے تھے وہ اسلام کے دامن سے وابستہ ہوگئے پھر آپ نے وہاں افتا کا کام بھی شروع فرمایا۔تحریر، فیکس، ٹیلی فون اور انٹرنیٹ کے ذریعے آئے ہوئے ہر طرح کے سوالات کے جوابات عنایت فرمانے لگے اور آج تک اس کام میں لگے ہوئے ہیں۔ ہالینڈ میں کئی مدارس و مکاتب آپ کی سرپرستی میں چل رہے ہیں۔وہاں آپ نے کئی مسجدیں قائم فرمائیں۔ ہالینڈ کے علاوہ سرینام، امریکہ میں آپ نے دعوتی و تبلیغی خدمات انجام دیں۔ یہاں کئی مدارس آپ کی سرپرستی میں چل رہے ہیں۔ سرینام اور ہالینڈ میں حضرت مفتی صاحب قبلہ کے مریدین و معتقدین کا ایک وسیع حلقہ موجود ہے۔

قاضی القضاۃ اور مفتی اعظم ہالینڈ کا لقب: ۱۹۸۷ء میں قائد اہل سنت علامہ ارشد القادری علیہ الرحمہ کی تحریک پر تاج الشریعہ حضرت علامہ اختر رضا ازہری بریلوی صاحب قبلہ کی قیادت اور مختلف ممالک کے سفرا کی موجودگی میں عمائد ملک و ملت نے آپ کے سر پر دستار افتا و قضا باندھ کر ملک بھر کے کار افتا و قضا کی ذمہ داری آپ کے سپرد کی۔ ۱۹۹۹ء میں "اسلامک فاؤنڈیشن" نیدرلینڈ اور "مجلس رضا" نیدرلینڈ کے قیام کے بعد دونوں تنظیموں کے دارالافتاء و دارالقضاء کی ذمہ داری آپ کے سر آگئی اور جب "مجلس علما" کے دارالقضاء کا قیام عمل میں آیا تو اس کے افتا و قضا کی ذمہ داری آپ کے سپرد کی گئی۔

اس طرح تقریباً تیس سالوں سے موصوف دعوت و تبلیغ، امامت و خطابت اور افتا و ارادت کے ذریعے پوری لگن کے ساتھ دیار فرنگ خدمت اسلام و سنیت میں لگے ہوئے ہیں۔

علامہ بدرالقادری ہالینڈ

اے مری قوم تجھے عظمت رفتہ کی قسم
تجھ میں احساس کے جذبات شکستہ کی قسم
اپنی تاریخ کو جو قوم بھلا دیتی ہے
صفحۂ دہر سے وہ خود کو مٹا دیتی ہے

بچپن سے مذکورہ شعر سنتا آیا تھا اور یہ سوچتا رہتا تھا کہ اتنے اچھے، دل نشیں، معنی خیز اور لوگوں کو ابھارنے والے اشعار کس کے ہو سکتے ہیں؟ بعض لوگوں کی طرح میں بھی اس غلط فہمی میں مبتلا تھا کہ مذکورہ

دونوں شعر علامہ اقبال کے ہیں لیکن حقیقت کا انکشاف تب ہوا جب کہ میں المجمع الاسلامی کی کتابی دنیا میں سیر کر رہا تھا، اچانک میری نظر گوشے میں پڑی ایک کتاب ''الرحیل'' پر پڑی، اٹھا کر ورق گردانی کی تو سب سے پہلے میری نظر اسی کلام پر رک گئی جس کے مطلع میں مذکورہ دونوں شعر درج تھے۔اب آپ جاننا چاہیں گے کہ شاعر کا نام کیا تھا تو لیجئے سن لیجئے وہ علامہ اقبال نہیں تھے بلکہ جامعہ اشرفیہ کے پروردہ اور حافظ ملت کے نظر کردہ علامہ بدرالقادری (مقیم حال ہالینڈ) تھے۔پیش ہیں ان کی حیات کے چند درخشاں پہلو:

ولادت با سعادت: آپ کی پیدائش حافظ محمد رمضان اعظمی کے یہاں محلہ ملک پورہ گھوسی میں ۲۵، اکتوبر ۱۹۵۰ء میں ہوئی۔

تعلیم وتربیت: آپ کی ابتدائے تعلیم مدرسہ ناصرالعلوم ملک پورہ اور مدرسہ خیریہ گھوسی میں ہوئی۔بعدہ اعلیٰ تعلیم کے لیے دارالعلوم اشرفیہ مصباح العلوم مبارک پور کا سفر طے کیا، اسی دارالعلوم سے ۲۳، اکتوبر ۱۹۶۹ء کو حافظ ملت علامہ عبدالعزیز اشرفی محدث مبارک پوری بانی جامعہ اشرفیہ کی نگرانی میں دستار فضیلت حاصل کی۔

بیعت وخلافت: شہزادۂ اعلیٰ حضرت مفتی اعظم ہند مولانا شاہ مصطفیٰ رضا قادری (بریلی شریف) سے آپ کو بیعت وخلافت حاصل ہے۔

تدریسی خدمات: تعلیم سے فراغت کے بعد آپ نے درس وتدریس کو اپنا مشغلہ بنایا اور دارالعلوم غوثیہ ہبلی (کرناٹک) مدرسہ سیدالعلوم بہرائچ شریفاور مدرسہ ضیاء الاسلام اناؤ (یوپی) میں بحیثیت صدرالمدرسین تشریف لے گئے اور اس کے فرائض انجام دِیے۔

تبلیغی خدمات: ۱۹۷۸ء میں آپ نے تبلیغ اسلام کی غرض سے ہالینڈ کا سفر کیا اور وہیں کے ہوکر رہ گئے۔۱۲ جولائی ۱۹۷۸ء کو نیدر لینڈ اسلامک سوسائٹی امسٹرڈم میں آپ نے مشیر دینیات کی حیثیت سے ذمہ داری سنبھالی اور اشاعت اسلام اور تبلیغ دین متین کا کام شروع کیا۔آپ کی مساعی جمیلہ سے ہالینڈ اور گردونواح میں کئی اسلامی تنظیموں کو غذائے زیست مل رہی ہے۔ہالینڈ کے علاوہ بلجیم، فرانس اور جرمنی تک کے اہل علم آپ سے دینی وعلمی استفادہ کرتے ہیں۔طرابلس عالمی کانفرنس، مالٹا کانفرنس، لندن کانفرن، ناروے کانفرنس اس کے علاوہ دیگر کانفرنسوں میں آپ کی شرکت خدمت دین کا ایک زریں باب ہے جو آب زر سے لکھے جانے کے قابل ہے۔اب تک آپ کے ہاتھوں سینکڑوں غیر مسلم اسلام قبول کر چکے ہیں اور بہت سے لوگ تائب ہوکر صراط مستقیم پر گامزن ہوئے۔اسلام وشریعت کا دعوت وتبلیغ کا یہ سلسلہ آپ کے یومیہ مصروفیات میں داخل ہے۔

قلمی خدمات: متعدد موضوعات پر درجنوں کتابیں آپ کے نوک قلم سے منصۂ شہود پر آئیں جن میں فلسفۂ قربانی، زمین پر اللہ کا گھر، اشرفیہ کا ماضی اور حال، حیات حافظ ملت، اشک خون، الرحیل اور قطعات بدر وغیرہ خاص طور سے قابل ذکر ہے۔اس کے علاوہ ماہنامہ اشرفیہ کی ادارت بھی آپ کی قلمی خدمات میں داخل ہے۔جولائی ۱۹۸۶ء میں انٹرنیشنل سہ ماہی میگزین وائس آف اسلام انگلش، اردو، نیدرلینڈ زبانوں میں جاری کیا اور مدیر مسئول کی ذمہ داریوں پر بحسن وخوبی کارفرما ہے۔

مفکر اسلام علامہ قمرالزماں خاں اعظمی (انگلینڈ)

مغربی دنیا میں مادیت کا سیلاب آیا، اس کے اثرات دین ومذہب پر بھی مرتب ہوئے۔مغرب میں فروکش اہل اسلام بھی بے اعتدالیوں سے خود کو محفوظ نہ رکھ سکے۔اسلامی قدریں روبزوال ہوئیں جس پر بند باندھنے کے لیے مکہ کی سرزمین پر ورلڈ اسلامک مشن کی طرح ڈالی گئی۔ اس مہم کو سر کرنے کے لئے علامہ ارشدالقادری علیہ الرحمہ نے جس مسحور کن شخصیت کو منتخب فرمایا، وہ مفکر اسلام علامہ قمرالزماں خاں اعظمی کی ذات تھی۔آپ کی مذہبی خدمات کا سلسلہ جامعہ اسلامیہ روناہی سے شروع ہوا جس کی کڑیاں عالم مغرب سے جاملیں۔ ۱۹۷۷ء میں برطانیہ پہنچے اور اپنی مدیرانہ صلاحیت سے گردونواح کو مسخر کرلیا۔

مساجدومدارس کا قیام: روشنیوں اور فلک بوس عمارتوں والے ممالک آپ کے عمل وحرکت کے رزم گاہ تھے، یہاں لوگوں کی توجہ منعطف کرانا آسان نہ تھا، لوگوں کی نفسانیت کا آپ کو بھرپور ادراک تھا، اس لیے پرشکوہ مساجدومدارس کی تعمیرات چاہتے تھے، تاکہ لوگ متاثر ہوں، اس جذبے کے زیراثر مساجدومدارس کے قیام پر توجہ دی۔ برطانیہ میں چھ سو سنی مسجدیں ہیں جن سے ملحق مدارس بھی ہیں، ان میں اکثر آپ کی یادگار ہیں۔ برطانیہ کے علاوہ دیگر ممالک میں بھی قیام مساجدومدارس کی تحریک چھیڑ کر دینی بیداری لانے کی کوشش کی۔

اسلامک مشنری کالج اور اسکولوں کا قیام: یہ علامہ ارشدالقادری کا

خواب تھا، جس میں علامہ اعظمی صاحب نے حقیقت کا رنگ بھر دیا۔ مانچسٹر میں کلیۃ الدراسات الاسلامیہ کا قیام عمل میں آیا جس میں بڑی تعداد میں اسکول وکالج کے طلبہ اسلامیات اور تقابل ادیان کا مطالعہ کر رہے ہیں۔ کانفرنسوں میں شرکت کے لیے آپ مسلسل سفر کرتے رہتے ہیں۔ برطانیہ، امریکہ، افریقہ، جرمنی، فرانس، ڈنمارک، اسپین، لیبیا، عراق اور ایران وغیرہ میں آپ مختلف اسلامی موضوعات پر خطاب فرما چکے ہیں۔ جب عراق اور ایران کی جنگ شباب پر تھی، ایسے موقع سے غیر جانب دار کا ثبوت دیتے ہوئے کہا: جنگ آج ہی بند ہو جانی چاہیے، مسلمانوں کی آپسی جنگ مسائل کا حل نہیں۔ نیز ایرانی سنیوں کی بازیابی کے لیے کھل کر گفتگو کی۔ مختلف ممالک میں گورنمنٹ اسکولوں میں زیر تعلیم اسلامی طلبہ وطالبات کے لیے اسلامی لباس کی تجویز رکھی، جسے بعض حکومتوں نے تسلیم بھی کیا۔ ہاسپٹل میں مسلم مریضوں کے لیے حلال غذا کی فراہمی کی کامیاب کوشش کی اور باب کلیسا سے مقابلہ کے لیے بین المذاہب اجلاس کا انعقاد کیا۔

قلمی خدمات: دعوت وتبلیغ کے لیے مختلف زبانوں میں لیٹریچر کی فراہمی کوشش کی اپنی ادارت میں الدعوۃ الاسلامیہ اور حجاز انٹرنیشنل ماہانہ جاری فرمایا۔ جرمنی سے صدائے حق اور ساؤتھ افریقہ سے ''دی میسج'' شائع ہوئے جس کی اشاعت میں ہر طریقے سے آپ کا تعاون شریک حال رہا۔ مقامی اخبارات ورسائل سے بھی رشتہ استوار رکھا۔

رویت ہلال کمیٹی: سعودی گماشتے بلا تصدیق رویت ہلال کا اعلان کر دیتے۔ بسا اوقات خبر غلط ثابت ہو جاتی جس کی وجہ سے مسلمانوں میں اضطرابی کیفیت طاری ہو جاتی۔ اس سنگین صورت حال سے نپٹنے کے لیے ہلال کمیٹی کا وجود عمل میں آیا۔ آپ کی کوششوں سے امریکہ وغیرہ میں بھی یہ کمیٹی وجود پزیر ہوئی آپ جہاں جاتے ہیں تنظیم کی بنیاد رکھتے ہیں۔ آپ ہی کے مشوروں سے علامہ قمر الحسن قمر بستوی (امریکہ) نے مختلف تنظیموں کی داغ بیل ڈالی۔ جب برطانیہ میں سنی دعوت اسلامی کی مخالفت ہوئی تو آپ نے زبردست حمایت کی۔ اس طرح آپ بیرون ممالک میں اسلام کی زلف برہم کو سوار رہے ہیں۔

مفتی احمد القادری، امریکہ: حضرت مولانا احمد القادری (برادر علامہ محمد احمد مصباحی) ضلع اعظم گڑھ کے ایک مردم خیز قریہ بھیرہ ولید پور میں رجب ۱۳۷۸ھ میں پیدا ہوئے، متعدد مقامات کی خاک چھاننے کے بعد از ہر ہند جامعہ اشرفیہ سے فراغت حاصل کی اور یہیں تدریسی خدمات سے منسلک رہے۔ ۱۹۹۵ء میں افریقہ کا سفر کیا، یہاں آپ کی تبلیغی کاوشوں کی بنیاد پر تقریباً ایک سو سے زائد افراد مشرف باسلام ہوئے، ۱۹۹۷ء میں امریکہ تشریف لے گئے یہاں ''اسلامک اکیڈمی'' کی بنیاد رکھی، اکیڈمی کے تحت حفظ وقرأت، افتا وارشاد اور درس نظامی جیسے اہم شعبے ہیں اور تا حال اس کے سربراہ ہونے کے ساتھ تدریسی فریضہ بھی انجام دے رہے ہیں۔

مذکورہ اکیڈمی کے زیر اہتمام کرایہ کی ایک بلڈنگ میں ایک مدرسہ دار العلوم عزیزیہ قائم کیا۔ ۲۰۰۳ء میں روڈ کے کنارے بیچ شہر میں ایک ایکڑ سے زائد وسیع وعریض زمین خریدی اور حضرت علامہ سید شاہ تراب الحق قادری نے ۶ مئی ۲۰۰۸ء میں اپنے ہاتھوں سے دار العلوم کا سنگ بنیاد رکھا اور چند ہی ماہ کے بعد حضرت علامہ قمر الزماں اعظمی جنرل سکریٹری ورلڈ اسلامک مشن کے مبارک ہاتھوں دار العلوم کی نئی بلڈنگ کا افتتاح عمل میں آیا، ہندوستانی کرنسی کے اعتبار سے کئی کروڑ روپے خرچ ہوئے۔

اہل سنت والجماعت کی ترویج واشاعت کے لیے انھوں نے اپنی ایک ویب سائٹ ''اسلامک اکیڈمی'' کے نام سے شروع کی ہے جو وہابیوں اور دیوبندیوں کی بڑی بڑی تنظیموں سے کئی لاکھ نمبر آگے ہے، یہ ویب سائٹ دنیا بھر میں کافی مقبول ہے، اس کے ذریعے کتنے غیر مسلموں نے ہدایت پائی اور مسلمان ہوئے، یہ ویب سائٹ کے متعدد شعبہ جات میں سے ایک شعبہ ہے بقیہ شعبے مندرجہ ذیل ہیں:

(۱) مدرسۃ البنات (۲) دار الفتاویٰ (یہاں انٹرنیٹ، خط، فون، اور ای میل کے ذریعے دنیا بھر سے آنے والے مذہبی سوالوں کے تشفی بخش جواب دِیے جاتے ہیں) (۳) ویکلی اجتماع (اصلاح معاشرہ کے لیے ہر ہفتے ذکر الٰہی کی محفل منعقد ہوتی ہے) (۴) یوتھ اجتماع (نوخیز بچیوں کی تعلیم وتربیت کے لیے ماہانہ اجتماع ہوتا ہے) (۵) لیڈیز اجتماع (خواتین اور بچیوں کی اصلاح وتربیت کے لیے دار العلوم عزیزیہ کی معلمات کے زیر نگرانی ہر ماہ پردے کے اہتمام کے ساتھ ہوتا ہے)

امریکہ میں آپ کی سب سے اہم خدمت سمت قبلہ اور اوقات نماز جیسے بڑے بڑے مسئلوں میں مسلمانوں کی رہنمائی ہے، وہاں شکاگو میں اہل سنت کا ایک گروہ شمال مشرق کی جانب نماز پڑھتا تھا، دوسرا جنوب مشرق، تحقیق وتخریج سے ثابت کیا کہ وہاں کا قبلہ شمال مشرق ہے، جنوب

مشرق بتانا غلط ہے، اس سلسلے میں اعلیٰ حضرت کا رسالہ کشف العلة عن سمة القبلة اور فاضل معقولات ومنقولات خواجہ مظفر حسین کے فتوے کو آئیڈیل بنایا۔ دوسرا مسئلہ اوقات نماز کا تھا، وہاں کے لوگ فجر کا وقت ہونے کے بعد تک سحری کھاتے تھے، وقت مغرب ہی عشا پڑھ لیتے، ظہر کے وقت میں عصر کا وقت ہونے سے پہلے مثل اول پر حنفی حضرات بھی نماز ادا کر لیتے، آپ نے اس مسئلے کی تحقیق وتفتیش کے بعد نماز کے صحیح اوقات مقرر کیے۔ (ماخوذ جام نور جون ۲۰۰۸ء)

ڈاکٹر غلام زرقانی (امریکہ): ڈاکٹر غلام زرقانی کی ولادت صوبۂ جھارکھنڈ کے شہر آہن جمشید پور میں ۴ جنوری ۱۹۶۶ء کو علامہ ارشدالقادری کے آنگن میں ہوئی۔ اسکول سے انٹرمیڈیٹ کرنے کے بعد دینی تعلیم شروع کی، فیض العلوم جمشید پور، دارالعلوم فیض الرسول براؤں شریف، جامعہ ملیہ اسلامیہ دہلی اور طرابلس یونیورسٹی (لیبیا)، جیسے عظیم اداروں میں رہ کر اعلیٰ تعلیم حاصل کی یہی وجہ ہے کہ آپ کے نزدیک اردو، عربی، فارسی اور انگریزی زبانیں مادری زبان کی طرح ہیں۔

علامہ ارشدالقادری کی جانشینی اور ان کی قائم کردہ اداروں کی سربراہی آپ ہی کے کندھوں پر ہے۔ آپ ایک اچھے قلم کار بھی ہیں اردو، انگریزی میں آپ کی متعدد کتابیں منظر عام پر آچکی ہیں جو اہل علم کے درمیان قدر کی نگاہ سے دیکھی جاتی ہیں۔ روزنامہ انقلاب میں آپ کے ہفتہ واری معلوماتی مضامین بڑے شوق سے پڑھے جاتے ہیں۔

بیرون ممالک میں خدمات: عالمی سطح پر دعوتی خدمات انجام دینے کا عزم مصمم لے کر آپ پچھلے پندرہ سالوں سے امریکہ میں مقیم ہیں اور اہل سنت وجماعت کی نمائندگی کر رہے ہیں، وہاں سات ایکڑ کی زمین حاصل کر کے "حجاز فاؤنڈیشن" کے نام سے ایک ادارے کی بنیاد رکھی جس کے ذریعے دعوت وتبلیغ کا فریضہ انجام دے رہے ہیں، ساتھ ہی "لون اسٹار کالج" ہوسٹن میں اسسٹنٹ پروفیسر کے عہدے پر فائز ہو کر اسلامی نمائندگی فرما رہے ہیں۔ "حجاز انسٹی ٹیوٹ آف اسلامک اسٹڈیز" ہیوسٹن میں بھی تدریسی خدمات انجام دے رہے ہیں۔ امریکہ وہند سے نکلنے والا مذہبی رسالہ "سہ ماہی آیات" کی ادارت اور ملک کی مؤقر رسائل وجرائد میں مضمون نگاری آپ کی مصروفیات میں شامل ہے۔

اسلامی کتابیں عموماً عربی یا اردو میں دستیاب ہیں اور امریکہ کی زبان انگلش ہے۔ آپ نے حالات کی نزاکت کو دیکھتے ہوئے فقہ کے اکثر ابواب کو حسین پیرائے میں انگریزی زبان میں لکھ کر شائع کیا ہے۔ فجزاه الله خيرا۔ آپ کی علمی اور فقہی جلالت کو دیکھتے ہوئے امریکہ کے علمائے اہل سنت نے امریکہ میں ہونے والے فقہی سیمنار کا اہم رکن منتخب کیا ہے اور "رویت ہلال کمیٹی آف نارتھ امریکہ" جنرل سیکریٹری کے عہدے سے نوازا ہے۔

☆ طالب علم درجہ سادسہ شعبہ درس نظامی جامعہ اشرفیہ

7752822830

کتابیں ماضی کا اثاثہ، حال کا سرمایہ، روشن مستقبل کی ضمانت

دبستان علم

ڈاکٹر ذاکر حسین لائبریری مشرقی علوم کا محافظ

شیخ انظار احمد مصباحی☆

دنیا کے نامور دانشور، فلاسفر اور سائنس دانوں نے مشترکہ اور متفقہ طور پر اس حقیقت کو بخوبی تسلیم کیا ہے کہ "علم طاقت ہے" اور علم بے پناہ وسعتوں میں پھیلا ایک ایسا سمندر ہے جس کو حاصل کرنے میں انسان زندگی کا بیشتر قیمتی حصہ صرف کر دیتا ہے۔ علم کا حصول صرف اور صرف بنیادی اکیڈمک تعلیم کے ساتھ پیشہ وارانہ تعلیم کے بعد ہی اس کا درست سمت میں آغاز ہوتا ہے۔ یہ ایک تسلیم شدہ حقیقت ہے کہ نصابی اور غیر نصابی کتب کا بغور مطالعہ ہی علم میں اضافے کا سب سے بڑا ذریعہ ہے۔ مطالعے کی عادت انسان کی ذہنی نشوونما اور اس کی زندگی میں ہونے والے مشاہدات اور تجربات میں پنہاں ہے۔ اس لیے ترقی یافتہ قوموں کی ترقی کا راز اسی مشہور "علم طاقت ہے" میں مضمر ہے۔

جدید دورِ سائنس و ٹیکنالوجی اور انفارمیشن ٹیکنالوجی سے مزین ہے۔ انفارمیشن ٹیکنالوجی کی بدولت انٹرنیٹ متعارف ہوا، جس نے دنیا کو گلوبل ولیج کی جدید شکل دیتے ہوئے ہر قسم کا کم سے کم وقت میں وافر مقدار میں معلوماتی مواد فراہم کیا۔

موجودہ نسل علم کے بجائے انفارمیشن کے حصول میں سرگرداں ہے۔ یاد رکھیے! علم کے حصول کا نہایت مضبوط اور مستقل ذریعہ کتاب ہے، انفارمیشن نہیں۔ قابل غور بات یہ ہے کہ اس ترقی یافتہ حیران کن ایجاد کے باوجود "کتاب" کا اب تک کوئی نعم البدل نہیں مل سکا۔

حصول علم ایک سنجیدہ عمل ہے جو کتاب کے مطالعے کے بغیر ناممکن ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آج دنیا کے ہر ملک میں قومی، ریاستی اور ضلعی سطح کا کتب خانہ قائم ہے جو متعلقہ ملک کے لوگوں کی علمی ضرورت کو پورا کرتی ہے اور کچھ عالمی سطح کی جیسے "برٹش لائبریری" برطانیہ اور "لائبریری آف کانگریس" امریکہ ہے۔

جامعہ ملیہ اسلامیہ جو جامعہ نگر، نئی دہلی میں واقع ہے، ایک تاریخی مرکزی دانش گاہ ہے جسے ہندوستان کے عظیم سپوتوں اور آزادی ہند کے سپہ سالاروں نے ۱۹۲۰ء میں علی گڑھ میں اس کی بنیاد ڈالی جس نے ۱۹۸۸ء میں ایک مرکزی یونیورسٹی کی درجہ حاصل کرلی، جو آج ایک نمائندہ یونیورسٹی کے طور پر ملک وملت کی تعمیر وترقی میں ایک مثالی رول ادا کر رہی ہے۔ ڈاکٹر ذاکر حسین لائبریری، جامعہ ملیہ اسلامیہ کی مرکزی لائبریری ہے جو ڈاکٹر ذاکر حسین سابق صدر جمہوریہ ہند کے نام سے منسوب ہے۔ تحقیق وتصنیف کے اس عظیم الشان مطالعاتی مرکز میں مختلف شعبہ ہائے زندگی سے متعلق کتب کی ایک بڑی تعداد ہے جو تقریباً ۴ لاکھ کے قریب ہے، کے علاوہ بے شمار میگزین، اخبارات، رپورٹس اور دستی تحریروں کے وافر ذخیرہ موجود ہے جو مختلف زبانوں میں ہے جیسے اردو، عربی، فارسی، ہندی اور انگلش۔

ڈاکٹر ذاکر حسین لائبریری اردو کے شائقین ادب کے علاوہ اساتذہ، محققین، ریسرچ اسکالروں اور طلباء وطالبات کی ضرورتوں کو پورا کرنے کا بڑا مرکز ہے۔ اس میں نہ صرف اہل اردو کی عصری ضرورتوں کو پورا کرنے کے لیے تازہ ترین مطبوعات کے علاوہ تحقیق وحوالہ جات کا وافر مواد موجود ہے بلکہ اسے اردو کے علاوہ ہندوستان کے ادبی وتہذیبی ترقی کے تاریخ کا بے مثال خزانہ کہا جاسکتا ہے۔

ڈاکٹر ذاکر حسین لائبریری کو ہندوستان میں اردو کی خدمت اور پہچان کا ایسا نشان شناخت قرار دیا جاسکتا ہے جس نے ملک کے اہل اردو کی سربلندی اور وقار کو ایک صدی سے برابر قائم رکھا ہے۔ چوں کہ علم کے حصول کا بہترین واہم ترین ذریعہ مطالعہ ہے اس وجہ سے مستقل طور پر اردو کے عام قارئین کے علاوہ طالب علم، اساتذہ، ریسرچ اسکالرز، شعرا وادبا، صحافی ومترجم حضرات، علمائے کرام اور دیگر سنجیدہ ومعیاری لٹریچر کے متلاشی احباب لائبریری اور ریڈنگ روم میں کتابیں ورسائل کی اجرائی، تحقیقی وحوالہ جاتی کام کی فراہم کردہ سہولیات سے نہایت پابندی کے ساتھ استفادہ کرتے ہیں۔

لائبریری میں مندرجہ ذیل عنوانات پر اردو میں قدیم وجدید ہزاروں کتب ریفرنس اور سرکیولیشن کے لیے دستیاب ہیں:

اسلامیات: فقہ، اصول فقہ، تفسیر، اصول تفسیر، حدیث، اصول حدیث، علم الکلام والعقائد، تصوف اسلام، قرآن مجید، تراجم وتفاسیر، احادیث تراجم وتشریحات، سیرت نبوی ﷺ، سیرت صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم، اولیاء اللہ رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر عظیم شخصیتوں کی سیرت وسوانح، ان کی علمی، ادبی، سماجی اور سائنسی خدمات اور کار نامے، علوم اسلامی، پندونصائح اور فقہ اسلام، تاریخ اسلامی۔ وغیرہ

مذاہب عالم: ہندومت، بدھ مت، جین مت، سکھ مت / مذہب، زروشتیت، یہودیت، عیسائیت اور اسلام۔

علوم انسانی: نفسیات، شماریات، سیاسیات، معاشیات، سماجیات، معدنیات، قانون، نظم ونسق عامہ، معاشرتی مسائل۔ خدمات اور تنظیمیں، تعلیم، تجارت، ذرائع مواصلات ونقل وحمل۔

زبان: زبان، انگلش زبان، سنسکرت، پالی، پنجابی، سندھی، ہندی اور اردو، اردو لغات، فن لغت نویسی، صوتیات، گرامر، جدید فارسی، عربی زبان، تراجم واصول تراجم لغات، انسائیکلوپیڈیا۔

سائنسی علوم: طبعی علوم، ریاضیات، فلکیات ومتعلقہ علوم، طبعیات، مینی علوم، حیاتیاتی علوم/ علم الانسان، نباتیاتی علوم، حیوانیاتی علوم۔

ٹیکنالوجی (اطلاقی علوم): طبی علوم، انجیرنگ، زراعتیں وزرعتی صنعتیں، خانگی معاشیات وخانہ داری، مصنوعات، فنون طب/ حفظان صحت وعملیات۔

لطیفہ اور آرائشی فنون: فن تعمیر اسلامی فن تعمیر، فن تصویر وتصاویر، تحریری فنون، میوزک، تفریحی فنون۔

ادب: ادب وتاریخ ادب، انگریزی ادب وتاریخ انگریزی ادب، سنسکرت ویدک ادب، ہندی ادب، سندھی ادب، پنجابی ادب، اردو ادب، بنگالی ادب، مراٹھی ادب، گجراتی ادب، راجستھانی ادب، میتھلی ادب وکشمیری ادب، فارسی ادب، عربی ادب، تامل ادب، تیلگو ادب، ملایالم ادب، منثور، مضامین ولکچرز، طنز ومزاح، ڈرامہ جات، متحدہ ہند کے اخبارات اور رسائل، شعر وشاعری، اسلامی، تاریخی اور دیگر پاکیزہ ناول، افسانوں کے مجموعے اور مزاحیہ مضامین

تاریخ وجغرافیہ: تاریخ، فن تاریخ فن نویسی، تاریخ عالم تہذیب وتمدن، سفرنامہ، جغرافیہ وتاریخ جغرافیہ، سوانح حیات، تاریخ عہد قدیم، تاریخ چین، تاریخ عرب، تاریخ ہندوستان، تاریخ پاکستان، تاریخ ایران۔ وغیرہ

یہ وہ موضوعات ہیں جو مرکزی جامعات کی دوسری لائبریری میں شاید ہی موجود ہوں۔ اگر ہے بھی تو اس میں ٹیکنیکل پروبلم ہوتی ہے جس سے طلباء، اساتذہ ومحققین اس تک پہنچنے سے قاصر رہتے ہیں کیوں کہ عام طور پر اورینٹل زبان میں دقتیں پائی جارہی ہیں جو اکثر لائبریری جھیل رہی ہیں جس کا اب تک کوئی صحیح حل نہیں نکل سکا ہے۔

لیکن قابل مبارک باد ہیں ڈاکٹر ذاکر حسین لائبریری کے ارباب حل وعقد جن کی انتھک کوشش اور خصوصی دلچسپی کی وجہ سے بہت حد تک اورینٹل زبان کے پروبلم (مسائل) پر قابو پایا جاسکا ہے اور مستقبل قریب میں پورا حل نکل آئے گا۔ یہاں کا سارا اردو مواد کمپیوٹرائزڈ اور آن لائن ہیں جس سے طلباء واساتذہ بھر پور مستفیض ہوتے ہیں اور اپنی علمی تشنگی کو بجھاتے ہیں۔

علم وفن کے اس قصر عظیم نے اپنی انتظامی خدمات کی وسعتوں کا دائرہ کار مختلف سیکشنز میں تقسیم کیا ہے جس کی تفصیل کچھ اس طرح سے ہے۔ ایکوزیشن، ٹیکنکل، سرکولیشن، ریفرنس، مخطوطات، نوادرات، اورینٹیش لیکچر، کمپیوٹر اور ڈیجیٹل ریسورس سینٹر، پرانی اخبارات و میگزین اور اس کے علاوہ بک ریزرویشن، فوٹو کاپی، لائبریری کیٹلاگ، ریڈر/ ریفرنس سروسز لائبریری کی جانب سے بلاتفریق فراہمی ہے۔

☆☆☆

☆لائبریرین شعبہ مخطوطات ڈاکٹر ذاکر حسین سینٹرل لائبریری
جامعہ ملیہ اسلامیہ، نئی دہلی۔ ۲۵

بزم سخن

ایک مجبور شاعر کا پیار مدنی

تیری فرقت میں ہے بے قرار مدنی
ایک مجبور شاعر کا پیار مدنی

زر ندارد مگر عشق تیار ہے
مفلسی اور چاہت میں تکرار ہے
آئیں کیسے تمہارے دوار مدنی
ایک مجبور شاعر کا پیار مدنی

ہر ڈگر پہ لٹیرے ہیں ایمان کے
دل کی کشتی کو خطرے ہیں طوفان کے
اب تو اس کو لگا دو کنار مدنی
ایک مجبور شاعر کا پیار مدنی

منبع لطف ، اے شاہ جود و سخا
آپ چاہیں جسے جتنا کر دیں عطا
رب نے ہے دے دیا اختیار مدنی
ایک مجبور شاعر کا پیار مدنی

تیری عظمت کی ہے کس بشر کو خبر
تو زمیں پہ ہے چرچا ترا عرش پر
تو ہے محبوب پرور دگار مدنی
ایک مجبور شاعر کا پیار مدنی

سرنگوں ہے جہاں ارتقائے فلک
اپنی پلکیں بچھاتے جہاں ہیں ملک
ہے زمیں پر وہ تیرا دیار مدنی
ایک مجبور شاعر کا پیار مدنی

جی رہے ہیں ابھی دل میں حسرت لیے
تیرے در کی زیارت کی چاہت لیے
دید و اذنِ سفر ایک بار مدنی
ایک مجبور شاعر کا پیار مدنی

نعت شریف

دن رات تصور میں رہنے دو میناروں کو
اس گنبد خضریٰ کے پر کیف نظاروں کو
پتھر بھی پڑھیں کلمہ سورج بھی پلٹ آئے
یہ چاند بھی سمجھا ہے انگلی کے اشاروں کو
سرکار کے روضے کو جو دیکھ کے آئے ہیں
نظروں میں نہیں لاتے دنیا کے نظاروں کو
ہو جائے تصور میں دیدار میرے آقا
اب اور نہ تڑپاؤ ہم عشق کے ماروں کو
یہ شانِ خداوندی جو نوری بنا ڈالا
صدقے محمد کے ان چاند ستاروں کو
تسکین مرے دل کو طیبہ کی ہوا دے گی
بلوا لو مرے آقا اب اپنے بیماروں کو
عاصی ہیں مگر پھر بھی اک نظر کے طالب ہیں
اب اور نہ تڑپاؤ ہم آس کے ماروں کو

نتیجہ فکر

سرفراز حسین فراز، محلہ پیرو چاہ، پیپل
سانا، ضلع مرادآباد (یوپی)
9639642112,9675840556

مختارِ دو جہاں

سرکار بے مثال ہیں اپنی صفات میں
ان کا جواب کوئی نہیں کائنات میں
مولیٰ علی کے واسطے سورج کو موڑ دیں
کتنا اثر ہے سرورِ عالم کی ذات میں
تنہا گئے حبیب خدا عرش پاک تک
سدرہ تلک تھے حضرت جبریل ساتھ میں
مختارِ دو جہاں ہیں جو چاہیں عطا کریں
کیا کچھ نہیں ہے سرورِ عالم کے ہاتھ میں
دربارِ مصطفےٰ سے بلاوا نہ آسکا
بے کیفیاں ہیں اس لیے راہی حیات میں

نتیجہ فکر

راشد حسین راہی، شاہجہاں پوری
ایمن زئی جلال نگر، شاہجہاں پور (یوپی)

☆☆☆

اکیلے کب نبی ہیں دیکھا میلہ ہے مدینے میں
مدینہ یوں ہے دنیا میں کہ دنیا ہے مدینے میں
مدینے میں میرے آقا کے استقبال کی خاطر
جو اُمڈا تھا مدینہ، وہ مدینہ ہے مدینے میں

مرکز الثقافۃ السنیۃ یونیورسٹی کیرالا ہند میں

دارالافتاء کا قیام

شافعی دارالافتاء ملک و بیرون ملک کے مسائل حل کرنے میں سرگرم عمل تھا لیکن اب اردو زبان داں حضرات کے لئے دارالافتاء کا قیام ہو چکا ہے۔ اب مرکز سے ملے گا ہر استفتا کا صحیح جواب مذاہب اربعہ کے حوالاجات کے ساتھ۔ مرکز نے اس کا انتظام کرلیا ہے۔

muftiibrahimalimi786@gmail.com 08089919382

اہل زر ہیں مگر دل میں وسعت نہیں
تیرے در پہ پہنچنے کی چاہت نہیں
اس سے اچھا سڑک کا بھیکار مدنی
ایک مجبور شاعر کا پیار مدنی

بات چلتی ہے جب تیرے دربار کی
دل میں حسرت مچلتی ہے دیدار کی
اب تو بلوا لو اپنے دوار مدنی
ایک مجبور شاعر کا پیار مدنی

جھوم کر نعت کوئی پڑھے نعت خواں
وجد کرنے لگے یہ زمیں آسماں
آئے مضطر دلوں کو قرار مدنی
ایک مجبور شاعر کا پیار مدنی

نتیجۂ فکر
ڈاکٹر وصی مکرانی واجدی، ملنگوا، ضلع سرلاہی، نیپال

زلف عنبریں

چاہتا ہے کون آئے شہر طیبہ چھوڑ کر
کر دیا مجبور بس نجدی نے شوشہ چھوڑ کر
ان کے در کی حاضری جس کو میسر ہو گئی
بس وہ چاہے گا وہیں رہ جائیں دنیا چھوڑ کر
و الضحیٰ چہرہ تیرا و اللیل زلف عنبریں
کیوں کسی جلوے کو دیکھوں تیرا جلوہ چھوڑ کر
قاسم نعمت بنایا ہے خدا نے جب تجھے
کس سے پھر مانگوں میں تیرا آستانہ چھوڑ کر
آپ کے ہاتھوں میں ہی پتوار ہے یا مصطفےٰ
چل پڑی ہے میری کشتی اب کنارا چھوڑ کر
یا رسول الله انظر حالنا اشکا لنا
آ گیا ہوں در پہ تیرے کل اثاثہ چھوڑ کر
بھر دو نعمت کی بھی جھولی تاجدارِ دو جہاں
در بدر بھٹکوں کہاں تیرا وسیلہ چھوڑ کر

نتیجۂ فکر
پھول محمد نعمت رضوی مظفرپوری

منقبت درشان حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

بھلا ممکن ہو مجھ سے کیا ثناء صدیق اکبر کی
کہ جب تعریف کرتا ہے خدا صدیق اکبر کی
خدا کے نور نے ڈھالا ہے اُن کو اپنے سانچے میں
ڈھلی ہے نور میں اک اک ادا صدیق اکبر کی
نہ تھا اُن سا کوئی پہلے، نہ ان جیسا کوئی ہوگا
ہے یکتا دہر میں شانِ وفا صدیق اکبر کی
رسول پاک نے جب قوم کو دی دین کی دعوت
بڑھی تصدیق میں اول صدا صدیق اکبر کی
قیامت تک یگانہ ہیں وہ صدق و عشق سرور میں
غلامی کرتے ہیں اہل صفا صدیق اکبر کی
سبھی مال و منال اولاد گھر حتیٰ کہ جان و دل
رسول پاک پر ہر شے فدا صدیق اکبر کی
وہ ہیں یارِ نبی غار و غنیٰ سے قبر و جنت تک
ہے خود ممنوں زبان مصطفےٰ صدیق اکبر کی
وہ فرش گیتی پہ اول وزیر سرورِ عالم
عدو کیا شان سمجھے گا بھلا صدیق اکبر کی
صداقت میں شجاعت میں شہِ دیں کی محبت میں
جدا تھی ہر صحابی سے ادا صدیق اکبر کی
بہت سے فیصلوں سے ان کے اہل عقل حیراں تھے
مگر روشن تھی چشم حق رسا صدیق اکبر کی
سراپا صدق ہیں وہ دین و دانش عشق و الفت میں
جگہ کوئی نہ دیگر لے سکا صدیق اکبر کی
نبی آرام فرما، گود میں سر، نیش زن افعیٰ
ہوئی اس طرح تکمیل وفا صدیق اکبر کی
لٹایا گھر، پھٹی چادر پہن لی کانٹوں سے سی کر
فرشتے آئے کرتے اقتدا صدیق اکبر کی
ہر اک بابِ جناں آغوش کھولے منتظر ان کا
سنیں جس رخ سے بھی آئے صدا صدیق اکبر کی
خمیر پیکر انور بنا جس خاک انور سے
اسی سے رب نے ڈالی ہے بنا صدیق اکبر کی
صحابیت کی عظمت پائی جس کی چار پشتوں نے
وہ ہے خوش بخت نسل با وفا صدیق اکبر کی
خدا کو بھا گئی اور مصطفےٰ کو بھی پسند آئی
نرالی نور والی ہر ادا صدیق اکبر کی
کوئی ابدال ہو اوتاد ہو یا قطب دوراں ہو
غلامی کی ہے سب نے برملا صدیق اکبر کی
ولائے حق ولائے مصطفےٰ کا ہے وہ مستوجب
ملی جس اہل قسمت کو ولا صدیق اکبر کی
طلبگار صفا سارے ادب سے سرخمیدہ ہوں
سواری آ رہی ہے، مرحبا صدیق اکبر کی
خدا و مصطفےٰ کے بعد دل میں بدر الفت ہے
عمر، عثماں، علی مرتضیٰ، صدیق اکبر کی

نتیجۂ فکر: مولانا بدرِ عالم مصباحی علامہ بدر القادری ہالینڈ

نعت

یا خدا مجھے ایسے عشق ہے مدینے سے
جیسے اک انگوٹھی کا ربط ہو نگینے سے
جن سے جو بھی مانگا ہے آپ سے قرینے سے
مل گیا وہی اُس کو غیب کے خزینے سے
وصف کیا کروں آقا اب میں مشک و عنبر کی
دو جہاں مہک اٹھے آپ کے پسینے سے
اس قدر میں کھویا ہوں مصطفےٰ کی یادوں میں
اشک نکلے آنکھوں سے اور درد سینے سے
ایک ہی تڑپ دل میں آپ بس بلا لیجئے
بھر گیا ہے دل میرا دور رہ کے جینے سے
خالق و ملائک بھی اُن کا ذکر کرتے ہیں
بھیجئے درود اُن پر مومنوں قرینے سے
کاش اُن کے روضے پر دیکھئے ذرا رضواں
رحمتیں اُترتی ہیں آسماں کے زینے سے

نتیجہ فکر: محمد رضوان انصاری، لال باغ سنبھل روڈ حسن پور، امروہہ (یوپی) 9871818940

پس منظر — پیش منظر

اپریل فول کی تاریخی وشرعی حیثیت

مرغوب الرحمٰن ☆

اسلام ایک فطری مذہب ہے، اس نے ہر اس چیز کا پورا پورا خیال رکھا ہے جس کی ضرورت انسانی فطرت کو ہوتی ہے اور ہر اس بات اور کام سے رکنے اور باز رہنے کی تلقین کی ہے جس سے دینی یا دنیوی نقصان ہوتا ہو۔ دوسری قوموں کی نقالی کرنے اور ان کی اندھی تقلید کرنے سے بھی قطعاً منع کیا ہے، آج ہماری قوم پر مغربیت کا ایسا جنون طاری ہے کہ ہر معاملہ میں بے سوچے سمجھے اغیار کی اندھی تقلید کو اپنے لیے ذریعہ نجات ومعراج سمجھتی ہے، حالانکہ محسن انسانیت رحمۃ للعالمین ہمارے آقا ومولی حضرت محمد ﷺ نے جگہ جگہ اور قدم قدم پر مکمل رہنمائی فرمائی ہے، ہمیں کسی طرح بھی تشنہ کام نہیں چھوڑا، کہیں بھی ایسا موقع نہیں دیا کہ ہم کو رہنمائی ورہبری کے لیے دوسروں کی طرف دیکھنے کی ضرورت پڑے۔

مغرب کی اندھی تقلید میں آج ہم نے "اپریل فول" کو اپنی تہذیب کا ایک حصہ بنالیا ہے، ہم نے یہ نہیں دیکھا کہ اس کے پیچھے کیا کیا خرابیاں کارفرما ہیں، بس بے سوچے سمجھے غیر مہذب قوم کی پیروی میں لگ گئے، آیئے ان خرابیوں سے پردہ اٹھاتے ہیں اور مورخین کی مختلف آراء کا جائزہ لیتے ہیں۔

بعض مصنفین کا کہنا ہے کہ فرانس میں سولہویں صدی عیسوی تک سال کا آغاز جنوری کے بجائے اپریل سے ہوا کرتا تھا۔ اس مہینے کو رومی لوگ اپنی دیوی وینس (Venus) کی طرف منسوب کرکے مقدس سمجھا کرتے تھے، وینس کا ترجمہ یونانی زبان میں Aphrodite کیا جاتا ہے، شاید اسی یونانی نام سے مشتق کرکے اپریل مہینے کا نام رکھا گیا (برٹانیکا)

بعضوں کا خیال یہ ہے کہ یکم اپریل کو سال کی پہلی تاریخ ہوا کرتی تھی اور اس کے ساتھ ایک بت پرستانہ تقدس بھی وابستہ تھا، اس لیے لوگ اس دن کو جشن مسرت کے طور پر مناتے تھے اور ہنسی مذاق اور کھیل کود کرتے، رفتہ رفتہ اسی نے "اپریل فول" کی شکل لے لی۔

ایک وجہ یہ بھی بیان کی جاتی ہے کہ ۲۱ مارچ سے موسم میں تبدیلی آنی شروع ہوتی ہے بعض لوگوں نے اس تبدیلی کو اس طرح تعبیر کیا کہ اوپر والا ہمارے ساتھ ہنسی مذاق کرکے ہمیں بے وقوف بنا رہا ہے، کیوں نہ ہم بھی ایک دوسرے کو بیوقوف بنائیں، اس طرح انہوں نے ایک دوسرے کو بے وقوف بنانا شروع کردیا۔ (برٹانیکا) (معاذ اللہ)

ایک وجہ انسائیکلو پیڈیا لاروس نے بڑے وثوق کے ساتھ پیش کی ہے اور اس کے صحیح ہونے پر دلائل وشواہد پیش کیے ہیں، یکم اپریل وہ تاریخ ہے جس میں رومیوں اور یہودیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مذاق واستہزاء کیا، رخسارِ مبارک پر چپت لگائے، آنکھیں بند کراکر پوچھتے کہ الہام کے ذریعہ بتا کہ کس نے مارا؟ آپ پر طعن وتشنیع کرتے اور آپ کو ذلیل کرتے، لوقا کی انجیل میں اس کو یوں بیان کیا:

"جو آدمی یسوع کو پکڑے ہوئے تھے اس کو ٹھٹھوں میں اڑاتے اور مارتے تھے اور اس کی آنکھیں بند کرکے اس سے پوچھتے تھے کہ نبوت (الہام) سے بتا تجھے کس نے مارا؟ اور انہوں نے طعنہ اور بھی بہت سے باتیں اس کے خلاف کہیں۔" (۲۲:۶۵-۶۳)

آگے یہ بھی مذکور ہے کہ پہلے حضرت عیسی علیہ السلام کو سرداران یہود اور قوم کے بزرگوں کی عدالت عالیہ میں پیش کیا گیا پھر اُن کو پیلاطس کی عدالت میں لے گئے کہ ان کا فیصلہ وہاں ہوگا پھر پیلاطس نے ان کو ہیرودیس کی عدالت میں بھیج دیا، ہیرودیس نے پھر ان کو پیلاطس کی عدالت میں بھیج دیا۔ لاروس لکھتے کہ عیسیٰ کی ایک عدالت سے دوسری عدالت میں منتقلی بھی ان کا ٹھٹھا اور مذاق اڑانے کے لیے تھی۔

روم میں اسے (اپریل کو) فیسٹول آف ہیلاریا (Festival of Hilaria) کے نام سے یاد کیا جاتا ہے، ہیلاریا، رومی قصے کہانیوں میں ہنسی مذاق کی علامت تھی، جب کہ اس کو رومن لافنگ ڈے کہتے ہیں، پرتگالی لوگ اس کو "فول ڈے" کے نام سے جانتے ہیں اور اسپین میں اپریل کو "کویل کا مہینہ" مانا جاتا ہے، اس لیے

اپریل فول بننے والے شخص کو ''کوکو'' کہا جاتا ہے، جب کہ دنیا کی دیگر جگہوں میں اس کو ''اپریل فول'' کے نام سے پکارتے ہیں۔

''اپریل فول'' کا جو بھی پس منظر رہا ہو، بہر صورت کسی نہ کسی صورت انسانیت دشمنی کے واقعہ سے جڑا ہوا ہے، مسلمانوں کے لیے یہ قبیح رسم اس لیے بھی مزید بری ہے کہ یہ بہت سے بدترین گناہوں کا مجموعہ ہے:

(۱) گمراہ اور بے دین قوموں کی مشابہت اختیار کرنا (۲) صریح جھوٹ بولنا (۳) گناہ کبیرہ کو حلال اور جائز سمجھنا (۴) خیانت کرنا (۵) دھوکہ دینا (۶) دوسروں کو اذیت پہنچانا (۷) ایک ایسے واقعہ کی یادگار منانا جس کی اصل بت پرستی یا توہم پرستی یا کسی پیغمبر کے ساتھ گستاخانہ مذاق ہے۔

آیئے دیکھتے ہیں کہ ''اسلام'' نے ہماری اس سلسلہ میں کیا رہنمائی فرمائی ہے۔ معلم انسانیت حضرت محمد ﷺ نے غیر قوم کے رسم و رواج، جشن و تہوار، عادات و اطوار کو اپنانے والے کو اپنے مذہب سے نکل کر انہیں کے مذہب میں داخل ہونے کے مترادف قرار دیا ہے۔ آنحضرت ﷺ کا ارشاد مبارک ہے: من تشبه بقوم فهو منه۔ (ابوداؤد، مسند احمد) جو شخص جس قوم کی مشابہت اختیار کرے وہ انہی میں سے ہے، ایک دوسری حدیث پاک میں فرمایا:

لیس منا من تشبه بغیرنا، لا تشبهوا بالیهود ولا بالنصاری۔ (ترمذی ۲/۹۹، باب السلام) وہ شخص ہم میں سے نہیں جو ہمارے علاوہ (دیگر اقوام) کے طریقہ کی مشابہت اختیار کرے۔ تم یہود و نصاریٰ کی مشابہت اختیار مت کرو۔

پس جو شخص زندہ ضمیر رکھتا ہے، آقائے نامدار حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے غلاموں میں شمار ہونا چاہتا ہے تو یقیناً ایسی باتوں سے بالکلیہ پرہیز کرنا چاہئے نہیں تو کل انجام بد کے لیے تیار رہنا چاہئے۔

علمائے کرام نے غیروں کی مشابہت اختیار کرنے کے ممنوع ہونے میں متعدد وجوہات بیان فرمائی ہیں، چند ایک کو ذکر کیا جاتا ہے:

کفار کی نقل اور پیروی کرنے سے آدمی خود بخود صراط مستقیم کی پیروی سے ہٹ جاتا ہے۔ ان کی پیروی کرنے سے ان کے قول و عمل سے ہم آہنگی اور قلبی موانست پیدا ہوجاتی ہے جو سراسر ایمان کے منافی ہے۔

کفار کی مشابہت پر جمے رہنے سے خود شریعت مطہرہ سے نفرت پیدا ہوجاتی ہے اور ایمان کمزور ہوتا چلا جاتا ہے اور آوارگی بے حیائی اور جنسی بے راہ روی عام ہوجاتی ہے۔

مسلمانوں کی اس نقالی سے کفار دلی خوشی محسوس کرتے ہیں اور اپنے کفر پر مضبوط ہوتے چلے جاتے ہیں۔

لہٰذا عقائد و عبادات اور جشن و تہوار میں غیر مسلم اقوام کی نقالی ناجائز و حرام ہے، حضرت عمر فرمایا کرتے تھے ''اللہ کے دشمنوں کے تہواروں میں شرکت سے اجتناب کرو۔'' (مسند احمد)

حضرت عبداللہ بن عمرو کا قول ہے جس نے مشرکین کے نوروز و مہرجان (تہواروں) کے جشن منائے اور اسی حالت میں موت آ گئی تو قیامت کے روز انہیں میں سے اٹھایا جائے گا۔ (مسند احمد)

دوسرا گناہ اس میں یہ ہوتا ہے کہ جھوٹ کا ارتکاب کیا جاتا ہے بلکہ صریح جھوٹ بولا جاتا ہے۔ قرآن وحدیث میں جھوٹ کی حد درجہ مذمت بیان کی گئی ہے، قرآن کریم میں دسیوں مقام پر جھوٹ کی قباحت بیان فرمائی گئی ہے، اللہ تعالیٰ شانہ نے جہاں شرک اور بت پرستی سے منع فرمایا ہے وہیں جھوٹ سے بھی بچنے کا حکم دیا، جھوٹ بولنے کو منافق کی علامت قرار دیا۔ (منافقون:۱)

حدیث شریف میں اس طرح بیان کیا: آیة المنافق ثلاث، اذا حدث کذب، واذا وعد اخلف، واذا أوتمن خان۔ (صحیح بخاری، مسلم) منافق کی تین (خاص) نشانیاں ہیں جب گفتگو کرے تو جھوٹ بولے، جب وعدہ کرے تو اس کے خلاف کرے اور جب اسے امین بنایا جائے تو اس میں خیانت کرے۔

رحمۃ للعالمین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے مذاق میں بھی جھوٹ بولنے کو ممنوع فرمایا بلکہ ایسے شخص کے لیے تین مرتبہ بد دعا فرمائی فرمایا۔ ترمذی، ابوداؤد، مسند احمد میں روایت موجود ہے کہ بربادی ہے اس شخص کے لیے جو لوگوں کو ہنسانے کے لیے جھوٹ بولے، اس کے لیے بربادی ہے، اس کے لیے بربادی ہے۔

تیسرا گناہ یہ ہے کہ اس دن جھوٹ بولنے اور کذب بیانی کو جائز سمجھا جاتا ہے بلکہ لائق تحسین اور قابل فخر سمجھا جاتا ہے، حالانکہ فقہائے کرام رحمہم اللہ العزیز نے تصریح فرمائی ہے کہ جھوٹ کو اگر گناہ سمجھ کر بولا جائے تو گناہ کبیرہ ہے اور اگر اس کو جائز و حلال سمجھ کر بولا

جائے تب تو اندیشہ کفر ہے۔

چوتھا گناہ اس میں دھوکہ دینا بھی ہے، اس کو بھی فقہائے کرام رحمھم اللہ تعالیٰ نے گناہ کبیرہ میں شمار کیا ہے، دھوکہ دینے والے کے متعلق محسن انسانیت حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ نے سخت ناراضگی کے الفاظ فرمائے ہیں، فرمایا: من غشنا فلیس منا۔ (صحیح مسلم) جو شخص ہمیں دھوکہ دے وہ ہم میں سے نہیں۔

چھٹا گناہ ایسے واقعہ کی یادگار منانا جس کی اساس وبنیاد بت پرستی یا، توہم پرستی یا کسی پیغمبر کی ذات مقدس کے ساتھ گستاخانہ مذاق پر ہے، یہ تینوں ہی عظیم تر گناہ ہیں بلکہ ان پر عمل پیرا ہونے سے کفر وضلال کے گڑھے میں چلے جانے کا خوف ہے۔

اپریل فول تہذیب جدید کے عنوان سے آج مسلمانوں میں بھی منایا جانے لگا ہے جبکہ اس کے پیچھے وہی ذہنیت اور اسلام دشمنی کار فرما ہے جو ازل سے اسلام کے دشمنوں کا شیوہ رہی ہے۔

مغرب کی اندھی تقلید میں جدید تہذیب وتمدن اپنانے کی حرص میں کہیں ہمارا دین وایمان نہ غارت ہوجائے، خدارا! اس پر غور کریں۔

☆☆☆

☆اسٹریٹ نمبر 2 منڈی سمیتی روڈ سہارنپور یوپی 247001
marghoob84@gmail.com:

عظیم محقق ومحدث علامہ غلام رسول سعیدی کا وصال

۲۳ ربیع الآخر ۱۴۳۷ھ/ ۴ فروری ۲۰۱۶ء بروزِ جمعرات، سوادِ اہل سنت وجماعت کے عظیم محقق ومصنف اور فقیہ ومحدث علامہ غلام رسول سعیدی کا وصال ہوگیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

۱۰ رمضان المبارک ۱۳۵۶ھ/ ۱۰ نومبر ۱۹۳۷ء بروزِ جمعہ دہلی میں پیدا ہوئے۔ ۱۹۴۷ء میں آپ پاکستان منتقل ہوگئے اور جامعہ محمودیہ رضویہ رحیم یار خاں میں داخلہ لیا۔ اس میں ابتدائی دینی تعلیم حاصل کرنے کے بعد جامعہ نعیمیہ لاہور، اور جامعہ قادریہ فیصل آباد سے اعلیٰ دینی تعلیم حاصل کی۔ حضرت علامہ سعید احمد کاظمی سے بیعت کا شرف حاصل ہے۔ ''سعیدی'' نسبت، اسی شرف کا نتیجہ ہے۔ دار العلوم نعیمیہ کراچی میں ۵۰ سال تک تدریسی خدمات انجام دی۔ تعلیم وتدریس کے ساتھ آپ نے امہات الکتب کے ترجمہ وشرح، تحقیق وتقدیم اور باضابطہ تحقیقی اور فقہی تصنیف وتالیف کی جو خدمت انجام دی ہے، وہ آپ کی عالمانہ اور محققانہ شخصیت کا نمایاں کارنامہ ہے جس کی وجہ سے آپ معروف ومقبول ہیں۔

تبیان القرآن ترجمہ وتفسیر قرآن (۱۲ جلدوں میں) نعمۃ الباری شرح صحیح بخاری (۱۷ جلدوں میں) شرح صحیح مسلم (۸ جلدوں میں) تذکرۃ المحد ثین، شان الوہیت، مقام ولایت ونبوت، توضیح البیان، اعلیٰ حضرت کا فقہی مقام اور ضیائے کنز الایمان، آپ کی اہم کتابیں ہیں۔ انہی کی بنیاد پر مفسر، محدث، فقیہ، مفتی، شارح تسلیم کیے جاتے ہیں۔

اپنے کام میں مخلص اور تحقیق میں بے باک تھے۔ جس تحقیق اور فتوئی پر شرح صدر ہوجاتا، کسی کی ملامت کی پرواہ کیے بغیر بے لاگ اپنا موقف تحریر کردیتے۔ اس حق گوئی اور حق بیانی کی وجہ سے بے جا مخالفتوں کا سامنا بھی کیا لیکن آپ کی فقیہانہ اور محققانہ رفتار میں کمی نہیں آئی۔ ایک خوبی یہ بھی تھی کہ اپنی تحقیق اور فتوئی پر کبھی اصرار نہیں کیا کہ ہم نے جو لکھا ہے، وہی صحیح ہے اور برحق ہے اور علمی نقد وجرح کو کشادہ دِلی سے قبول کیا۔ اس خلوص کا نتیجہ ہے کہ آج ہندو پاک میں آپ کی سبھی کتابیں چھپتی ہیں اور آسانی سے دستیاب ہیں۔ اہل علم کا کہنا ہے کہ ہندوستان میں جن پاکستانی علما کی کتابیں زیادہ مقبول ہیں، ان میں حضرت پیر کرم شاہ ازہری اور علامہ غلام رسول سعیدی سرفہرست ہیں اور آپ حضرات کی کتابوں میں ''ضیاء النبی'' اور ''شرح صحیح مسلم'' سب سے زیادہ مقبول ہیں۔ یہ کہا جاسکتا ہے کہ آپ کی مخلصانہ تحقیقات اور فقیہانہ خدمات کو تنقید سے آگے تنقیص کا نشانہ بنانے والوں کی ہر کوشش کے باوجود آپ کی مقبولیت میں اضافہ ہوتا رہا بلکہ مخالفت اور تنقید برائے تنقیص کی وجہ سے آپ زیادہ مقبول ہوئے اور آپ کی خدمات کی شہرت زیادہ ملی۔ اختلاف برائے مخالفت کا یہی نتیجہ ہوتا ہے اور سنجیدہ کار آمد شخصیات کی کرامتیں اسی طرح ظاہر ہوتی ہیں۔

اللہ تعالیٰ آپ کی خدمات کو قبول فرمائے اور مغفرت فرمائے۔ آمین

دل میں عشق وایمان ہوتا ہے اوراعمال اُس کی تصدیق کرتے ہیں

مسجد خلیل اللہ بٹلہ ہاؤس کے سامنے عید میلادالنبی کی ۱۸ویں سالانہ ''اک نورانی محفل'' میں علماومفتیان کرام کا خطاب

دل زندہ ہے تو دین کی روشنی زندگی کے ہر لمحے میں محسوس کی جاسکتی ہے اور دل مردہ ہے تو پھر سب کچھ بے کار ہے کیوں کہ دل میں ہی ایمان وعشق ہوتا ہے اور ہمارے اعمال اس کی تصدیق کرتے ہیں، دل کے اندر ایمان اور عشق ومحبت کا جیسا چراغ روشن ہوگا، چہرے پر اس کی روشنی بھی اسی طرح ظاہر ہوگی اور اعمال بھی دل کش نظر آئیں گے۔ عشق وعرفان اور الفت ومحبت برپا کرنے والی یہ محفلیں اسی زندہ دِلی کا روشن اشاریہ اور ثبوت ہیں۔ اِن عرفانی باتوں کا اظہار مسجد خلیل اللہ بٹلہ ہاؤس کے سامنے عید میلادالنبی سوسائٹی کے زیر اہتمام ۹ جنوری ۲۰۱۶ء کو منعقد ۱۸ویں سالانہ ''اک نورانی محفل'' میں صدرِ اجلاس مفتی آفاق احمد نقشبندی (قنوج) نے کیا۔ انہوں نے اپنے نہایت جامع مختصر خطاب میں ایمان وعقیدے کا خلاصہ کیا کہ عشق پیغمبر اسلام ہمارے پاس نہیں تو پھر کچھ نہیں اس لئے کہ عشق پیغمبر ہی پہ ایمان کا دارومدار ہے۔ عشق رسالت اور محسن انسانیت سے محبت والفت کے بغیر ایمان وعقیدے کا کوئی تصور نہیں۔ ہاں ہمارے اعمال سے بھی اس کا اظہار ہونا چاہئے کہ ہم عشق والے ہیں اور اس کی ایک پہچان یہ ہے کہ نماز میں پیارے نبی کی آنکھوں کی ٹھنڈک ہے اور ایک مومن کی عزت وآبرو کی حفاظت اور حسد وبغض وکینہ سے دل کی پاکیزگی اس کی ایمانی فطرت وحرارت کا تقاضہ ہے۔

خطیب خصوصی مولانا محمد سعید اختر بھوجپوری نے کہا کہ خدا ہی اپنے دین کا محافظ ہے اور اسی نے اس کی دعوت وتبلیغ اور ہمیں اپنی پیدائش کا مقصد بتانے کے لئے پیغمبر اسلام کو پڑھا پڑھایا لکھا لکھایا، اک انسانی نمونہ بنا کر مبعوث فرمایا جنہوں نے اعلان نبوت سے پہلے کی ۴۰ سالہ فطری زندگی گزارنے کے بعد انسانی زندگی کا فطری نمونہ پیش کیا پھر فطری طور سے عرب کی اَن پڑھ اور اجڈ قوم کی طرف سے امین وصادق تسلیم کیے جانے بعد اپنی نبوت ورسالت کا اعلان کیا تاکہ انسانوں کو یہ پیغام جائے کہ قرآن یا کسی بھی آسمانی کتاب اور قانون الٰہی کے بغیر بھی جو زندگی ہوسکتی ہے، وہی ہوسکتی ہے جو ہم نے برت کر دِکھائی ہے اور یہی اسلامی زندگی ہے جس کی دعوت وتبلیغ نبی آخرالزماں نے کی ہے۔ دوسرے خطیب مولانا زین العابدین نقشبندی نے کہا کہ دنیا 'تلوار، تلوار، تلوار' کرتی ہے، یہ دنیا کی تاریخ کا سب سے بڑا جھوٹ ہے کیوں کہ تلوار تو عمر کے ہاتھ میں تھی اور قریش واہل مکہ کے ظالم عربوں کے ہاتھ میں تھی، وہ کون سی تلوار تھی جس نے حضرت عمر کے دل کی دنیا پر فتح حاصل کرلی، دنیا کو معلوم ہونا چاہئے کہ وہ اخلاق کی تلوار تھی۔ پیغمبر اسلام نے اسی اخلاق کی زبان سے ۲۳ سال میں انسانوں کی اصلاح اور انسانیت کی فلاح کا انقلاب برپا کیا ہے۔ مدرسہ ابراہیمیہ جامعۃ القرآن کے استاذ قاری محمد آفتاب عالم غازی پوری نے قرآن کریم کی تلاوت سے محفل کی ابتدا کی، معروف نعت خواں شاعر فیاض احمد بھدوہی، قاری مختار اشرفی، قاری مظہرالدین عزیزی اور مولانا غلام دستگیر رضوی نے نعتوں کے گلدستے پیش کیے اور محمد ظفرالدین برکاتی نے نظامت کے فرائض انجام دِیے۔ افتتاحی خطاب قاری وجہ القمر برکاتی نے کیا جب کہ آخری خطاب مسجد خلیل اللہ کے امام وخطیب مولانا محمد یعقوب علی خاں قادری کا ہوا جس میں انہوں نے بستان المحدثین دہلی شریف کے صوفیہ اور محدثین کے عقائد ومعمولات کے آئینے میں عید میلادالنبی کی برکتوں کے تاریخی اثرات بیان کیے۔ درگاہ آثار شریف شاہی جامع مسجد دہلی کے موروثی جانشین ومتولی سید وقار احمد حسینی مہمان خصوصی اور بارگاہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی کے سجادہ نشین عبدالحق فرحان حقی مہمان اعزازی تھے۔ حسینی صاحب کے ہاتھوں سے بارہ ضرورت مند خواتین کو سلائی مشین اور لاجپت نگر کے دیو سماج اسکول میں ۱۲ویں کے ایک طالب علم کو ایک سال کی فیس کی رقم دی گئی۔ سالانہ کتابی سلسلہ ''جشن عید میلادالنبی'' کے ساتھ کئی ایک اسکرز سامعین

وحاضرین کو تحفے میں دِیے گئے۔صلوٰۃ وسلام کے بعدامام صاحب کی دعا پر محفل ختم ہوئی۔محفل میں مولانا عظیم الدین ازہری،مولانا اشرف الکوثر مصباحی،مولانا عبدالمعید ازہری،غلام حسن قادری،مولانا زین اللہ نظامی،مولانا اقلیم رضا مصباحی وغیرہ بڑی تعداد میں مقامی وبیرونی علمائے کرام اورحسب روایت مجلس میں عوام وخواص کا زبردست ازدحام تھا۔

رپورٹ: حافظ محمد سعید اکبر پوری،موذن مسجد خلیل اللہ،بٹلہ جامعہ نگر،نئی دہلی

ولیوں اور نبیوں کے ایمان افروز قصے بیان کرنا خدا ورسول کی سنت ہے

خانقاہ اشرفیہ نفیس روڈ بٹلہ ہاؤس،نئی دہلی میں منعقد جشن غوث الوریٰ میں علمائے کرام کا خطاب

لفظ ”قصہ“ کو ہم نے افسانوی لفظ بنادیا ہے ورنہ خداوند قدوس سورہ یوسف کے شروع میں فرماتا ہے کہ اے نبی! ہم آپ کو اپنے بندوں کی نصیحت کے لئے اچھے اور حقیقی قصے بیان کرتے ہیں۔قرآن وسنت کا مطالعہ کیجئے،اندازہ ہوگا کہ خدا ورسول نے رسولوں اور نبیوں کے ساتھ ہر دور کے ولیوں کے قصے ہماری نصیحت ورہنمائی کے لئے بیان کیے ہیں۔اس طرح ایک بات تو یہ معلوم ہوئی کہ ولیوں اور نبیوں کے قصے بیان کرنا خدا ورسول کی سنت ہے۔اس تاریخی حقیقت کا اعلان مولانا محمد یعقوب علی خان قادری امام وخطیب مسجد خلیل اللہ نے خانقاہ اشرفیہ نفیس روڈ بٹلہ ہاؤس میں منعقد ”جشن غوث الوریٰ“ کی محفل میں خطاب کرتے ہوئے کیا۔انہوں نے حضرت غوث اعظم کی روشن ضمیر روحانی شخصیت کی عظمت بیان کرتے ہوئے بتایا کہ شیخ عبدالقادر جیلانی سے بہت پہلے کے بزرگ حضرت جنید بغدادی نے یہ خبر دی تھی کہ اگلے زمانے میں ایک ایسا ولی پیدا ہونے والا ہے جس کے قدم اولیا کی گردنوں پر ہوں گے۔اس کی وضاحت غوث اعظم کے اس بیان سے ہوجاتا ہے کہ سارے ولی میرے قدم بقدم ہیں اور میں نبی آخرالزماں کے قدم بقدم ہوں۔

مولانا عرفان احمد ازہری رِسرچ اسکالر شعبہ عربی جے این یو نے کہا کہ حضرت غوث اعظم اور تمام اولیائے کرام کی کرامتیں انبیائے کرام کے معجزات کی حقانیت کو ہر زمانے میں ثابت کرنے والی ہوتی ہیں اور آخری نبی کے نائبین کی قدرتی خوبیاں اور آپ کی سب سے بڑی کرامت یہ ہے کہ آپ نے اپنی ماں کی نصیحت پر عمل کرتے ہوئے بغداد کی طرف تعلیمی سفر کے دوران خطرناک رہزنوں کے سامنے بھی جھوٹ بولنے سے خود کو محفوظ رکھا،جس سے یہ پیغام دیا کہ نیک انسان کی خوبی اور پہچان یہ ہے کہ اسے نہ خود کو دھوکہ دینا چاہئے اور نہ اپنے والدین کو دھوکہ دینا چاہئے کیوں کہ جھوٹے بندے خدا کو پسند نہیں۔محمد ظفرالدین برکاتی نے کہا کہ بے شک غوث اعظم کی الفت ومحبت ہماری نجات کی کنجی ہے لیکن یہ بتایا جائے کہ دنیا کی کون سی ایسی کنجی ہے جس میں دندانے نہیں ہوتے،معلوم ہوا کہ غوث اعظم سے الفت ومحبت ہماری نجات کی کنجی ضرور ہے بشرط کہ اس میں نیک اور اچھے اعمال کے غوثیہ دندانے ہوں۔دارالقلم قادری مسجد کے مولانا قاری وجہ القمر برکاتی نے بھی خطاب کیا۔مدرسہ ابراہیمیہ مسجد خلیل اللہ کے استاد قاری آفتاب عالم غازی پوری نے تلاوت ومنقبت خوانی کی،قاری مظہرالدین عزیزی اور قاری محمد میاں اشرفی نے نعت ومنقبت کے گلدستے پیش کیے۔صلوٰۃ وسلام اور امام صاحب کی دعا پر محفل ختم ہوئی۔اسمارٹ سیوا سوشل سوسائٹی کے ارکان نے یہ محفل سجائی جس میں مولانا انیس الرحمٰن،مولانا زین اللہ نظامی،مولانا اقلیم رضا مصباحی،مولانا اشرف الکوثر مصباحی،مولانا منظر امن مصباحی اور ڈاکٹر قادری شاہین باغ وغیرہ عوام وخواص نے بڑی تعداد میں شرکت کی۔**رپورٹ:** محمد عامر حسن اشرفی،رکن سیرت ایجوکیشن ویلفیئر ایسوسی ایشن،مسجد خلیل اللہ

اسلام انسانی دنیا کے لیے ماڈل اور پیغمبر اسلام کی سیرت آئیڈیل ہے

دنیا میں سیکڑوں ہزاروں مذاہب ہیں،مگر مذہب اسلام ہی انسانوں کے لیے ماڈل ہے،مذہب اسلام پچھلے چودہ سو سالوں سے انسانی دل ودماغ پر حکومت کررہا ہے،اسلام کی فطرت پسندی اور سہل روی انسانوں کے لیے ہمیشہ کشش کا باعث رہی ہے،جب کہ پیغمبر اسلام کی سیرت طیبہ کردار وعمل کے لیے آئیڈیل اور نمونہ رہی ہے۔قرآن پاک نے آپ کی سیرت کو انسانوں کے لیے رول ماڈل اور نمونہ قرار دیا ہے اور کہا ہے کہ بے شک تمہا

رہے لیے پیمبر کی زندگی میں نمونہ عمل ہے۔ان خیالات کا اظہار معروف مذہبی رہنما ممبر پارلیامنٹ مولانا غلام رسول بلیاوی ناظم اعلیٰ ادارہ شرعیہ پٹنہ بہار نے دارالعلوم خواجہ ہندالولی جیت پور کے زیر اہتمام منعقد ہونے والی فروغ اسلام کانفرنس میں خطاب کرتے ہوئے کیا،انھوں نے کہا کہ جولوگ اسلام کا کلمہ نہیں پڑھتے وہ بھی اسلام کی روحانیت اور اور پاکیزگی کا اقرار واعتراف کرتے ہیں،یہی وجہ ہے کہ وہ نماز مغرب کے بعد مسجدوں کے دروازوں پر اپنے بیمار بچوں کے ساتھ دعا کے لیے صف بستہ نظر آتے ہیں۔انہوں نے کہا کہ بڑے بڑے مذاہب ابھی تک سماج کے تمام طبقات کو جگہ نہیں دے سکے،مگر اسلام کا دروازہ ہر کسی کے لیے کھلا ہوا ہے،جس کا جی چاہے اجمیر چلا جائے،کسی کی آمد کی وجہ سے درگاہ کو کبھی نہیں دھویا گیا۔آغاز قاری ریاست حسین فریدآبادی کی تلاوت کلام پاک سے ہوا،اس کے بعد دارالعلوم کے طلبہ کے علاوہ نعت خواں انس الہ آبادی نے اپنے خوبصورت کلام پیش کیا۔مولانا مقبول احمد سالک مصباحی بانی و مہتمم جامعہ خواجہ قطب الدین بختیار کاکی نے اپنے فکرانگیز خطاب میں کہا کہ اسلام کی آواز کو کبھی بھی دبایا نہیں جاسکتا،جنھوں نے دبانے کی کوشش کی وہ خود دب گئے،اسلام کسی جبری نظام کی پیداوار نہیں،وہ انسانی دلوں کی آہٹ ہے،اس نے اپنا راستہ خود بنایا ہے۔رشیا کی اسلام کے خلاف ستر سالہ جبرواستبداد کی سیاہ تاریخ بھی اسلام کو ختم نہیں کرسکی،اسی طرح اسپین اور چین وجاپان میں بھی اسلام نئے برگ وبار لا رہا ہے اور اپنی نئی زندگی کا اعلان کررہا ہے۔مولانا شفیق اللہ چترویدی خطیب نیپال نے کہا کہ اسلام ازلی حقیقت کا نام ہے،اس حقیقت کو دنیا تک پہنچانے کی ضرورت ہے،مسلمان پہلے خود بدلیں پھر دنیا کو بدلنے کی فکر کریں۔مولانا ذکراللہ قادری بریلی شریف نے کہ رسول پاک کی ذات مسلمانوں کے عشق وعقیدت کا مرکز ومحور رہی ہے وہ ہمیشہ حضور اقدس کی ذات گرامی سے والہانہ لگاؤ رکھتے رہے ہیں،اسے ترازو سے نہیں ایمانی حرارت سے ہی ناپا جاسکتا ہے،عشق رسالت ہی مسلمانوں کی طاقت وقوت کا خزانہ اور سرچشمہ رہا ہے،مسلمان جب جب اپنے نبی کی ذات بابارکت سے دور ہوا،رسوائی وبربادی اس کا مقدر بن گئی۔اب سے اسی مرکز پر واپسی کرنی ہوگی۔

اجلاس کا اہتمام نوجوان عالم دین مولانا غلام ربانی خوشتر نعیمی نے اپنے رفقا کے تعاون سے کیا تھا۔مولانا بلیاوی اور مولانا چترویدی نے دارالعلوم خواجہ کے تعاون کے لیے عوام اہل سنت سے اپیل کیا تو لوگ سیلاب کی طرح آگے بڑھے اور ہزاروں روپے پیش کرکے دین سے اپنے لگاؤ کا اظہار کیا۔صدارت مولانا سقبول احمد سالک مصباحی نے فرمائی،نظامت کے فرائض مولانا اعجاز احمد انصر ارریاوی نے انجام دیے۔

صلاۃ وسلام اور سرپرست اجلاس مولانا پیر سید عتیق الرحمٰن نوری دربھنگہ بہار کی دعا پر پروگرام کے اختتام کا اعلان کیا گیا۔

البرکات اسلامک ریسرچ اینڈ ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ کے طلبہ کی مسلم یونیورسٹی کے انعامی مقابلہ میں نمایاں کامیابی

مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کے وقار الملک ہال میں ۱،۲،۳ مارچ کو ”بزم وقار ۲۰۱۶ء“ کے نام سے ایک ادبی وثقافتی پروگرام منعقد ہوا،جس میں مسلم یونیورسٹی اور شہر علی گڑھ کے مختلف اداروں کے طلبہ کے درمیان قرات،نعت،تقریر،مباحثہ،مضمون نگاری وغیرہ میں مقابلہ کرایا گیا۔اِس مقابلے میں البرکات اسلامک ریسرچ اینڈ ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ (ABIRTI) کے طلبہ نے بھی حصہ لیا۔خوش خبری یہ ہے کہ اپنی صلاحیتوں کا شاندار مظاہرہ کرتے ہوئے کئی مقابلوں میں اول،دوم اور سوم انعامات حاصل کیے۔یکم مارچ کو مباحثہ (DEBATE) اور برجستہ تقریر (EXTEMPORE) کے مقابلے میں طلبہ نے حصہ لیا۔مباحثہ میں مولانا رضاء الحق امجدی نے دوم اور مولانا طیب رضا مصباحی نے سوم انعامات حاصل کیے اور برجستہ تقریر میں مولانا ریاض الدین امجدی نے اول،جب کہ مولانا رضاء الحق امجدی نے دوم انعامات حاصل کیے۔

۲ مارچ کو مضمون نگاری،قرات،نعت وغیرہ کا مقابلہ ہوا۔نعت میں مولانا محمد محسن مصباحی نے دوم،مولانا محمد شہباز احمد مرکزی نے سوم اور مولانا محمد علی فیضی نے ترغیبی انعامات حاصل کیے۔قرات میں مولانا دلشاد احمد مصباحی کو دوم،جبکہ مولانا محمد علی کو سوم انعام ملا۔اس طرح البرکات اسلامک ریسرچ اینڈ ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ کے طلبہ نے مجموعی طور پر ۹،انعامات حاصل کیے۔ ABIRTI کے ڈائرکٹر حضرت سید محمد امان میاں قادری صاحب نے طلبہ کی اس نمایاں کامیابی پر انھیں مبارکباد دی اور دعاؤں سے نوازا۔

رپورٹ: توحید احمد برکاتی،جامعہ البرکات،علی گڑھ

حضرت خطیب البراہین ہمیشہ رسول پاک کی سنت کی اتباع کرتے تھے

تپہ اجیار کی مشہور آبادی ''اگیا شریف'' میں خطیب البراہین حضرت صوفی نظام الدین محدث بستوی قادری برکاتی مصباحی علیہ الرحمۃ والرضوان کے آستانے پر عرس نظامی کا انعقاد ۹؍۱۰؍فروری ۲۰۱۶ء کو ہوا۔ ۹ فروری بروز منگل صبح سویرے قرآن خوانی وایصال ثواب کی محفل منعقد ہوئی، بعدہ ۹ بجے طرحی منقبتی مشاعرہ شروع جو ایک بجے تک چلتا رہا، بعد نمازِ ظہر خطیب البراہین علیہ الرحمۃ والرضوان کے مکان سے چادر شریف کا جلوس نکلا جس کی قیادت شہزادۂ خطیب البراہین، حضرت مولانا محمد حبیب الرحمٰن رضوی سجادہ نشین خانقاہ عالیہ قادریہ برکاتیہ رضویہ نوریہ نظامیہ نے کیا، نبیرۂ خطیب البراہین حضرت مولانا الحاج ضیاء المصطفیٰ نظامی، حضرت مولانا محمد سعید نظامی، مولانا ثناء المصطفیٰ نظامی اور حکیم رضاء المصطفیٰ نظامی ودیگر علمائے کرام ساتھ رہے، ملک کی مختلف انجمنیں بارگاہ خطیب البراہین میں نذرانۂ عقیدت پیش کررہی تھیں اور خطیب البراہین علیہ الرحمۃ والرضوان کے مزار مبارک پر ساری چادریں پیش کی گئیں، اس کے بعد فاتحہ خوانی ہوئی اور صاحب سجادہ نے سب کے لیے دعا فرمائی۔ بعد نماز مغرب جامعہ برکاتیہ حضرت صوفی نظام الدین محلہ نظام آباد لہرولی بازار کے طلبا نے حسب سابق نعت ومنقبت، تقاریر کی محفل برپا کی پھر عشا کی اذان ہوئی اور فرزندان توحید نے نمازِ عشا ادا کی، نماز عشا کے بعد مولانا حبیب الرحمٰن نظامی مصباحی، مولانا عقیل احمد مصباحی (دودہی) مولانا کمال احمد نظامی اور راقم الحروف اسٹیج پر گئے اور باضابطہ طور سے نظامی کانفرنس کا آغاز ہوا، صبح صادق تک یہ مجلس چلتی رہی، علمائے کرام نے تقریریں کیں اور شعرا نے نعت ومنقبت کے حسین گلدستے پیش کیے اور عشاقان خطیب البراہین بیٹھ کر سماعت کرتے رہے۔

شہزادۂ صدر الشریعہ، محدث کبیر حضرت علامہ ضیاء المصطفیٰ قادری مصباحی سربراہ جامعہ امجدیہ قصبہ گھوسی نے کہا کہ میرے استاذ حضرت حافظ ملت علیہ الرحمہ فرماتے تھے کہ ہم لوگ حضرت صدر الشریعہ کی نقل اتارتے ہر کام میں، بولنے میں، سننے میں، پڑھانے میں، چلنے میں، غصہ کرنے میں۔ میں نے چند علماء میں پایا اپنے معاصرین میں کہ ان کے اندر یہ خوبی تھی کہ اپنے علم اور اپنے علماء دونوں کے وہ اپنے عمل میں سامنے رکھتے، ان میں بڑے ہی خاموش مگر خطیب البراہین حضرت علامہ صوفی مفتی محمد نظام الدین علیہ الرحمہ بستوی مصباحی فتوی اور تقوی دونوں کی کتاب تھے۔ ایسے میں نے چند علما کو دیکھا تو یہ ہمیشہ ملحوظ رکھنا چاہیے۔ صوفی صاحب ہمیشہ رسول پاک ﷺ کی سنت کی اتباع کرتے تھے، آپ نے اپنی پوری زندگی سنت کے پیمانے میں ڈھال لی تھی۔ آپ لوگوں کو اچھی طرح معلوم ہے کہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ سے ان کا کیسا اعتقاد اور کیسی ان کی محبت بلکہ درجۂ عشق میں ان سے لگاؤ تھا اور تقریر کرتے کرتے کوئی حدیث بیان کرتے، اعلیٰ حضرت کا شعر پڑھتے اور ترجمہ کیا حدیث کا' فرماتے ہیں' میرے اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں'' کون دیتا ہے دینے کو منھ چاہیے۔ دینے والا ہے سچا ہمارا نبی۔

آبروئے اہل سنت الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور کے سربراہ اعلیٰ، عزیز ملت حضرت مولانا عبد الحفیظ عزیزی نے اپنے خطاب میں کہا کہ حضرت خطیب البراہین علیہ الرحمۃ والرضوان کی شخصیت کو جس طرح سے دیکھا جائے آپ پاسبان علم وفضل نظر آتے ہیں، حضرت خطیب البراہین علیہ الرحمۃ والرضوان اس گود کے پروردہ تھے جنھیں دنیا حافظ ملت کے نام سے جانتی وپہچانتی ہے، حضرت حافظ ملت علیہ الرحمۃ والرضوان نے اپنے محبتوں کی حرارت سے حضرت خطیب البراہین کی شخصیت کو پگھلا کر کے اتنا نرم ونازک بنادیا تھا کہ چاہے اجنبی ہو یا امیر وغریب، بڑے سے بڑا سیٹھ ہو آپ سے بلاتفریق مل سکتا تھا۔ آپ نے کبھی بھی کسی کو جھڑکنا گوارہ نہیں کیا، آپ کی بارگاہ میں کسی قسم کا کوئی بھید بھاؤ نہیں تھا، حضرت خطیب البراہین علیہ الرحمۃ والرضوان نے پوری زندگی سواد اعظم اہل سنت وجماعت کا کام کیا، آج بھی ضرورت ہے کہ حضرت صوفی نظام الدین نے جس تقویٰ وطہارت کے ساتھ، علم کی جس گرمی کے ساتھ انك لعلیٰ خلق عظیم کی تعبیر بن کر اہل سنت وجماعت کا کام کیا اور کروڑوں سینوں کے دلوں کے اندر عشق رسالت اور محبت اعلیٰ حضرت کا چراغ جلایا، ہمیں اسی طریقۂ کار پر چل کر اہل سنت وجماعت کے کام کرنے کی ضرورت ہے۔ آپ نے کہا کہ علم کے ساتھ ادب بھی ضروری ہے اور علما ومشائخ کی تعظیم وتوقیر بھی لازم ہے، یہی صوفی صاحب کی زندگی کا پیغام ہے۔

حضرت مولانا سید عبد الرب عرف چاند بابو سجادہ نشین آستانہ بلہری شریف فیض آباد، نے کہا کہ حضرت صوفی صاحب نے کام کیا ہے اور کام کرنا مصباحیت ہے تو پھر ہم سب لوگ بلکہ سبھی علمائے اہل سنت مصباحی ہیں۔ صوفی صاحب کی زندگی کا بھی یہی حاصل ہے۔ مولانا مقبول احمد سالک مصباحی دہلی نے کہا کہ صوفی صاحب کی خدمات کا صحیح تعارف، ان کے مشن کی تکمیل اور ان کی زندگی کے تعمیری اور تعلیمی پیغام کو عام کرنا ہماری پہلی ذمے داری اور ہماری صوفی صاحب سے عقیدت کی دلیل ہوگی۔ دار القلم لہرولی اور سہ ماہی پیام نظامی کی بقا وترقی ہی ان کے مشن کو باقی رکھنے میں معاون ہوگی، عرس دوسرا مرحلہ ہونا چاہئے

۔حکیم ملت مفتی عبدالحکیم نوری بانی فضل حق اکیڈمی سدھارتھ نگر نے کہا کہ حضرت صوفی ملت کی ذات ہر آن ذکر الٰہی سے سرشار رہا کرتی تھی،ان کا ظاہر و باطن ہر لحہ ذاکر رہا کرتا تھا۔صوفی ہونا بڑا مشکل کام ہے،تاریخ ہند میں چند ہی صوفیہ نامور گزرے ہیں ان میں خطیب البراہین صوفی نظام الدین برکاتی علیہ الرحمہ کا نام سنہرے حرفوں میں لکھا جائے گا۔

محقق مسائل جدیدہ حضرت مفتی محمد نظام الدین رضوی صدر المدرسین وصدر شعبۂ افتا جامعہ اشرفیہ،مولانا شمس الہدی رضوی،مولانا زاہد علی سلامی،نبیرۂ حافظ ملت مولانا نعیم الدین عزیزی،مولانا مسعود احمد برکاتی،اساتذۂ جامعہ اشرفیہ مبارک پور۔مولانا جمال مصطفیٰ قادری مصباحی پرنسپل جامعہ امجدیہ رضویہ،قصبہ گھوسی (مئو) مولانا فروغ احمد اعظمی مصباحی پرنسپل دارالعلوم علیمیہ جمدا شاہی،مولانا حیدر علی اشرفی،مولانا محمد عیسیٰ رضوی ،اساتذۂ دارالعلوم تنویر الاسلام امرڈوبھا۔ مولانا سید علی نظامی پرنسپل دارالعلوم سید العلوم بچھی پور، مولانا غیاث الدین نظامی مصباحی پرنسپل درالعلوم معینیہ ،مولانا مقصود احمد پرنسپل جامعہ حنفیہ شہر بستی،مولانا نور محمد مصباحی، مفتی محمد صادق مصباحی،ان کے علاوہ مشائخ عظام،علمائے کرام،شعرائے اسلام نے بارگاہ خطیب البراہین علیہ الرحمۃ والرضوان میں خراج عقیدت پیش کیا۔

مولانا محمد محسن نظامی شیخ الحدیث جامعہ برکاتیہ حضرت صوفی نظام الدین لہرولی، مولانا حبیب الرحمٰن نظامی ساؤتھ افریقہ،مولانا علی احمد بسمل عزیزی معراج العلوم دھرم سنگھوا،مولانا کوثر امام قادری استاذ دارالعلوم قدوسیہ پرسونی مہراج گنج ،ثانی سبحانی مولانا محمد علی نظامی بستوی وغیرہ نے مختلف موضوعات پر خطاب کیا ۔اجلاس کا اختتام صلاۃ وسلام اور شہزادۂ حافظ ملت حضرت علامہ الحاج عبدالحفیظ صاحب قبلہ کے دعاؤں پر ہوا۔

عرس کی ساری تقریبات کو بحسن وخوبی انجام دینے میں نبیرگان خطیب البراہین مولانا ضیاء المصطفیٰ نظامی،مولانا محمد سعید نظامی،حافظ محبوب احمد،مولانا ثناء المصطفیٰ نظامی، حکیم رضاء المصطفیٰ نظامی اور دیگر مریدین، معتقدین اور متوسلین نے اہم رول ادا کیا۔اخیر میں صاحب سجادہ نے تمامی شرکا کا شکریہ ادا کیا،سب کے لیے دارین کی فلاح و بہبود اور پورے عالم اسلام بالخصوص اپنے ملک میں امن وامان کی دعائیں کیں۔۱۰ فروری ۲۰۱۶ء بروز بدھ صبح آٹھ بجے آخری قل کے ساتھ عرس کا اختتام ہوا۔**رپورٹ**:مولانا محمد طاہر حسین مصباحی،مدیر سہ ماہی پیام نظامی،لہرولی،بستی (یو۔پی)

خطیب البراہین تقوی اور فتوی دونوں کی کتاب تھے

جامعہ امجدیہ رضویہ گھوسی میں عرس نظامی منایا گیا۔محفل کا آغاز قاری غلام رسول نے تلاوت قرآن کریم سے کیا۔محدث کبیر علامہ ضیاء المصطفیٰ قادری مصباحی نے کہا کہ ہمارے صوفی صاحب کی شان یہ ہے کہ آپ دارالعلوم تنویر الاسلام امرڈوبھا کے پرنسپل اور شیخ الحدیث تھے،ان کے زمانہ صدر المدرسینی میں صالحہ رضوی جو کہ رجسٹرار تھی، بورڈ آف مدارس اسلامیہ کی، وہ آئی معائنے پر وہاں،تو طلبہ نے اس کو آفس میں بیٹھایا،تواضع وغیرہ کردی۔لوگوں سے اس نے کہا کہ پرنسپل صاحب سے ملنا ہے۔لوگوں نے کہا کہ وہ عورتوں سے نہیں ملتے۔اس نے کہا کہ کیا اِس زمانے میں بھی ایسے لوگ زندہ ہیں جو عورتوں سے نہیں ملتے ؟لوگوں نے کہا جی ہاں! سخت پابندی اس معاملے میں سخت پابندی کرتے ہیں۔اس نے کہا تب تو مجھے دیکھنا ہی پڑے گا کہ ایسے بزرگ ہیں،کون تو ان کو دیکھنا ہے مجھے۔آپ اوپر کے کمرے میں جلوہ فگن تھے اپنی کلاس میں،اس میں ایک الماری بھی رکھی ہوئی تھی آپ اپنی درس گاہ میں بیٹھے ہوئے تھے مطمئن کہ انھوں نے فرمایا دیا ہے کلرک سے کہ وہ آرہی ہے، یہاں نہ آئے اور نہ مجھے بلایا جائے میں اس سے نہیں ملوں گا، میں یہ مدرسہ چھوڑ سکتا ہوں مگر اس سے نہ ملوں گا،اب یہ دندناتی ہوئی سیڑھیاں کودتی ہوئی جیسے ہی ان کے کمرے کے سامنے ہوئی، نظر پڑی جھٹ اٹھ کھڑے ہوئے اور الماری کی طرف منھ چھپا کر کے کھڑے ہوئے۔اس قدر پرہیز اور احتیاط رکھتے تھے صوفی صاحب۔مولانا محمد حبیب الرحمٰن رضوی شیخ الحدیث دارالعلوم تدریس الاسلام بسڈیلہ سنت کبیر نگر نے کہا کہ خطیب البراہین کی تبحر علمی،فراست وذکاوت، جودت طبع،نکتہ رسی،محدثانہ بصیرت کا اعتراف بڑے بڑے اصحاب علم وفضل کو ہے،اپنے تو اپنے غیروں نے بھی آپ کے فضائل وکمالات کا اعتراف کیا۔خطیب البراہین کی ذاتِ مجمع کمالات پر جس پہلو سے نگاہ ڈالتے ہیں ایک نمایاں سج دھج،ایک امتیازی شان نظر آتی ہے۔علوم باطن میں آپ کے مراتب قرب وکمالات اور اتصال باطن دور بین نگاہیں بہ خوبی جانتی اور پہچانتی ہیں۔عبادات وریاضات،اوراد و وظائف،اذکار وافکار،اعمال واشغال وغیرہ پر غور کیجیے اور متقدمین اولیائے کرام کے شبانہ روز سے ملاتے جائیے،تو ان کی زندگی کا ہر پہلو سیرت نبوی کی عملی تفسیر نظر آئے گا۔

رپورٹ: مولانا ابو یوسف محمد قادری مصباحی،استاذ جامعہ رضویہ قصبہ گھوسی،ضلع مئو (یوپی)

RAZVI KITAB GHAR

423,Matia Mahal,Jama Masjid,Delhi-6 Ph:23264524

رضوی کتاب گھر کی مطبوعات

کتاب	قیمت
قرآن پاک ترجمہ کنزالایمان اردو (نیٹ)	230/=
قرآن پاک ترجمہ کنزالایمان ہندی (نیٹ)	180/=
قرآن پاک ترجمہ کنزالایمان ہندی آرٹ پیپر	250/=
قرآن پاک ترجمہ کنزالایمان انگریزی (نیٹ)	220/=
تفسیر روح البیان (مکمل ۱۵؍جلدوں میں)	7000/=
تفسیر نعیمی (۱۸؍جلدوں میں)	6000/=
تفسیر مظہر القرآن (مکمل ۳۰ پارے دو جلدوں میں)	1200/=
تفسیر الم نشرح (مکمل مجلد)	400/=
نزہۃ القاری شرح بخاری (مکمل ۸ جلدوں میں)	3000/=
فتاویٰ حامدیہ (مکمل)	400/=
سعادۃ الدارین (مکمل ۲؍جلدوں میں)	600/=
الابریز۔ اردو ترجمہ خزینۂ معارف	400/=
شافعی بہشتی زیور (مکمل دو جلدوں میں)	800/=
خلاصہ فقہ شافعی	200/=
خطباتِ ممبریہ (خطبۂ جمعہ)	100/=
اسلامی زندگی فقیہ شافعی کی روشنی میں	300/=
شافعی معلم الدین (دینی تعلیمی کورس)	60/=
مصباح المجالس	225/=
زین المجالس	180/=
فیضانِ اعلیٰ حضرت	400/=
تذکرۃ الانبیاء (مکمل مجلد)	350/=
تذکرۃ الاولیاء	160/=
تذکرہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام	160/=
بزم اولیاء (ترجمہ روض الریاحین)	240/=
جان ہے عشق مصطفےٰ	300/=
انوار ساطعہ در بیان مولود و فاتحہ	240/=
فیضان شریعت	400 /=
امام احمد رضا اور علم حدیث تین جلدوں میں	600/=
امام احمد رضا اور معارف تصوف	240/=
تعظیم نبی اور امام احمد رضا	200/=
علوم القرآن (ترجمہ حاشیہ الدولۃ المکیہ)	200/=
امام اعظم ابوحنیفہ اعلیٰ حضرت کی نظر میں	100/=
شفا شریف (مکمل مجلد)	350/=
قصر عارفاں	250/=
الزہد (تقویٰ کی حقیقت اور احادیث رسول)	200/=
سچی حکایات (مکمل مجلد)	240/=
عورتوں کی حکایات	100/=

کتاب	قیمت
قانون شریعت (مکمل مجلد)	180/=
انعام شریعت	140/=
گلستان شریعت	100/=
نظام شریعت	130/=
معین شریعت	120/=
مکاشفۃ القلوب	200/=
کشف المحجوب	240/=
سبع سنابل شریف	160/=
جاء الحق (مکمل مجلد)	200/=
سیرت خواجہ غریب نواز	220/=
سیرت غوث اعظم	120/=
سیرت غوث پاک	100/=
سیرت رسول اکرم	140/=
سیرت امام شافعی	100/=
زیارتِ قبور	100 /=
فضائل نماز قادری رضوی	120/=
شان حبیب الرحمٰن	120/=
فضائل اہل بیت (سفینۂ نوح)	120/=
امام پاک اور یزید پلید	120/=
حیاۃ الشہداء والموتیٰ	40/=
سوانح کربلا	40/=
تاریخ کربلا	160/=
کربلا کا مسافر	100/=
داستانِ کربلا	100/=
شام کربلا	130/=
خاکِ کربلا	120/=
مابعد کربلا	100 /=
تاریخ نجد و حجاز	180/=
الملفوظ کامل	160/=
منازل ولایت	160/=
امام احمد رضا اور رد بدعات و منکرات	140/=
امام احمد رضا ارباب علم و دانش کی نظر میں	100/=
اصلاح فکر و اعتقاد	140/=
حدائق بخشش (کلاں مجلد)	120/=
النجوم شعری مجموعہ (بیکل اتساہی)	120/=
نعتیہ روایت کا عروج و ارتقاء	100/=
افکار رضا	100/=

کتاب	قیمت
تجلیات مفتی اعظم ہند	100/=
گستاخ رسول کی شرعی حیثیت	80/=
عقائد اہل سنت	130/=
سنی دیوبندی اختلاف کا منصفانہ جائزہ	80/=
اذان خطبہ کہاں ہو	50/=
اسلام اور چاند کا سفر	60/=
جماعت اسلامی کا شیش محل	60/=
دیوبند کی خانہ تلاشی	60/=
معمولات اہلسنت	120/=
حصن حصین	100/=
شمع شبستانِ رضا	160/=
تحقیقات مکمل	120/=
جنگ آزادی اور وطن کے جاں باز	120/=
تذکرہ حافظ عبدالرؤف	50/=
تذکرہ علی احمد صابر کلیری مجلد	100 /=
حیات تاج الشریعہ	140/=
خون کے آنسو	140/=
دیوبند کا نیا دین	70/=
سنی بہشتی زیور	160/=
جنتی زیور	160/=
بہتر میں ایک (مجلد)	100/=
اندھے نجدی دیکھ لے......	60/=
انوارِ درود و سلام	80/=
قرینۂ زندگی (مجلد)	120/=
قرینۂ زندگی (ٹائٹل)	90/=
کھانے پینے کی سنتیں	120/=
شرح الصدور (قبر کے حالات)	140/=
سنت خیر الانام	120/=
جذب القلوب	120/=
جان جاناں	100/=
پکارو یا رسول اللہ	120/=
بہار اسلام	80/=
امتیاز حق و باطل	100/=
تجلیات شرف	100 /=
خصائص رسول	100/=
جمال اولیاء	100/=
حسام الحرمین	100/=

کتاب	قیمت
امام شعر وادب	40/=
فرش پر عرش	100/=
بارہ تقریریں	120/=
خطبات غزالی	100/=
خطبات اسلام	100/=
خطباتِ مجاہد (جلد اول)	120/=
خطباتِ مجاہد (جلد دوم)	120/=
خطباتِ اعظمی (مکمل)	90/=
خطباتِ ربانی (حصہ اول مجلد)	80/=
خطباتِ ربانی (حصہ دوم مجلد)	90/=
خطباتِ ابوالحقانی	40/=
خطباتِ خواتین	100 /=
دلکش تقریریں	40/=
شان خطابت	50/=
جانِ خطابت	120/=
روح خطابت	80/=
نور خطابت	100/=
تاج خطابت	130/=
قانون شریعت (اول)	80/=
قانون شریعت (دوم)	90/=
آسان تقریریں (اوّل ودوم)	50/=
آسان تقریریں (سوم چہارم)	50/=
احکام نماز اور اتباع سنت (نماز حبیب کبریاء)	160/=
غیر مقلدین کی انگریز نوازی	50/=
(تاجدارِ یمن) حضرت اویس قرنی	100/=
اسلامی زندگی	50/=
سوانح حضرت اویس قرنی	50/=
سوانح حضرت جنید بغدادی	50/=
بارہ مہینوں کی نفل نمازیں	30/=
سیرت امام احمد رضا	40/=
تمہید ایمان	30/=
عقائد علمائے دیوبند	30/=
گستاخ قلم	40/=
ارشادات اعلیٰ حضرت	40/=
شعبان کے لیل ونہار	50/=
امام المحدثین	40/=
عرفان مذہب ومسلک	50/=
بنگال اور اسلام	40/=
مزارات اولیاء پر روشنی	30/=
بابری مسجد کی شہادت اور تعمیر نو	40/=

جیلانی دارالاشاعت کی شروحات جدید ترتیب

کتاب	قیمت
بشیر القاری شرح صحیح البخاری (درسی)	750/=
البشیر الکامل شرح مأۃ عامل	700/=
بشیر الناجیہ شرح کافیہ (۳ رجلدوں میں)	1200/=
البشیر شرح نحو میر	350/=
حضور صدر العلماء ایک تاریخ ساز شخصیت	300/=
کشف الفرائد لحل شرح عقائد (مفتی محمد اسلم)	300/=

دیگر اداروں کی مطبوعات

کتاب	قیمت
نزہۃ القاری شرح بخاری (مکمل ۸ جلدیں)	3000/=
بخاری شریف (مکمل تین جلدیں)	1150/=
مسلم شریف مترجم (۳ رجلدوں میں)	1100/=
جامع ترمذی شریف (مکمل دو جلدیں)	900/=
سنن ابوداؤد شریف (مکمل تین جلدیں)	950/=
سنن ابن ماجہ شریف (مکمل دو جلدیں)	650/=
سنن نسائی (۳ رجلدوں میں)	1500/=
مشکوۃ شریف (مکمل تین جلدیں)	650/=
مرأۃ المناجیح (مکمل ۸ رجلدیں)	235 0/=
شرح موطا امام محمد (مکمل تین جلدیں)	1200/=
اشعۃ اللمعات شرح مشکوۃ (مکمل ۷ جلدوں میں)	3500/=
جامع الاحادیث (مکمل ۱۰ رجلدوں میں)	4500/=
رسالہ قشیریہ (مکمل)	350/=
ضیاء النبی (سیرت رسول) مکمل (سات جلدیں)	2500/=
شرح صحیح مسلم شریف مکمل (سات جلدیں)	4700/=
احیاء العلوم (چار جلدوں میں)	1800/=
فتاویٰ رضویہ شرح (مکمل ۳۰ رجلدوں میں)	16000/=
فتاویٰ رضویہ (مکمل ۱۲ رجلدوں میں)	6500/=
فتاویٰ شارح بخاری (جلد اول، دوم، سوم)	1500/=
فتاویٰ بحر العلوم (مکمل ۶ رجلدوں میں)	3500/=
فتاویٰ فیض الرسول (۲ رجلدوں میں)	900/=
فتاویٰ فقیہ ملت (۲ رجلدوں میں)	700/=
فتاویٰ امجدیہ (۴ رجلدوں میں)	1200/=
سیرت رسول بروایت ابن اسحٰق	550/=
تجلیات تاج الشریعہ	700/=
امام علم وفن نمبر	500/=
بخاری شریف کے ایمان افروز واقعات	450/=
بہار شریعت مکمل (۲۰ رحصہ ۴ رجلدوں میں)	1400/=
بہار شریعت ہندی (۲۰ حصہ ۴ رجلدوں میں)	1500/=
بہار شریعت مکمل (۲۰ حصہ ۲ رجلدوں میں)	800/=

کتاب	قیمت
تفسیر الحسنات (۷ جلدوں میں	4500/=
صحیح ابن حبان اردو (۷ جلدوں می)	7500/=
فتاویٰ مفتی اعظم ہند (۷ جلدیں)	3500/=
حیات اعلیٰ حضرت (۶ رجلدیں	700/=
انوار البیان (۳ جلدیں)	1600/=
تاریخ اسلام (۲ جلدوں میں)	400/=
سیرت خواتین (۲ جلدوں میں)	320/=
بائبل میں نقوش محمدی	250/=
مواعظ رضویہ مکمل (۳ جلدوں میں)	920/=
کتاب الفقہ علی المذاہب الاربع	3000/=
مکتوبات امام ربانی (مکمل ۳ رجلدوں میں)	600/=
شرح حدائق بخشش (۵ رجلدوں میں)	900/=
تاریخ الخلفاء	350/=
نزہۃ المجالس (مکمل ۲ رجلدوں میں)	430/=
مدارج النبوۃ (۲ رجلدوں میں)	500/=
معارج النبوۃ (مکمل ۳ رجلدیں)	500/=
خصائص الکبریٰ (مکمل)	550/=
کیمیائے سعادت	450/=
غنیۃ الطالبین	350/=
حجۃ اللہ علی العالمین اردو مکمل سیٹ	800/=
سیرت محمدیہ ترجمہ مواہب لدنیہ	650/=
یا یہا الذین امنو (مکمل دو جلد)	700/-
شمس المعارف (مکمل)	325/=
خاندان مصطفیٰ	250/=
سیرۃ المصطفیٰ	200 /=
نعیمی خطبات (مکمل ۴ رحصہ)	400/=
حقیقت گلزار صابری	250/=
سلطان کربلا (۲ رجلدوں میں)	380/=
ہست بہشت (ملفوظات خواجگان چشت)	300/=
جامع کرامات اولیاء	280/=
فضائل النبی المختار (جواہر البحار) (۶ جلدیں)	2200/=
اسلامی حیرت انگیز معلومات	250/=
شہید ابن شہید (۲ رجلدوں میں)	260/=
ہمارا اسلام (مکمل)	150/=
طیب الوردہ شرح قصیدہ بردہ (اردو)	140/=
احکام شریعت	120/=
علوم مصطفیٰ (الدولۃ المکیہ)	130/=
مجموعہ اعمال رضا	150/=
اعظمی صاحب کی ۵ رتقریروں کا سیٹ	550/=
شانِ حبیب الباری من روایات البخاری	150/=

فاروقیہ بک ڈپو کی خصوصی پیشکش

جلد منظر عام پر

عظیم مفسر قرآن، عظیم شارح احادیث مبارکہ علامہ غلام رسول سعیدی رحمۃ اللہ علیہ کا
نعمۃ الباری شرح بخاری کی عظیم کامیابی کے بعد ایک اہم شاہکار

"تفسیر تبیان الفرقان" کامل ۶/ جلدیں

تمام تفاسیر، احادیث، اقوال فقہاء کا مکمل نچوڑ اور فقہ حنفی کے اثبات پر دلائل و براہین پر مشتمل

تفسیر تبیان الفرقان کا تعارف خود مصنف علیہ الرحمۃ کی زبانی

نعمۃ الباری کی تکمیل کے بعد میں نے عزم کیا کہ میں قرآن مجید کی ایک مختصر تفسیر لکھوں جس میں نہ صرف یہ کہ تبیان القرآن کے مضامین مختصر طور پر ہوں، بلکہ اس سے زیادہ مضامین کا اضافہ بھی ہو، اور اس تفسیر میں بعض آزاد خیال مفسرین کی تفسیروں پر تبصرہ بھی ہو، اور جب سے امام ابو منصور الماتریدی المتوفی ۳۳۳ھ کی تفسیر "تاویلات اهل السنة" طبع ہو کر میرے پاس پہنچی تو میری شدید خواہش تھی کہ میں اپنی تفسیر میں اس سے استفادہ کروں کیونکہ میں تبیان القرآن میں امام محمد بن عمر رازی متوفی ۶۰۶ھ کی ''تفسیر کبیر'' سے اکتساب فیض کر رہا تھا جب کہ امام رازی شافعی المذہب ہیں اور امام ماتریدی حنفی المذہب ہیں اور امام ماتریدی کی تفسیر سے استفادہ نہ صرف میرے لیے زیادہ باعثِ سعادت ہوگا بلکہ ہمارے قارئین کو بھی اس سے فقہ حنفی کی حقانیت پر مزید بہ افراط مضبوط دلائل حاصل ہوں گے، پس اللہ تعالیٰ نے مجھے امام ماتریدی کی تفسیر سے اکتسابِ فیض کا موقع مہیا کیا، سو میں نے چاہا کہ اس مختصر تفسیر کا نام ''تبیان الفرقان'' رکھوں۔

بعض آزاد خیال (Liberal) لوگ مثلاً سر سید احمد خان، غلام احمد پرویز، امین احسن اصلاحی، جاوید احمد غامدی، سید ابو الاعلیٰ مودودی اور ڈاکٹر محمد شکیل اوج وغیرہ نے قرآن مجید کی تفسیر میں جو اپنے گمراہانہ افکار سمو دیئے ہیں، میں نے اپنی بساط کے مطابق پوری کوشش کی ہے کہ ان کے ملحدانہ افکار کا قلع قمع کروں اور صدہا سال سے قرآن مجید کی جو تفسیر سَلَف صالحین سے منقول چلی آ رہی ہے اسی کا دلائل و براہین سے احیاء کروں، میں نے اپنی اس تفسیر میں زیادہ تر احادیثِ صحیحہ سے استدلال کیا ہے اور اُن احادیث کے جامع اور مکمل حوالہ جات تفسیر تبیان القرآن سے بہت زیادہ پیش کئے ہیں۔

''تبیان الفرقان'' میں اسلام کے مُسلَّمہ عقائد کو تبیان القرآن کی بہ نسبت زیادہ تفصیل اور عمدگی سے لکھا ہے اور منکرین عظمت رسول اور منقِّصینِ شانِ صحابہ و اہل بیت کے ردّ و ابطال میں کوئی کمی نہیں چھوڑی اور جس کے ساتھ بھی اختلاف کیا ہے اس کی عزتِ نفس کو قائم رکھا ہے اور کہیں مجروح ہونے نہیں دیا، اللہ تعالیٰ سے دعاء ہے کہ وہ اس تفسیر کو اپنی اور اپنے محبوب رسول کی بارگاہ میں مقبولیت سے نوازے اور قیامت تک اس تفسیر کے مندرجات کو مینارۂ نور بنا دے۔ آمین یارب العالمین بجاہ حبیبك سید المرسلین۔

بکنگ کے لئے رابطہ کریں

FAROOQIA BOOK DEPOT Whatsapp No. 9718901005
422/c Matia Mahal, Jama Masjid, Delhi-06, Ph. 011-23266053, 23267199, E-mail : farooqiabookdepot@gmail.com
Bank: State Bank of India, Farooqia Book Depot, A/C No. 31497170850 Branch Code-02366 Jama Masjid, Delhi

جیلانی بک ڈپو کی گراں قدر مطبوعات انڈیا میں پہلی بار منظر عام پر

صحیح ابن حبّان (اردو) 13/جلدیں — Rs 7000/-

مصنف: ابوحاتم محمد بن حبان التمیمی الدارمی البستی

ابن حبان (متوفی ۳۵۴ھ) کا شمار بڑے حفاظِ حدیث میں ہوتا ہے۔ آپ کئی کتابوں کے مصنف ہیں۔ بعض اہلِ علم کا کہنا ہے کہ صحیحین کے بعد صحت میں ابن حبان دوسرے نمبر پر ہے۔ امام ابن حبان اپنے وقت میں ائمہ حدیث میں شمار ہوتے تھے۔ امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ علم کے بحرِ بے کراں تھے۔ صحیح ابن حبان ابوابِ کتاب سے اور ترکیب وقوام کے اعتبار سے ایک عظیم کتاب ہے، جس کو حفاظ حدیث نے یاد کیا ہے۔ ائمہ اور محدثین کی زبان پر رواں ہوئی۔'' صحیح ابن حبان کو درجۂ مقبولیت حاصل ہے اور محققین کے ہاں اس کے حوالہ جات اکثر ذکر کیے جاتے ہیں۔ ہندوستان میں پہلی مرتبہ یہ ترجمہ جیلانی بُک ڈپو کے توسط سے شائع ہو رہا ہے۔

مصنف: ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ بن محمد بن حمدویہ الحاکم نیشاپوری

امام حاکم کی روایات کو اکابر اہل علم نے ہمیشہ ہی قدر کی نگاہ سے دیکھا اور اپنی کتابوں میں بطور حوالہ نقل فرماتے رہے اس کی اہم وجہ یہ ہے کہ مستدرک میں امام حاکم نے خاص طور سے ان احادیث کو جمع کرنے کا اہتمام کیا ہے جو شیخین (امام بخاری و امام مسلم) کی شرط کے مطابق صحیح ہیں، اور ان حضرات نے کسی وجہ سے انھیں نقل نہ کیا ہو۔ یہ بلند پایہ کتاب ہندوستان میں پہلی مرتبہ شائع ہو رہی ہے۔

تفسیر الحسنات 7/جلدیں — Rs 4500/-

مفسر: علامہ ابوالحسنات سید محمد احمد قادری

تفسیر الحسنات کے بارے میں غزالی زماں علامہ سید احمد کاظمی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: ''تفسیر الحسنات بآیات بینات مؤلفہ مفسرِ قرآن حضرت علامہ ابوالحسنات سید محمد احمد قادری رحمۃ اللہ علیہ کے مطالعہ کا شرف حاصل ہوا۔ سبحان اللہ تفسیری محاسن کا حسین وجمیل مرقع ہے۔ کیوں نہ ہو جس کے مؤلف فاضل اجل، عالم بے بدل، حافظ قاری علامہ ابوالحسنات وارثِ علوم قرآن وحدیث ہیں۔ فنونِ متداولہ عقلیہ ونقلیہ کے ماہر، قرآنِ کریم کے حافظ اور قاری، تفسیر وحدیث، فقہ اور تصوف کے علوم کے جامع، صالح متقی، شریعت وطریقت کے حامل، تصنیف وتالیف میں بے مثال۔ ان کی لکھی ہوئی تفسیر کیسی نفیس اور عمدہ ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ صحیح معنی میں جسے تفسیر کہا جا سکتا ہے وہ تفسیر الحسنات ہے۔ لفظی ترجمہ میں لغاتِ قرآن کو حل کر دیا اور بامحاورہ ترجمہ فرما کر قرآنِ پاک کو آسان کر دیا۔ شانِ نزول تحریر فرما کر مطالب قرآن کو مزید واضح فرما دیا۔'' واضح رہے کہ حضرت علامہ ابوالحسنات کا علمی شجرہ سید المفسرین حضور صدر الافاضل الشاہ سید محمد نعیم الدین قادری علیہ الرحمہ بانی جامعہ نعیمیہ سے ملتا ہے، جو خود مفسرین کی جماعت میں نمایاں حیثیت کے حامل ہیں۔

مزید معلومات کے لئے رابطہ قائم کریں

جیلانی بُک ڈپو ۱۲۲۹/چوڑی والان، جامع مسجد دہلی

email. jilani.book.depot@gmail.com,
jilanigraphic@gmail.com

جلوس غوثیہ دراصل امن اور قومی یکجہتی کا عظیم پیغام ہے

آئی ایس آئی ایس (داعش) نامی دہشت گرد تنظیم غیر اسلامی، یہودیوں کی پیدا کردہ، وہابی نظریات کی حامل دہشت گرد تنظیم آئی ایس آئی (داعش) جس کا اسلام سے دور دور تک واسطہ نہیں ہے: الحاج محمد سعید نوری

مسلمانوں کا اتحاد دہشت گردوں کے لئے چیلنج جسے وہ ناپاک منصوبوں سے مسمار کرنا چاہتے ہیں: رضا اکیڈمی کا پیغام

ممبئی: (نامہ نگار) عروس البلاد ممبئی جہاں گوناگوں خوبیوں کی وجہ سے پوری دنیا میں جہاں اپنا مقام بنائے ہوئے ہے وہیں رضا اکیڈمی ممبئی کی سماجی، ثقافتی، مذہبی اور دینی سرگرمیوں کی وجہ سے اہلیان ممبئی کی نور نظر بنی ہوئی ہیں۔ گزشتہ دنوں ۱۲ ربیع الاول کی مبارک ساعتوں میں جہاں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کا جشن بڑے ہی تزک واحتشام سے منایا جسے بانی رضا اکیڈمی الحاج محمد سعید نوری نے اس سلسلے میں منعقدہ تمام تقریبات کو عالم اسلام کے امن سے تعبیر کیا وہیں رضا اکیڈمی نے ولیوں کے سردار، غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے یوم ولادت باسعادت کے موقع پر سابقہ روایات کو برقرار رکھتے ہوئے ملکی سطح پر اپنے دوستوں، ہمدردوں اور رضا اکیڈمی کی ملکی سطح پر شاخوں کے ذمہ داران کو ساتھ لے کر جشن کی تیاریاں شروع کردی ہیں۔ واضح رہے کہ یہ حضور غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی ۸۷٦ویں یوم وصال پر جلوس غوثیہ ہے جسے نہایت ہی تزک واحتشام سے منایا جائے گا۔ دہشت گرد تنظیم داعش کے متعلق رضا اکیڈمی کے بانی سعید نوری نے اخبار نویسوں سے گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نہایت جید صوفی عالم اور ولی تھے جن کا مزار شریف عراق کے دارالسلطنت شہر بغداد میں ہے جسے غیر اسلامی، یہودیوں کی پیدا کردہ وہابی نظریات کی حامل دہشت گرد تنظیم آئی ایس آئی (داعش) جس کا اسلام سے دور دور تک واسطہ نہیں ہے مزار اقدس کو منہدم کرنا چاہتی ہے۔ اسی دہشت گرد تنظیم آئی ایس آئی (المعروف داعش) جس نے مختلف اہلسنت ممالک مثلاً سیریا، لبنان، عراق، ترکی، کویت اور فرانس وغیرہ پر جارحانہ حملہ کر کے کافی انسانی جانوں کو ہلاک کیا، اس تنظیم اور اس جیسی دہشت گردانہ تنظیموں کو علمائے کرام نے غیر اسلامی قرار دیا ہے۔ ان دہشت گردانہ تنظیموں نے لوگوں میں جو ڈر کا ماحول پیدا کر رکھا ہے قابل مذمت ہے۔ سنی مسلمانوں کے خلاف ان کا رد عمل دہشت گردانہ اور جارحانہ عمل ہے۔ ان کی ان غیر انسانی سرگرمیوں سے مسلمانوں کا نام خراب ہو رہا ہے۔ اور بے قصور لوگ اس کے شکار ہو رہے ہیں۔ رضا اکیڈمی نے پچھلے دنوں وہابیوں کے اس غیر مسلم اور غیر سنی رد عمل کے بارے میں ان کے خلاف قانون وضع کرنے کی بات کی ہے۔ اگر وہابیوں کے اس جارحانہ عمل پر پابندی لگائی جاتی ہے تو شہر میں امن کا ماحول پیدا ہو سکتا ہے۔ واضح ہو کہ دہشت گردی پر اگر لگام کسی جا سکی تو اجتماعی طور پر سب کا فائدہ ہوگا۔ یاد رہے کہ اسلام امن اور سلامتی کا پیغام دیتا ہے نہ کہ قتل وغارت گری اور خون خرابے کی اجازت دیتا ہے۔ انہوں نے مزید کہا کہ دہشت گردی اور غیر انسانی رد عمل کی فہرست اگر تیار کی جائے تو کافی طویل ہوگی تاہم صوفیوں کے مقابر کی انہدامی ناقابل برداشت اور ناقابل قبول ہے۔ وہابیوں کا یہ جارحانہ عمل قابل مذمت ہے۔ وہ صحابہ کرام، اہل بیت اولیائے کرام اور پیغمبر اعظم اور صوفیائے کرام کے مزارات کو ڈھانے کی بات کرتے ہیں۔ حال ہی میں آئی ایس آئی ایس کے رضا کاروں نے حضرت یونس علیہ الصلاۃ والسلام کے مقبرے کو مسمار کردیا۔ پیغمبر دانیال علیہ السلام کے مزارات کو بھی نشان زد کر رکھا ہے۔ ان دہشت گردوں نے پلمیرا میں نذر ابو بہائی الدین صوفی جید عالم کے مقبرے کو زمیں بوس کردیا۔ واضح ہو کہ یہ بزرگ پانچ سو سال قبل وہاں قیام پذیر تھے۔ ملحوظ رہے کہ محمد بن علی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے حسب ونسب جن کے رشتے دار امام علی تھے۔ رضا اکیڈمی صرف وہابی دہشت گردوں کی مذمت نہیں کرتی بلکہ اس قسم کی تمام دہشت گردانہ طرز عمل کو نہ صرف ہندوستان بلکہ مغربی ممالک اور خصوصاً سعودی عرب اور اسرائیل کی بھی مذمت کرتی ہے۔

اسلام امن پسندی کا مذہب ہے جس میں دہشت گردی حرام ہے

جشن غوث اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا پیغام ہی انسانیت اور بھلائی کی دعوت دینا ہے اسلام امن پسندی کی تعلیمات کو عام کرتا ہے اس کا دہشت گردی سے کوئی تعلق نہیں ہے لیکن اس کے باوجود اسلام کو بدنام کرنے کی سازشیں کی جاتی ہیں، آج جہاد کے معنی کو غلط طریقے سے پیش کیا جاتا ہے جہاد کے اصلی معنی اپنی حفاظت کرنا ہے، دہشت پسندی اسلام میں حرام قرار دی گئی ہے، خواجہ ہندالولی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے امن پسندی کا پیغام دے کر ہی اسلام کی تبلیغ کی ہے اور آج خواجہ غریب نواز کے آستانے سے ہی امن وشانتی کا پیغام جاتا ہے۔ اس قسم کے خیالات کا اظہار یہاں جلوس غوثیہ سے قبل مدنپورہ سنی بڑی مسجد کے پاس سیرت غوث پاک بیان فرماتے ہوئے آل انڈیا سنی جمعیت العلماء کے جنرل سکریٹری مولانا منصور علی خان قادری نے کیا۔

انہوں نے کہا کہ غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تعلیمات پر آج ہمیں پابندی سے عمل کرنے کی ضرورت ہے، مسلمان ان کے نقش قدم پر ہی ترقی حاصل کرسکتا ہے، غوث اعظم کے لیے ہی آج ہم سب یہاں جمع ہوئے ہیں اور جشن غوثیہ میں عالم اسلام اور ہندوستان میں امن وامان کے لیے دعا گو بھی ہیں۔ مولانا عبدالقادر علوی نے اپنے خطاب میں کہا کہ آج ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم غوث اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تعلیمات کو عام کریں اور ساتھ ہی ان کے نقش قدم پر چل کر دنیا وآخرت کو کامیاب بنائیں۔

بعد ازاں جلوس غوثیہ اپنی روایتی شان وشوکت کے ساتھ مدنپورہ سنی بڑی مسجد سے نکالا گیا اور سابقہ گزرگاہوں سے گشت کرتا ہوا مدنپورہ مسجد میں عصر کی جماعت ادا کی، پھر تیلی محلہ میں مغرب کی جماعت بھی شرکاء جلوس نے ادا کی پھر حج ہاؤس ہوتا ہوا مستان تالاب پر پہنچا راستوں میں قائدین جلوس وشرکاء جلوس کا پرتپاک خیر مقدم کیا گیا۔

جلوس میں مزار مقدس کے ساتھ جھانکیاں بھی شامل تھیں، ان جھانکیوں میں پرکشش اور دلکش جھانکیاں جو جلوس کا خاصہ تھی راستوں میں جلوس کے استقبال کے لیے دروازے بھی تیار کیے گئے تھے۔ رضا اکیڈمی کے رضا کار بھی جلوس میں موجود تھے جو جلوس میں شامل شرکاء کو رضا کارانہ طور پر کنٹرول کر رہے تھے، اس کے علاوہ پولیس کی بھاری جمعیت بھی حفاظتی انتظامات پر مامور تھی۔

جوائنٹ پولیس کمشنر نظم ونسق دیوین بھارتی نے جلوس کی سیکورٹی کے لیے پختہ اور بہتر انتظامات کیے تھے۔ جلوس اپنی گزرگاہوں سے گزرتا ہوا جب مستان تالاب پہنچا تو وہاں شرکاء جلوس کے ساتھ مولانا کوثر ربانی نے داعش کو اسلام دشمن قرار دیتے ہوئے ہندوستان اور عالم اسلام میں امن و بھائی چارگی کے لیے خصوصی دعائیں بھی کیں، انہوں نے فرمایا کہ اسلام امن پسندی کا مذہب ہے اور اس نے ہمیشہ سے ہی بھائی چارگی اور اخوت کی ہی دعوت دی ہے لیکن کچھ لوگ اسے بدنام کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ جانثاران غوث اعظم جلوس میں پیدل اور گاڑیوں میں شامل ہوئے تھے اور اس جلوس کا ڈسپلن اس قدر قابل تعریف تھا کہ کسی کو کسی سے کوئی تکلیف تک نہ تھی اور سب غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عشق میں سرشار جلوس میں درود وسلام اور نعت ومنقبت پڑھتے ہوئے نظر آرہے تھے۔ جلوس کو دیکھنے کے لیے جنوبی ممبئی کے پرانی بلڈنگوں کی عمارتوں پر مستورات بھی نظر آئیں۔ اس جلوس کی قیادت مولانا عبدالقادر علوی، مولانا سید کوثر ربانی، مولانا ولی اللہ شریفی، مولانا محمود عالم رشیدی، مولانا شاہد رضا، محمد مبین اور رضا اکیڈمی کے جنرل سیکریٹری الحاج محمد سعید نوری صاحب نے کی، حنیف سوسو نے جلوس کے انتظامات میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔

مروڈ جنجیرہ کے ساحلی سمندر میں ۱۴ طلبا کی جانوں کا اتلاف افسوسناک (رضا اکیڈمی)

مروڈ جنجیرہ کے ساحلی سمندر میں پونے کے طلبا کے اندوہناک حادثہ میں ۱۴ جانوں کا اتلاف بڑا کربناک ہے۔ ہمیں اس پر شدید دکھ ہے۔ طلبا کا اس طرح ڈوب جانا یقیناً ان کے والدین کے لیے کسی بڑے صدمے سے کم نہیں ہے۔ ہم بھی ان سے اظہار ہمدردی کرتے ہیں۔ اس طرح کا بیان رضا اکیڈمی کے جنرل سکریٹری الحاج محمد سعید نوری نے دیا۔ موصوف نے قوم کے طلبا و اساتذہ سے اپیل بھی کی ہے کہ وہ پکنک ٹرپ لے جانے میں بڑی احتیاط سے کام لیں۔ طلبا قوم کا سرمایہ ہوتے ہیں۔ انہیں اس بات کا پابند بنائیں کہ وہ پر خطر مقامات سے دور رہیں۔ اور ساحلی علاقوں میں محفوظ نشانات تک ہی محدود رہیں۔ والدین کی ذمہ داری ہے کہ وہ بچوں کی نگرانی کریں اور ان کی زندگیوں کی قدر دانی اسی میں ہے کہ ایسے خطرات والے مقامات سے انہیں بچائیں۔ اس ضمن میں رضا اکیڈمی کے جنرل سکریٹری الحاج محمد سعید نوری صاحب نے انتظامیہ سے بھی مطالبہ کیا کہ ایسے تمام مقامات پر حفاظتی نظام کو بہتر بنائیں تاکہ مستقبل میں اس طرح کے واقعات ظہور پذیر نہ ہوں۔

آبروے اہل سنت دانش گاہ علم وفضل جامعہ اشرفیہ مبارک پور کے طلبہ کی ایک نئی پیش رفت سالنامہ ''باغ فردوس'' مبارک پور کا

مجددین اسلام نمبر

حضرت عمر بن عبدالعزیز سے مفتی اعظم ہند تک کے تقریباً ۵۵ مجددین اسلام کے حالات اوران کے تجدیدی کارنامے کا تاریخی دستاویز

صدی	مجددین اسلام	ولادت	وفات
پہلی	حضرت عمر بن عبدالعزیز	۶۱ھ	۱۰۱ھ
〃	حضرت ابوسعید حسن بن یسار بصری	۲۲ھ	۱۱۰ھ
〃	حضرت ابوبکر محمد بن سیرین بصری	۳۳ھ	۱۱۰ھ
〃	حضرت ابومحمد عطا بن ابی رباح	۲۷ھ	۱۱۴ھ
〃	حضرت عامر بن شراحیل شعبی کوفی	۱۷ھ	۱۰۴ھ
〃	حضرت ابومعبد عبد بن کثیر داری مکی	۴۵ھ	۱۲۰ھ
دوسری	حضرت محمد بن ادریس شافعی	۱۵۰ھ	۲۰۴ھ
〃	حضرت اشہب بن عبدالعزیز قیسی مالکی	۱۵۰ھ	۲۰۴ھ
〃	حضرت ابوزکریا یحییٰ بن معین مری	۱۵۸ھ	۲۳۳ھ
〃	حضرت علی رضا بن موسیٰ کاظم	۱۵۳ھ	۲۰۳ھ
〃	حضرت معروف بن فیروز کرخی	۱۵۶ھ	۲۰۱ھ
〃	حضرت امام احمد بن حنبل	۱۶۴ھ	۲۴۱ھ
〃	حضرت ابوعلی حسن بن زیاد لولوئی	۱۱۶ھ	۲۰۴ھ
تیسرا	حضرت ابوحسن علی بن اسماعیل اشعری	۲۶۰ھ	۳۲۴ھ
〃	حضرت ابوالعباس عمر بن سریج شافعی	۲۴۹ھ	۳۰۶ھ
〃	حضرت امام احمد بن شعیب بن علی نسائی	۲۱۵ھ	۳۰۳ھ
〃	حضرت ابوجعفر احمد بن محمد بن سلامہ طحاوی	۲۳۹ھ	۳۲۱ھ
〃	حضرت ابوجعفر محمد بن جریر طبری	۲۲۴ھ	۳۱۰ھ
چوتھی	حضرت ابوالطیب سہل بن محمد صعلوکی	۰۰۰	۴۰۴ھ
〃	حضرت ابوحامد احمد بن محمد اسفرائینی	۳۴۴ھ	۴۰۶ھ
〃	حضرت قاضی ابوبکر محمد بن طیب باقلانی	۳۳۸ھ	۴۰۳ھ
〃	حضرت ابوالعباس احمد بن مقتدر خلیفہ قادر باللہ	۳۵۵ھ	۴۴۲ھ
پانچویں	حضرت امام محمد بن محمد بن محمد غزالی	۴۵۰ھ	۵۰۵ھ
〃	حضرت ابومحمد حسین بن مسعود بغوی فرا	۴۳۳ھ	۵۱۶ھ
〃	حضرت غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی	۴۷۰ھ	۵۶۱ھ
〃	ابوالعباس احمد بن مقتدی خلیفہ مستظہر باللہ	۴۴۰ھ	۵۱۲ھ
چھٹی	حضرت امام فخرالدین محمد بن عمر رازی	۵۴۴ھ	۶۰۶ھ

صدی	مجددین اسلام	ولادت	وفات
چھٹی	حضرت خواجہ غریب نواز معین الدین حسن چشتی	۵۲۷ھ	۶۳۳ھ
ساتویں	حضرت تقی الدین بن دقیق العید قشیری	۶۲۵ھ	۷۰۲ھ
〃	حضرت خواجہ نظام الدین اولیا	۲۳۶ھ	۷۲۵ھ
آٹھویں	حضرت عبدالرحیم بن حسین زین الدین عراقی	۷۲۵ھ	۸۰۶ھ
〃	حضرت شیخ الاسلام ابوحفص سراج الدین بلقینی	۷۲۴ھ	۸۰۵ھ
〃	حضرت خواجہ شمس الدین ابن جزری	۷۵۱ھ	۸۳۳ھ
نویں	امام جلال الدین عبدالرحمٰن بن ابوبکر سیوطی	۸۴۹ھ	۹۱۱ھ
〃	حضرت شمس الدین محمد بن عبدالرحمٰن سخاوی	۸۳۱ھ	۹۰۲ھ
دسویں	حضرت شمس الدین محمد بن شہاب الدین رملی	۹۱۹ھ	۱۰۰۴ھ
〃	حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی	۹۵۸ھ	۱۰۵۲ھ
〃	حضرت میر عبدالواحد بلگرامی	۹۱۵ھ	۱۰۱۷ھ
〃	حضرت محمد بن عبداللہ خطیب تمرتاشی غزی	۹۳۹ھ	۱۰۰۴ھ
〃	حضرت علی بن محمد بن علی بن غانم مقدسی	۹۲۰ھ	۱۰۰۴ھ
〃	حضرت ملا علی بن سلطان محمد قاری	۹۳۰ھ	۱۰۱۴ھ
۱۱ویں	حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی	۹۷۱	۱۰۳۴ھ
〃	حضرت علامہ محمد بن عبدالباقی زرقانی	۱۰۵۵ھ	۱۱۲۲ھ
〃	حضرت ملا محب اللہ بہاری	۰۰۰	۱۱۱۹ھ
〃	حضرت شیخ کلیم اللہ چشتی	۱۰۶۰ھ	۱۱۴۲ھ
〃	بادشاہ ہند حضرت اورنگ زیب عالم گیر	۱۰۷۲ھ	۱۱۱۸ھ
۱۲ویں	حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی	۱۱۵۹ھ	۱۲۳۹ھ
〃	بحرالعلوم علامہ عبدالعلی فرنگی محلی	۱۱۴۴ھ	۱۲۲۵ھ
〃	حضرت سید مرتضیٰ حسین زبیدی	۱۱۴۵ھ	۱۲۰۵ھ
〃	حضرت شاہ غلام علی مجددی دہلوی	۱۱۵۶ھ	۱۲۴۰ھ
۱۳ویں	حضرت شاہ عبدالقادری بدایونی	۱۲۵۳ھ	۱۳۱۹ھ
〃	حضرت سید احمد بن زینی دحلان مکی	۱۲۳۱ھ	۱۳۰۴ھ
〃	حضرت شیخ یوسف بن اسماعیل نبہانی	۱۲۶۵ھ	۱۳۵۰ھ
۱۴ویں	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی	۱۲۷۲ھ	۱۳۴۰ھ
〃	مفتی اعظم ہند شاہ مصطفیٰ رضا نوری	۱۳۱۰ھ	۱۴۰۲ھ

من جانب

تنظیم پیغام اسلام (طلبہ جامعہ اشرفیہ مبارک پور اعظم گڑھ، یوپی)

رابطہ کریں: محمد ابوہریرہ رضوی، 9889283697، محمد ظفرالدین صدیقی، 8799173488، محمد فیضان سرور 9956740487

فتاویٰ رضویہ قدیم ۱۲ جلدوں کی تکمیل، تخریج اور ترتیب جدید

عرصہ دراز سے فتاویٰ رضویہ کی بارہ جلدوں کی شہرت ہے، چند سال سے ترجمہ وتخریج کے ساتھ یہ تیس جلدوں میں بھی چھپ رہی ہے، "امام احمد رضا اکیڈمی بریلی شریف" نے چار پانچ سال قبل یہ پروگرام بنایا تھا کہ بارہ جلدوں کی ترتیب جدید، تخریج اور تکمیل یعنی جو، رسائل اس میں شامل ہونے سے رہ گئے یا غیر مرتب انداز میں شامل ہوئے ان سب کو ترتیب سے فتاویٰ میں شامل کیا جائے اور جدید کمپوزنگ کے ساتھ اس کو شائع کیا جائے۔

قدیم ۱۲ جلدوں میں فتاویٰ کے علاوہ ایک سو بیس (۱۲۰) رسائل رضویہ شامل ہیں مگر ہماری اس جدید اشاعت میں رسائل کی تعداد ۲۲۰ سے بھی زیادہ ہوگی۔ ساتھ ہی یہ بھی خوشی کی بات ہے کہ اعلیٰ حضرت کے بہت سے فتاویٰ ان جلدوں میں وہ بھی ہوں گے جو اس سے پہلے کسی اشاعت میں نہیں تھے، یہ بعد میں دستیاب ہوئے ہیں اور ان سب کا حوالہ بھی ہوگا۔ ایسے فتاویٰ بھی دو سو سے زیادہ ہوں گے۔

بحمدہ تعالیٰ اب یہ کام آخری مراحل میں ہے اور ہم اس کو 30×20 کے سائز میں تقریباً ۲۰ جلدوں میں شائع کریں گے، مزید اس میں ایک پروگرام یہ بھی ہے کہ ہم اس کی عام فہرست مسائل کے علاوہ ایک ایسی فہرست بھی مرتب کردیں جو حروف تہجی کی ترتیب پر ہو اور مسائل تلاش کرنے والے حضرات کو در پیش مسئلہ کا ایک لفظ بھی یاد ہو تو وہ اردو لغات کے طرز پر نہایت سہل انداز میں تلاش کرسکیں۔

یہ فہرست تیار ہوگئی تو یہ بھی چار، پانچ جلدوں میں ہوگی، اس طرح اب جلدوں کی تعداد ۲۵ تک پہنچ سکتی ہے۔

اس جدید ایڈیشن کی خصوصیات

(۱) قدیم سیٹ میں ۱۲۰ رسائل ہیں، اس میں ۲۲۰ سے بھی زیادہ ہوں گے۔
(۲) قدیم میں عبارات کی تخریج نہیں، اس میں مکمل عبارات کی تخریج ہوگی۔
(۳) قرآن کریم کی آیات نہایت واضح انداز میں خوبصورت کتابت اور خط عثمانی کے ساتھ ہوں گی۔
(۴) احادیث کریمہ بھی نمایاں انداز میں تحریر ہوں گی۔
(۵) جدید ترتیب، پیراگرافنگ، کوما، ڈش کی رعایت اور ذیلی سرخیاں بھی ہوں گی۔
(۶) ہر رسالہ نئے صفحہ سے شروع ہوگا اور عربی عبارات جدید طرز پر ہوں گی۔

ان تمام خوبیوں کے ساتھ ان شاء اللہ المولیٰ تعالیٰ

یہ کامل و اکمل خوبصورت سیٹ ماہ رمضان المبارک ۱۴۳۷ھ کے بعد ذوالقعدہ اور ذوالحجہ تک منظر عام پر آجائے گا۔

رابطہ کا پتہ

امام احمد رضا اکیڈمی، صالح نگر، بریلی شریف، یو۔ پی (انڈیا) 243502

Mob: 09412489368,08410236467

تحریر وقلم کی دنیا میں ایک صحت مند انقلاب

فکری نگارشات اور تحقیقی مقالات کا دیدہ زیب سلسلہ — صائب الرای قلم کاروں کے افکار کا حسین گل دستہ

ماهنامه پیغام شریعت دهلی کا مقصد

غیر جانب دارانہ اسلامی صحافت کے ساتھ ساتھ مسلک اہل سنت و جماعت خصوصاً تعلیمات رضا کو عام کیا جائے۔ اہل سنت وجماعت کی تمام تنظیموں، اداروں اور خانقاہوں کی مثبت ترجمانی کی جائے۔ تمام اہل علم اور قوم کے ہر سنجیدہ طبقہ کو اپنے افکار قوم کے سامنے پیش کرنے کے لیے ایک پلیٹ فارم مہیا کیا جائے۔ حرمت انبیا واولیا وعلما کی پاسبانی کی جائے۔ غیر ضروری خلافیات سے ماحول کو صاف کرنے کی کوشش کی جائے اور تعلیمات رضا کی روشنی میں نسل جدید کی فکری تربیت کی جائے۔ آیئے! اس کو فروغ دیں۔ عام لوگوں تک پہنچانے اور عوام وخواص کو اس سے جوڑنے کی کوشش کریں۔ یہ وقت کا سب سے بڑا تقاضا ہے۔

خصوصیات

☆ جدید علمی اور فقہی تحقیقات کی تفصیلات اور خبریں ☆ جدید شرعی مسائل پر سوال وجواب اور مباحثے
☆ قوم وملت کے عصری ایشوز پر سوالوں کے جوابات ☆ اسلاف کرام وبزرگان دین کا سوانحی سلسلہ
☆ موجودہ علما ومشائخ اہل سنت کے تعارفی انٹرویوز ☆ طالبان علوم کے لیے تحریری مقابلے اور کوئیز
☆ عالمی سطح پر اہل سنت وجماعت کی علمی وتبلیغی پیش رفت

مضامین، تاثرات، وآرا، شرعی سوالات، نقد وتبصرہ پر مشتمل نگارشات ای میل کریں یا اس پتہ پر بھیجیں

Paighame Shariat Monthly

442 Gali Sarote wali, 2nd Floor, Matia Mahal Jama Masjid Delhi 6

بلا تاخیر اپنی کاپی بک کرائیں۔ سالانہ ممبر شپ 150 روپے۔ ممبر شپ کے لیے فون کریں نیز ممبر شپ کا فارم makkapublisher.com پر موجود ہے۔

A/C NAME:PAIGHAM E SHARIAT

, A/C NO.6409744750, IFSC CODE: IDIB000J033, JASOLA

پبلشر: محمد قاسم مصباحی قادری چشتی۔ 9911062519 ایڈیٹر (اعزازی): مولانا محمد آفتاب عالم مصباحی: 9654336678

Office : 011-23260749 Email: Paighamesharíat@gmail.com

REGISTERD WITH THE REGISTRAR OF NEWS PAPERS FOR INDIA UNDER NO. 69814/98DL (DG-11) / 8055/2015-2017
PUBLISHING DATE 5,6 AND POSTING DATE - 10,11 EVERY ADVANCED MONTH
"KANZUL IMAN" MONTHLY APRIL-2016 Rs.20/-
423, Matia Mahal, Jama Masjid, Delhi - 110006 Ph:. 011-23264524
weight 90 grams
Total 68 Pages with Title Cover
Editor: Mohammed. Qamruddin Razvi
Name & Address of Printers :- M.S. Printers - 1853, Katra Dhobiyan, Lal Darwaza, Sirki Walan Delhi-110006